تاریخ ہندوستان

ملقب بہ

واقعات ہند

جسے

[illegible]الدین صاحب ڈپٹی انسپکٹر حلقہ لاہور نے تالیف کیا

اور

[illegible]ن صاحب سابق ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع پرتابگڈھ و دوسری [illegible]

[illegible]ن فریری اسسٹنٹ محکمہ سررشتہ تعلیم ملک اودھ نے تصحیح کیا

واسطے استعمال مدارس و مکاتب خانگی

مرتبہ بستم

مطبع منشی نولکشور [illegible]

کون لوگ تھے تو قول غالب یہ ہے کہ ہندو لوگ زمانۂ قدیم کے باشندے اس ملک کے ہین چنانچہ اسیواسطے ملک ہند یا ہندوستان اسکا نام ہوا اور ہندو ہی زمانۂ سابق مین بادشاہ اس ملک کے تھے لیکن صحیح اور صاف تاریخ کسی کے پاس موجود نہین ہے ۔

اسکی یہ وجہ ہی کہ بعد طوفان نوح کے ماوراء النہر کے باشندے براہ پنجاب ہندوستان مین آکر قریب گنگا کے جو بسے تھے وہ کچھ اوہی بولی بولتے تھے اوسوقت نہ سنسکرت زبان تھی نہ ہندی جب اونکی نسل پھیلی اور جانب شمال کے آبادی بڑھگئی تو بڑی بڑی بہادر جنگی فوج لیکر جانب مغرب اِن باشندگان ہندوستان پر چڑھائی کرکے آئے اور انکو مغلوب کرکے ایسا تتر بتر کیا کہ پہاڑون مین وہ لوگ جا بسے اوسوقت تک نہ تو کسیکو لکھنا آتا تھا کہ کوئی حال لکھتا نہ کوئی شاعر تھا جو شعر کہتا ان جنگی لوگون کے ساتھ برہمن بھی آگئے اونھون نے یہان کے لوگون کو تعلیم زبانی کی اوسوقت تک بھی کوئی مورخ پیدا نہ ہوا تھا نہ کسیکو وقایع نویسی کا شوق تھا ہان شاعر لوگ البتہ پیدا ہوگئے تھے جنھون نے کبھی کسی حاجت سے گیت بناکر جاری کردیے جو کہ بطور کہاوت یا ضرب المثل کے کچھ کچھ کسیکو یاد رہگئے اونکے بعد جو اونکی نسل پھیلی تو اونھون نے یہ خیال کیا کہ شاید ہزارہا برس کی کہانیان ان گیتون مین جوڑی ہوئی ہین یہ معلوم نہین ہوتا کہ کس زمانے کا یہ حال ہے اسلیے وہ غلطی مین پڑگئے اور تاریخ

واقعات ہند

عجب ناداں ہیں جنکو ہے عجب تاج سلطانی	فلک بال ہما کو پل مین سونپے ہے مگس رانی
نہیں معلوم انہنے خاک مین کیا کیا ملایا ہے	اگر چشم نقش پا سے تا عدم نکلی نہ حیرانی

ملک ہندوستان جو ایشیا مین بہت بڑا وسیع جزیرہ نما ہی اسطور پر واقع ہے کہ اوسکے شمال مین کوہ ہمالا اور جنوب مین بحر ہند مشرق مین برہم پوتر دریا اور ملک برہما ہی اور مغرب مین دریای سندہ جسکو اٹک کہتی ہین بڑے زور سے بہتا ہے طول اس ملک کا کشمیر سے لیکر راس کماری تک (۱۹۰۰) میل اور عرض اٹک کے دہانے سے اون پہاڑون تک جو برہم پوتر کے مشرق کیطرف واقع ہو (۱۵۰۰) میل ہے اور کل زمین ہندوستان کی بارہ لاکھ مربع میل ہے اور چودہ کرور سے زیادہ آدمی اس مین بستے ہین

قدامت

...ف ہے کہ سب سے اول باشندے ہندوستان

پہلا حصہ

ہندوؤن کا راج

فہرست راجگان ہندوستان مع خلاصہ حالات تاریخی متعلق حصہ اول

نمبر	بنسی	نام	سنہ جلوس و وفات وغیرہ	خلاصہ حالات تاریخی
۱	سورج بنسی	اکشواکو		اجودھیا پوری بسائی وہان اپنی راج دھانی
۲	ایضا	راجہ رام چندر	بارہ سو برس قبل سنہ ع و بروایت دیگرہ ۱۸ سو برس پیشتر حضرت مسیح کے پیدا ہوئے	۵۵ پشت کے بعد راجہ اکشواکو سے راجہ رامچندر پیدا ہوئے۔ اپنی سوتیلی ماں کی عداوت ۱۴ برس تک واسطے بن باس اختیار کی لنکا کے راجہ راون سے لڑائی ہوئی ہنومان سگریو کی مدد سے راجہ رام چندر کی فتح ہوئی
۱	چندر بنسی	ییات		یہ راجہ اتری کی اولاد مین بودھ کا پوتا [illegible] الہ آباد اسکی راج دھانی تھی یدو اور درہی اور پورا اسکے لڑکے تھے دو خاندان یدو کی نسل سے ہوئے ایک [illegible] دوسرا پانڈو۔
۲	ایضا	جدہشٹر		پانڈو کی نسل سے جدہشٹر راجہ بڑا [illegible] کرشن اور بلرام بھی اسی نسل مین [illegible]
۳	ایضا	درجودھن		[illegible] کی نسل مین تھا [illegible] جدہشٹر سے اسکی لڑائی ہوئی جو مہابھارت [illegible]
۱	تکشک	[illegible] ناگ	۶ سو برس قبل سنہ ع	تاتار سے آکے ہندوستان شمالی فتح [illegible] دارالسلطنت شہر پاٹلی پتر [illegible]

لوگ پر ظلمت چھا گئی ایک زمانے کے بعد جب پنڈت لوگ سنسکر
تصنیف کرنے لگے تو اونھون نے بھی کچھ تحقیق و تدقیق کسی
یا وقائع کی کماحقہ نہ کی بلکہ شاعرانہ طور پر جسقدر ہو سکا لوگون کو
کیواسطے مبالغے کو کام فرماتے ہے تاکہ کہانی مزہ کی ہو جاے
زمانہ قدیم کا کچھ نہ لکھا اسلیے قدیم تاریخ ہندوستان کی ایسی معدوم
کچھ پتا واضح نہین لگ سکتا یہ اعتراض صرف ہندوستانیون پر نہین ہو عمو
ہو سکتا ہو خصوصًا چین و برہما و ملک یونان کے اصلی باشندون نے
اپنے ملک کی قدیم تاریخ گم کردی ہو اور ایسی ایسی بیہودہ باتین لکھ
مطلع نظر حیرانی او سرگردانی کو سامع یا قاری اون نوشتون کے دروغ
شک نہین کرتا اسلیے قدیم تاریخ ہندوستان کی بندہ بھی کماحقہ نہین لک
مشہور قدیم راجاؤن کا حال جہانتک مطابق عقل اور امکان کے
اول حصہ مین درج کرونگا یہ اول حصہ شروع آبادی ہندوستان سے لیکر
یعنی مسلمانون کی شروع عملداری تک لکھا جائیگا - اور دوسرے حصہ مین
عملداریکا بیان [illegible] لیکر شروع عملداری انگریزون تک شروع کیا
اور تیسرے حصہ مین شروع عملداری انگریزون سے تمام وقائع ہندوستان کے جو
[illegible] ہوے ہین درج کیے جاینگے اسلیے یہ کتاب تین حصون

* کمپنی لقب اوس جماعت سوداگران انگریزی کا ہندوستان مین مشہور ہو
بغرض تجارت ہندوستان مین آئے اور رفتہ رفتہ ملک ہندوستان پر قابض

a Period

اونکا ہونا تریتا جگ* مین لکھتے ہین۔ راجہ رامچندر جی کی سوتیلی ماں کیکئی نے
راجہ دسرتھ اپنے خاوند سے دو باتون کے پورا کرنے کا برمانگ رکھا تھا
سو جب رامچندر جی کو راج تلک یعنی ٹیکا ولیعہدی کا ملنے لگا تب کیکئی نے
راجہ دسرتھ سے دو سوال کیے ایک یہ کہ راج تلک بہرت جی اوسکے بیٹے کو
ملے۔ دوسرے رامچندر جی چودہ برس بن باس کرین اس بات کو سنکر
راجہ دسرتھ بڑے حیران ہوے نہ بچن سے پھرنا نہ ایسے لایق بڑے
بیٹے کو حق سے محروم رکھنا گوارا ہوا کچھ بن نہ آئی بیہوش ہوگئے۔ اس حال کو
دیکھکر رامچندر جی نے اپنی ماتا کے منشا کی تعمیل اور اپنے پتا کے اقرار کی
تکمیل اپنی سعادت سمجھی اور چودہ برس کا بن باس اپنے اوپر اختیار کیا
اور سیتا جی اونکی رانی اور لچھمن جی لکھمن اونکے چھوٹے بھائی اونکے
ساتھ رہے۔ اسی بن باس مین لنکا کا راجہ راون فقیر کا بھیس بناکر موقع
پاکر سیتا جی کو ہر کر یعنی چوراکر لیگیا۔ وجہ اسکی یہ بیان کرتے ہین کہ سورپ نکھا
راون کی بہن راجہ رامچندر سے اپنا بیاہ کرنا چاہتی تھی رامچندر جی کو دوسری

---

* مطابق عقاید ہندوان جگ چار ہین
اول ست جگ ۱۷ لاکھ ۲۸ ہزار برس کا تھا۔
دوم دواپر - ۱۲ لاکھ ۹۶ ہزار برس کا تھا۔
سوم تریتا - ۸ لاکھ ۶۴ ہزار برس کا تھا۔
چہارم کلجگ - ۴ لاکھ ۳۲ ہزار برس کا ہے

4 Good fortune
5 Aws

Step mother; blessing deeds; Ceremonial mark; Worthy; to break promise; Bewildered; to bear; deprive; ways and intention; to adopt; to choose; undertook; Fulfil; opportunity; Fact; stolen away

کہتے ہین کہ مہاراجہ برہما جی کے دو بیٹے تھے ایک کا نام دچھ دوسری کا
اتر تھا دچھ سے سورج پیدا ہوا جس سے سورج بنسی راجاؤن کا خاندان
ہندوستان مین چلا اور اتر سے سوم یعنی چاند پیدا ہوا اوسکی اولاد مین جو راجہ لوگ
پیدا ہوئے اونکو چندربنسی کہتے ہین۔ ابتدای آبادی مین پہلے ہی پہل
ہندوون کی دار السلطنت اجودھیا مین مقرر ہوئی تھی جسکو ہمارے زمانے مین
ملک اودہ کہتے ہین وہ راجہ جو اس قطعۂ زمین پر حکومت کرتے تھے اونکو
ہندو لوگ سورج بنسی یعنی سورج کی اولاد کہتے ہین بعد ازان ایک اور دار الریاست
پریاگ یعنی الہ آباد مین مقرر ہوئی وہان کے راجاؤن کو ہندو لوگ چندربنسی
یعنی چاند کی اولاد کہتے ہین۔

سورج بنسی خاندان مین سب سے اول راجہ اکشواکو ہوا تھا جسنے اپنے نام پر
اجودھیا پوری بسا کر اپنی راج دھانی مقرر کی اکشواکو سے لیکر راجہ رام چندر
تک ستاون راجہ اودہ مین حکومت کر چکے تھے۔ ان سب مین عظیم الشان
مشہور اور نامور راجہ رام چندر بیٹے راجہ دسرتھ کے ہوئے جنکی بزرگی اور عظمت
اور قدرت اور بہادری کا حال سنسکرت کی کئی پستکون مین خصوصاً بالمیکی رامائن
مین مفصل لکھا ہے۔ راجہ رام چندر کو ہندو اوتار مانتے ہین اور

یادداشت مورخ انگریز مین راجہ رام چندر کا عہد کوئی بارہ سو برس اور کوئی اٹھارہ سو
برس سنہ عیسوی سے پہلے قائم کرتے ہین۔

ہندوؤن کے زبان زد ہے اور جو کہ یدونسکے خاندان مین ہوا تھا وہ یہ ہو
کہ بعد سے دو خاندان مشہور ہوے ایک کیرو- دوسرا پانڈو- پر کیرو کا
فریق بہ نسبت پانڈو کے حکومت و ثروت مین زبردست اور عالی ہمت تھا
جدہشٹر اوسوقت کا راجہ پانڈو کی اولاد مین اتنا طاقت ور اور صاحب علم
ہوا کہ اوسنے اشوامیدہ یعنی گھوڑے کی قربانی کا ارادہ کیا یہ قربانی
سوا اوس بادشاہ عظیم الشان کے جسکا مقابلہ کوئی راجہ نکر سکے اور کوئی
نہین کر سکتا-

دریودھن راجہ جو کیرو کے خاندان سے تھا یہ بات ناپسند ہوئی
چنانچہ اوسنے یہ خبر پاکر کہ جدہشٹر کو جوا کھیلنے کا بڑا شوق ہے اپنے
دل مین اس قربانی کے روکنے کا منصوبہ ٹھہرا کر جدہشٹر کے پاس آیا اور
بازی بدکر جوا کھیلنے لگا جب جدہشٹر بازی ہار گیا تب دریودھن نے
اوس سے کہا کہ اگر تو اپنا راج اور جورو دونون پر بازی بدے تب مین
تیرے ساتھ جوا کھیلتا ہون اوسنے ایسا ہی کیا اتفاق سے جدہشٹر
وہ بازی بھی ہار گیا دریودھن نے فوراً اوسکی جورو اور سلطنت پر قبضہ
کر کے بارہ برس کی میعاد پر اوسکو جلاوطن کر دیا جب بارہ برس گذر چکے
تب حسب وعدہ جدہشٹر مع اپنے بھائیون کرشنا اور بلرام جی کے مدعی
سلطنت کا ہو کر اوسکے پاس آیا پر دریودھن نے اونکو سلطنت نہ دی

شادی ہرگز منظور نہ تھی جب وہ بہت بجد ہوئی اور کسیطرح باز نہ آئی تب
لچھمن جی نے دق ہوکر اوسکی ناک کاٹ ڈالی تھی ۔ راجہ رامچندر
سیتا جی کی تلاش مین پھرتے تھے کہ اتفاقاً انہون نے ستری یعنی شیر سگریوا
راجہ کشکندہ نگر ملک دکن کا ملا اور پھر راجہ سگریو سے ملاقات ہوئی سگریو کو
اوسکے بھائی بالی نے ملک سے نکال دیا تھا دونون بھائیون مین لڑائی
ہوئی راجہ رامچندر کے تیر سے بالی مارا گیا اور سگریوا اپنے ملک پر قابض
ہوکر رامچندر جی کا مطیع اور فرمانبردار ہوگیا ۔ تب راجہ رامچندر نے راون پر
چڑھائی کی اور سگریوا اور ہنومان بسرکردگی اپنی فوج کے ساتھ ہوئے ۔
دکن سے گذر کر اوس آبناے پر جو درمیان ہندوستان و لنکا کے واقع ہے
راجہ رامچندر نے ایک پل باندھا اور اوس سے عبور کر کے راون سے لنکا مین
بڑی بھاری لڑائی لڑ کے فتح پائی اوسکو مارا اور ملک اوسکا اوسکے چھوٹے
بھائی بھبیشن کو بخشدیا اور سیتا جی کو قید سخت سے چھوڑا کر اپنے ملک کو واپس آئے
چندربنسی خاندان کا بانی جودہ تھا اوسکا پرپوتا مسمی ییات اوسکا
جانشین الہ آباد مین ہوا بعد اوسکی وفات کے اوسکے پانچ بیٹے یدو انو
ترہسو دریہی اور پورو باقی رہے پس یدو کی اولاد مین کرشنا اور بلرام
مشہور ہوئے ۔ ایک اور بڑا حادثہ جو قدیم تاریخ ہند مین مشہور ہے اور اب

+ آبنائے شغار ۔

حملات غیری

فہرست بادشاہان غیر جنہونے ہندوستان پر چڑھائی کی یا راجہ ہندوستان جو اوس زمانے میں تھے
مع مختصر بیان تاریخی

نمبر	[illegible]	[illegible]	خلاصۂ حالات تاریخی
۱	فارسی	دارا	۵۱۸ برس قبل سال عیسوی کے کیخسرو کے تخت پر ایران کے جلوس کیا۔ بعد ازان ہندوستان پر چڑھائی کی۔ دریائے سندھ کے قرب وجوار کے ملک فتح کیے۔
۲	یونانی	سکندر	۳۳۱ برس قبل سنہ ع کی ہندوستان پر چڑھائی کی راجہ پورس سے مقابلہ ہوا۔ اوسنے چاہا کہ دور تک ہندوستان فتح کرے لیکن اوسکی فوج دریائے ستلج سے آگے نہ بڑھی۔
۳	مہانند	تکشک	تین سو تین برس قبل مگدہ دیش کے راج پر قابض ہوا۔ فوج لیکے سکندر کے مقابلے کے لیے مستعد ہوا۔ چانک اوسکے وزیر نے اوسے مار ڈالا۔
۴	چندرگپت	ایضاً	مہانند کا لڑکا نائن کے پیٹ سے تھا چانک وزیر کی حیلے سے سب عہدیداران راج کو قتل کروا ڈالا اور خود راج پر قبضہ کیا چوبیس برس سلطنت کرکے دو سو بانوے برس قبل سنہ ع کے رحلت کی۔
۱	اگنی کل	بکرماجیت	اگنی کل خاندان پوار کی نسل مین یہ راجہ تھا چھپن برس قبل سنہ ع کے تخت پر بیٹھا اگنی کل بنس کے راجاؤن کو ساتر برہمن تھے اونھون نے قدیم مذہب بودہ کا بیخ و بن سے مٹا دیا۔ اور شیو کی پرستش قائم کی۔ علم کو راجہ بکرماجیت نے بڑی ترقی دی۔ سالباہن کی لڑائی مین مارا گیا
۱	اندرا	سدریکا	زمانہ راجہ بکرماجیت مین اس خاندان کے راجہ ملک دکن مین راج کرتے تھے زبان سنسکرت مین ان راجاؤن کو بانی سلطنت کا خطاب دیا گیا ہر تھوڑے دنون کے بعد یہ خاندان اور بکرماجیت کا راج نیست و نابود ہوگیا اور مسلمانون کے حملے شروع ہوئے۔

تب جدہشتر نے ارادہ جنگ کا کیا دونوں جانب سے فوج آراستہ کی گئی اور یہ تجویز ٹھہری کہ جو فتح پائے وہ حکومت لے۔

یہ لڑائی کوروکھیتر کے میدان میں تھانیسر کے قریب جو پنجاب میں واقع ہے بصلاح جانبین قرار پائی اور بموجب کتب ہنود کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یدو کی خاندان میں سے دونوں طرف چھپن نسلیں اس لڑائی میں شامل تھیں اٹھارہ دن تک کارزار اس میدان میں ہوئی اسی لڑائی کا حال کتاب مہابھارت میں مفصل لکھا ہے انجام کار پانڈونکی فتح ہوئی اور کوروں نے شکست پائی دریودھن مع اور چندراجاؤنکے مارا گیا

جدہشتر فتحمند ہوکر مع اپنے بھائیوں کرشنا اور بلرام جی کے دوارکا کی طرف کوچ کر گیا جہاں پر سری کرشنا جی پہونچکر مقتول ہوا اور جدہشتر اور بلرام جی کوہ ہمالیہ پر جاکر برف میں گل گئے اور اونکے پوتے راجہ پرکھیت اونکی گدی پر بیٹھے بعد تھوڑے زمانہ کے ہستناپور جو اونکا دارالسلطنت تھا بسبب طغیانی گنگا کے ڈوب گیا۔

خاندان تکشک

تخمیناً چھ سو برس پیشتر حضرت عیسیٰ کے ایک خاندان کے راجہ ملک تاتار سے آکر ہندوستان میں داخل ہوئے جنکو ہندو لوگ تکشک کا خاندان یعنی سانپوں کی اولاد بتلاتے ہیں انکے بادشاہ کا نام شیش ناگ تھا اونھوں نے ہندوستان شمالی کو فتح کرکے ایک سلطنت جسکا نام مگدھ دیش کا راج مقرر کیا اس سلطنت میں صوبہ بہار اور ممالک شمالی ہندوستان کے داخل تھے دارالسلطنت اونکی شہر پاٹلی پترا تھا جو قریب شہر پٹنہ کے واقع تھا

اس داہمانے کبھی ہندوستان پر حملہ نہین کیا تھا بلکہ اسکے باپ داراب
ابن بہمن نے ہندوستان کو فتح کرکے سب راجہ مگدہ دیس وغیرہ سے باج گذار
اپنے ملک کے کر لیے تھے۔

Incursion Invasion
اور جبکہ سکندر اعظم نے ہندوستان پر یورش کی اوسوقت راجہ مہانند کہ
rules
اولاد نکشک سے تھا مگدہ دیس یعنی صوبہ بہار مین حکمران تھا اور شاہ ایران کو نعلبندی
worshipped
دیا کرتا تھا اس قوم کے سب راجہ بدھ کی پرستش کیا کرتے تھے یہ بدھ پانسو چالیس
Birth
برس قبل ظہور حضرت عیسی کے صوبہ بہار مین پیدا ہوا گیا جی مین اسکا
مقام رہا کرتا تھا۔

warlike Overturned
غرضکہ سکندر اعظم ملک ایران کو زیر و زبر کرکے مع لشکر جرار دریای سندہ پر
carrying wars making in war
پہنچا چونکہ تین برس تک اوسکی فوج نے حملات کرنے اور لڑنے بھڑنے مین
Labour
بڑی محنت و کہائی تھی اور موسم سرما مین برفستانی پہاڑون پر چڑھتے چڑھتے
Promised
بھی تھک گئی تھی اسلیے اوسنے اپنی فوج سے وعدہ کیا کہ ہندوستان کو
Reward Booty
فتح کرکے جو مال لوٹ کا میرے ہاتہ آئیگا وہ تمکو انعام مین دونگا طوعاً و کرہاً
consented
اوسکی فوج نے منظور کیا چنانچہ بیس ہزار آدمی کی فوج لیکر سندہ پار ہوا
اوسوقت سکندر کی عمر تیس برس کی تھی یہان آکر اوسے مع
بادشاہ ہندوستان مین راج کرتے ہین ایک کا نام ابی
villages
راجہ ملک کشمیر اور پہاڑی بستیون کا حاکم تھا۔ وہ

داراب بن بہمن بادشاہ فارس اون بادشاہون مین سے اول بادشاہ ہے
جنھون نے مغرب کیطرف سے ہندوستان پر چڑھائی کی یہ بادشاہ
پانچسو اٹھارہ برس پیشتر سنہ عیسوی کے کیخسرو کے تخت پر ایران مین
متمکن ہوا اور دریای یونان سے لیکر سندہ کے کنارے تک جسمین کئی
ملک شامل تھے اسنے فتح کیے اتنی بڑی سلطنت پر بھی قانع نہوکر بطمع زر
ہندوستان پر چڑھائی کی اور دریای سندہ کے قرب وجوار کی سب بای
مع ملک پنجاب اپنے قبضے مین لایا اگرچہ آسکا پتا نہین کہ کتنے ملک
اوسنے فتح کیے پر آتنا تاریخون سے ضرور ثابت ہے کہ دارا کے پاس
سوا ہندوستان کے جسقدر اور ممالک تھے اونمین سے آتنا محصول کسی
ملک کا نہ آتا تھا جسقدر کہ خراج ہندوستان سے آتا تھا کیونکہ تمام صوبجات
ممالک مفتوحہ ایران کا خراج جمع کرکے حساب کیا گیا تھا تو اوس سب خراج کی
ایک تہائی حصے کی برابر ہندوستان کا خراج آتا تھا اور اور ملکون سے
چاندی اور ہندوستان سے خالص سونا وہان بھیجا جاتا تھا اسیطرح پر
سو برس تک ہندوستان ملک ایران کا ایک صوبہ اور باج گزار اور تابع و
منقاد رہا جبکہ سکندر اعظم نے ملک فارس کو تہ وبالا کیا اوسوقت ہی ہندوستان نے
بھی طوق اطاعت شاہ ایران اپنی گردن سے اوتارا۔

ایام سلطنت سکندر اعظم مین دارا ابن داراب بادشاہ ایران کا تھا

اس دریا میں ایک جزیرہ ہے اسلیے جبکہ رات اندھیری ہوتی اور ہوا کا سناٹا

noise — Rumbling thunder clatter

اور مینہ کے زور اور بادل کی گرج میں سپاہ کا کچھ شور و غل سنائی نہ دے سکتا تھا

middle of the night

موقع پاکر گیارہ ہزار سپاہی ہمراہ لیکر راتوں رات دریا پار ہو گیا ہندو نے

come out

یہ خیال کیا کہ تھوڑے سے سپاہی شاید نکلے ہونگے اسلیے راجہ پور نے

repulse

اپنے بیٹے کو تھوڑے سے آدمی دے کر اونکے ہٹانے کے لیے روانہ

defeated — was killed, to be useful

کیا راجپور کا لڑکا جاتے ہی کام آیا اور فوج نے شکست پائی تب راجہ

Being alarmed — ears pricked up

پورو کے کان کھڑے ہوئے اور سمجھا کہ خود سکندر عبور کر آیا ہے فوراً

war-chariots — Infantry — cavalry

چار ہزار سوار اور تیس ہزار پیادے اور بہت سے رتھ اور ہاتھی ہمراہ

valour — arrayed, confront

لیکر سکندر کے مقابلہ پر صف آرا ہوا راجہ پور کی سپاہ نے بڑی بہادری

have no effect

دکھائی پر سکندر کے سواروں کے آگے کچھ پیش رفت نہ گئی دو پہر دن چڑھے

flee

کے بعد ہندو بھاگنے لگے پر صرف راجہ پورو ایک ہاتھی پر سوار ہو کر خود

fighting remained — pity — valour

لڑتا رہا سکندر نے اوسکی بہادری دیکھکر رحم کھا کر چاہا کہ اوسکی جان

sent words

بچاوے اسواسطے اسنے راجہ پور سے کہلا بھیجا کہ اگر ہمارے پاس

no injury would be done to his honour

چلا آئیگا تو اوسکی عزت و حرمت میں کچھ فرق نہو گا راجہ پور راضی ہو گیا

respect — honour

سکندر کے پاس بےخوف چلا گیا اوسوقت سکندر نے اوس سے پوچھا کہ آپ

treat

کیا سلوک تمسے کرنا چاہیے اوسنے جواب دیا کہ جو سلوک بادشاہ

کیا کرتے ہیں وہ کرنا چاہیے سکندر بہت خوش ہوا اور اوسکو پھر اوسکا

ساگر کا راجہ تھا یہ وہ ملک ہے جو دریای سندہ اور جہیلم کے بیچ مین واقع ہی
تیسرا راجہ پور ہستنا پور کا راجہ تھا یہ دونون پچھلے راجہ چندربنسی
خاندان کے تھے۔

ابی سر نے یہ دانائی کی کہ اپنے بھائی کے ہمراہ تحفجات کرکے سکندر کے
حضور مین اوسکو جلد تر روانہ کردیا اور ٹیکسائیلز خود باشتیاق ملاقات
سکندر اعظم کے دربار مین حاضر ہوا اور سکندر کی مع اوسکی فوج کے اپنی
دارالریاست مین بڑی دہوم دہام سے ضیافت کی وہان سکندر نے
اپنے تھکے ماندے سپاہیون کو آرام لینے کیواسطے چھوڑ دیا اور کچھ سپاہ
اونکی محافظت کیواسطے متعین کرکے خود مع چیدہ جوانان تنومند اور
جنگ آزمودہ کے دریای جہیلم کیطرف کوچ کیا پر موسم برسات شروع ہوگیا تھا
اور جہیلم کا پاٹ ایک میل تک پھیلا ہوا تھا پانی بڑے زور شور سے بہتا تھا
اور راجہ پور کا لشکر واسطے مقابلے کے دوسرے کنارہ جہیلم پر سکندر کی
فوج کا سد راہ تھا اور جسطرف سے اوترنا چاہتا تھا اوسیطرف سے مقابلہ
راجہ پور کرتا تھا اسلیے اس دریا سے پار اوترنا سکندر کو مشکل معلوم ہوا
کیونکہ راجہ پور نے ہاتھیون کی قطار دریای جہیلم کے کنارے پر آراستہ
کرکے عبور دریا کی راہ سب جگہ سے بند کردی تھی۔

سکندر نے اپنے جاسوسون سے دریافت کرلیا کہ دس کوس کی فاصلہ پر

کہ وطن مین پہونچکر پھر ا منئی فوج بھرتی کرکے ہندوستان پر پھر چڑھائی کرونگا
اور صوبہ بہار کو ضرور فتح کرونگا افسوس کہ بابل کے دلدل کے پاس پہونچکر
اوسکو بخار آیا اور بتیس برس کی عمر مین کہ عین عالم شباب تھا
راہی ملک بقا ہوا

جب سکندر ہندوستان مین آیا تو راجہ مہانند مگدہ دیس کا حاکم تھا
بیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے اور ہاتھی وغیرہ بیشمار لیکر سکندر کے
مقابلے کو مستعد ہوا تھا مگر سکندر بسبب سرکشی اپنی فوج کے ستلج پار نہو سکا
اور اسی جگہہ سے اوسکو اولٹا پھرنا پڑا بعد ازان راجہ مہانند کو
اوسکے وزیر مسمی چانک نے مروا ڈالا اوسکے بعد اوسکے آٹھہ
بیٹون نے باتفاق بارہ برس تک یعنی ۳۱۵ برس قبل سنہ عیسوی تک
سلطنت کی انمین سے ایک بیٹا مسمی چندر گپت بہت لایق تھا مگر
اوسکے بھائی بسبب اسکے کہ وہ نائن کے پیٹ سے تھا اوسکو حقیر
جانتے تھے یا بموجب قول بعض مورخین کے اوسکو پاٹلی پتر سے
سوتیلے بھائیون نے نکلوا دیا تھا بہر تقدیر چندر گپت نے اپنے باپ کے
وزیر مسمی چانک سے سازش کرکے ان ساتون شہزادون کو قتل
کروا ڈالا اور خود مستقل مگدہ دیس کا راجہ ہوکر چوبیس برس تک راج کیا
اور دو سو بانوے برس قبل سنہ عیسوی کے اس دنیا سے کوچ کیا

ملک بخشکر اپنی طرف سے اور ملک بھی اوسکو دیا راجہ پورس فیاضی اوسکی

Faithful loyal

دیکھکر مدت تک اوسکا وفادار خیرخواہ رہا

Possession Thinking

سکندر نے بخیال اسکے کہ اس دریا کی راہ میرے قبضے مین رہے حکم دیا

Built

کہ دونون طرف اس دریا کے ایک ایک شہر تعمیر کیا جاوے اور دوآبہ یعنی

Bestow

وہ قطعہ ملک کا جو درمیان جہلم اور چناب کے واقع ہے راجہ پورس کو عطا کیا

went on forward

اور خود چناب پار ہوکر آگے کو روانہ ہوا جب دریاے راوی سے عبور کیا تو

ready turn mischief gang

سکندر کو خبر پہونچی کہ ایک بڑا گروہ مفسدین کا برسر پرخاش ہے شاید یہ لوگ

Settled

قوم تاتار سے ہونگے جو ہندوستان مین آبسے تھے مقام سنگلا پر اسنے

Captivate

لڑائی ہوئی سولہ ہزار آدمی اونمین سے سکندر نے قتل کیے اور ستر ہزار قید

rest remainder

ہوے باقی ماندہ پہاڑ کی جانب بھاگ گئے

Who was from the womb of a woman of Barber

راجہ چندرگپت ولد راجہ مہانند جو نائن کے پیٹ سے تھا سکندر کی ملنے کو

launched Interview marched

مگدہ دیس سے کوچ کرکے پنجاب مین آیا تھا اور ملاقات کے وقت شہر پٹلی پتر کی

wealthy

کی تعریف جو دارالریاست مگدہ دیس کا تھا شاہ سکندر کے روبرو بیان کی

Hoisted Flag So

اس سبب سے سکندر نے ارادہ کیا کہ ایسے بڑے شہر مین اپنا جھنڈا گاڑون مگر

یہ افسوس کہ اوسکی فوج نے ذرا بھی قدم آگے ستلج کے نہ بڑھایا سکندر نے

reward Plunder Fawned

فوج کو دھمکایا اور کبھی خوشامد اونکی کی اور کبھی طمع لوٹ اور بخشش کی دی

پر ہرگز کسینے اقرار آگے چلنے کا نہ کیا اسلیے عاجز ہوکر دلمین یہ بات ٹھان لی

پری ہار خاندان میں راجہ بکرماجیت بڑا مشہور راجہ گذرا ہے جو پینتیس برس
قبل سنہ عیسوی کے تخت نشین ہوا تھا یہ راجہ اپنے زمانے میں بڑا
نیک نام (Popular) صلح اور جنگ دونوں میں شہرہ آفاق (great fame) ہوا اسی راجہ نے
سنسکرت زبان کو بہت ترقی دی (Encourage) اور تمام ہندوستان سے اچھے اچھے
پنڈت تلاش کر کے اپنی کچہری میں بھرتی کیے (its service) کالیداس شاعر کا اسی
راجہ کے وقت میں عروج ہوا (raised to a high rank) یہ راجہ بڈھا ہو کر راجہ سالباہن سے
شکست (defeat) کھا کر لڑائی میں مارا گیا۔

جس زمانے (time) میں کہ پری ہار خاندان کے راجہ اوجین میں حکومت کرتے تھے (While) تو
تو اندہ کی اولاد مگدھ دیس پر قابض اور متصرف تھی اس خاندان کے
راجاؤں کا بانی (founder) سدریکا ہے جسکو کانا دیر یا پما کرنا کہتے ہیں بعد کو
وفات کے چند راجہ برابر (successively) مگدھ کے تخت پر بیٹھے اور ان سبکو لقب بانی
سلطنت سنسکرت میں دیا ہے یہ دونوں خاندان پری ہار اور اندہ
تھوڑے زمانے میں برباد (ruin) ہوگئے اور ہندوستان میں ایک بڑا غدر
مچ گیا کہ اس اثنا میں مسلمانوں نے ہندوستان پر چڑھائی کی۔

چندرگپت کے بعد جتنے راجہ تخت نشین ہوئے وہ [illegible]

persecuted trade — men of learning

اور صاحب علم تھے اونھون نے شرکت باتین سوداگری کی اور

علم کی ترقی مین سعی کی خصوصًا اون کے زمانے مین سنسکرت زبان کی بڑی

Elevated

ترقی ہوئی۔

تخمیناً دو سو برس پیشتر سنہ عیسوی کے ایک اور خاندان نے ہندوستان

associated — gained

حکومت حاصل کی جسکو اگنی کل کہتے ہین اس قوم کے ہمراہ برہمن ملک

Power

ہو گئے تھے اسیواسطے برہمنون کو وہ اقتدار حاصل ہوا کہ آج تک انکی

Esteem

قدر ہندوستان مین روزافزون ہے اس خاندان کے راجاؤن نے

abolished

بودھ کی پرستش ہندوستان سے اوٹھا دی اور جو لوگ کہ اس مذہب کے

Banished

تھے اونکو جلاوطن کردیا چنانچہ جزیرہ لنکا اور ملک برہما مین انھون نے

adopted — Settled

سکونت اختیار کی اور ہندوستان مین برہمنون نے نیا مذہب نکالکر

belief, accept — Spread

پھیلا دیا اور بودھ کا ماننا بالکل چھوڑ دیا۔

Sects

اس اگنی کل خاندان کے چار فرقے تھے جنمین سے بڑی ہی پوار فرقہ نے

magnificence great

بڑی طاقت اور ثروت حاصل کی اونکی حکومت نربدا ندی سے اوس

Central

پار تک تھی اور وسط ہند اور ممالک مغربی کے سب شہر اون کے

under

زیر حکومت تھے اس خاندان کی دارالسلطنت شہر اُجین تھا

جو صوبۂ مالوہ مین واقع ہے۔

فہرست اور خلاصہ حالات اُن بادشاہوں کی جنکا ذکر واقعات ہند میں حصہ دوم کی باب اول میں ہی

نمبر	نام	عہدہ	سنہ جلوس	سنہ معزولی	سنہ وفات	کیفیت
١	خلیفہ ولید ابن عبد الملک	خلیفہ				دارالسلطنہ ان بادشاہ کی بغداد تھی سنہ ... میں سپہ سالار محمد بن قاسم کو ہندوستان کی فتح کو ... راجہ داہر حاکم گجرات سے لڑائی ہوئی
٢	مامون ابن ہارون رشید					بعد خلیفہ ولید مامون رشید نے ہندوستان پر چڑھائی کی راجپوتوں سے لڑائی ہوئی اس میں شکست کھائی
٣	اسمعیل سامانی					٢٦٢ھ میں خلیفہ سے منحرف ہوکر بخارا میں خود بادشاہ بن بیٹھا پہلے ایک صوبہ دار بغداد کا تھا
٤	الپتگین					یہ شخص اسمعیل سامانی کا صوبہ دار تھا غزنین کی اسکو متعلق تھی بوجہ مشورہ بتخت نشینی منصور خلافت سے منحرف ہوگیا۔ الپتگین غلام تھا ...
٥	اسحاق		٩٦٥ء		٩٦٦ء	تخت غزنین پر بیٹھا سبکتگین نے منصور سے مقابلہ کیا اور فتحیاب ہو کر اس بات کا نوشتہ لکھا لیا کہ اسحاق خراسان کا مستقل بادشاہ ہو۔
٦	سبکتگین		٩٧٧ء		٩٩٧ء	یہ شخص غلام اور داماد الپتگین کا تھا بعد وفات اسحاق کے بادشاہ ہوا جس سال میں جلوس کیا اسی سال میں ہندوستان پر چڑھائی کی جےپال سے لاہور میں مقابلہ ہوا اسکو فتح کیا
٧	اسمعیل		٩٩٧ء	قید ہوگیا		چند ماہ فقط سلطنت کے بعد اسکے بڑے بھائی محمود اسے خارج کرکے بادشاہ بنگیا۔

حصہ دوم

مسلمانون کے عہد حکومت کا تذکرہ حسب تفصیل ذیل درج ہے

باب ۱ اول حکومت خلفا کی جو سنہ ۶۶۱ عیسوی تک ختم ہو گئی۔

باب ۲ دوم اسمین خاندان غزنین کا بیان ہے جو سنہ ۹۹۶ عیسوی مین شروع ہوا اور سنہ ۱۱۸۶ عیسوی مین ختم ہوا۔

باب ۳ سوم سلطنت غوریان ابتدای سنہ ۱۱۸۶ عیسوی سے سنہ ۱۲۰۶ء تک۔

باب ۴ چہارم سلطنت غلامان سنہ ۱۲۰۶ء سے لیکر سنہ ۱۲۸۸ عیسوی تک۔

باب ۵ پنجم سلطنت خلجیان سنہ ۱۲۸۸ عیسوی سے سنہ ۱۳۲۱ عیسوی تک۔

باب ۶ ششم سلطنت خاندان تغلق سنہ ۱۳۲۱ عیسوی سے سنہ ۱۴۱۴ عیسوی تک۔

باب ۷ ہفتم سلطنت سادات سنہ ۱۴۱۴ عیسوی سے سنہ ۱۴۵۰ عیسوی تک

باب ۸ ہشتم سلطنت خاندان لودہی سنہ ۱۴۵۰ عیسوی سے سنہ ۱۵۲۶ عیسوی تک۔

باب ۹ نہم سلطنت مغلیہ خاندان تیموری سنہ ۱۵۲۶ء سے اسمین خاندان سوری وغیرہ کا بھی بیان ہے خاندان سوری نے سنہ ۱۵۴۰ عیسوی سے سنہ ۱۵۵۶ء تک حکومت کی پھر خاندان مغلیہ نے سنہ ۱۵۵۶ عیسوی سے سنہ ۱۸۵۷ء عیسوی تک۔

تو ار کا خاندان دہلی پر قابض ہوگیا تھا۔ گجرات کا حاکم خودمختار ہوگیا تھا
چتور نین قبضہ گہلوٹون کا ہوگیا تھا اور شہر قنوج تھوڑے زمانے کے بعد
کوروں کے قبضے مین آگیا تھا۔ شمالی ہندوستان کی صورت اور ہی
بدل گئی تھی اجین کا راج مفقود ہوگیا تھا نئی نئی سلطنتین بنگئی تھین
مسلمانونکی فتوحات سے کچہ اور ہی طرح کا انتظام اس ملک کا ہوگیا تھا اکثر
راجہ باج گزار خلیفہ ولید کے ہوگئے تھے اوس زمانے مین دریای ابرو کے کنارے
سے لیکر جو یورپ مین ملک اسپانیہ کی ایک ندی ہے دریاے گنگ تک
جو ہندوستان کا مشہور دریای تمام ملک مسلمانون کے زیر حکم ہوگئے تھے
خلیفہ ولیدتک حکومت مسلمانون کی بڑے اوج پر رہی خلیفہ ولید کے
انتقال کے بعد خلیفہ ماموں ابن ہارون رشید نے ہندوستان پر چڑھائی
کی پر راجپوتون نے اوسکو شکست دی اوسوقت سے حکومت خلیفون کی
سست اور ضعیف ہونے لگی یہان تک کہ ڈیڑہ سو برس تک مسلمانون نے
ہندوستان پر کوئی اور حملہ نکیا خلیفہ ہارون رشید جو پانچوان خلیفہ خلفاے
عباسیہ سے گذرا ہے اوسکی وفات کے بعد طاقت خلفا کی ایسی گھٹ گئی کہ
ہر ایک صوبہ کا حاکم منحرف ہوکر مستقل بادشاہ بن گیا اور خلیفہ کے تحت مین
شہر بغداد مع اوسکے مضافات کے رہ گیا تھا۔

باب اول حکومت خلفاء
جو ۱۲۶۸ھ مین ختم ہوئی

سب سے اول ہندوستان پر مسلمانون مین خلیفہ ولید ابن عبد الملک کے لشکر نے حملہ کیا اور سندہ سے لیکر دریای گنگا تک کے ملک اوسکے سپہ سالار محمد بن قاسم نے مفتوح کیے ۷۱۲ء مین وہ ہندوستان پر چڑھکر آیا حال اسکا یون ہے کہ محمد ابن قاسم برادر زادہ حجاج بن یوسف ثقفی حاکم بصرہ کا بیس برس کی عمر مین (۶۰۰۰) چھ ہزار آدمی لیکر سندہ پر آیا اور راجہ داہر سے جو اوسوقت مین حاکم گجرات کا تھا کئی لڑائیان لڑا راجہ مذکور شکست پاکر مارا گیا تب محمد ابن قاسم نے چتوڑ پر لشکرکشی کی اوسوقت دہلی کے تخت پر خاندان تووار کا ایک راجہ پانڈو کی اولاد سے حکومت کرتا تھا اوسکی نسل سے اکیس راجہ دہلی کے تخت پر اننداپال کے عہد تک جلوس فرما ہوے پھر اننداپال نے اپنے نواسے پرتھی راج کو جو کہ دہلی کے ہندو راجاؤن مین سب سے پچھلا راجہ تھا گود لیا جسکے مرنے کے بعد اہل اسلام کا جھنڈا دہلی مین پانسو برس تک بڑی مضبوطی سے قائم رہا۔

خلیفہ ولید کی فوج جب ہندوستان پر چڑھکر آئی تھی اوسوقت ہندوستان مین بڑی کھلبلی پڑی ہوئی تھی کیونکہ پرمار خاندان کے راجہ ضعیف ہوگئے تھے

مستقل ہوجاے اور وہ خودسر بادشاہ غزنی کا ہوگیا اور کابل و قندہار کو اپنے ماتحت کر کے غزنی کو دارالسلطنت مقرر کیا اگرچہ شاہ منصور نے کئی سپہ سالار الپتگین کے مقابلے کو باری باری روانہ کیے پر وہ اونکے فریب مین نہ آیا پندرہ برس تک یہ شخص غزنی مین حکومت کرتا رہا اور سنہ ۳۶۵ ہجری مین مطابق سنہ ۹۷۵ء کی فوت ہوا۔

اسحاق ابن الپتگین

بعد وفات الپتگین کے اوسکا بیٹا اسحاق ابن الپتگین اپنے باپ کے تخت پر سنہ ۳۶۵ ہجری مطابق سنہ ۹۷۵ عیسوی مین اجلاس فرما ہوا مگر چونکہ اوسکو ہمیشہ بادشاہ منصور کیطرف سے خدشہ لگا رہتا تھا کسلیے کہ منصور اوسکے باپ کو باغی اور غاصب سمجھتا تھا اسواسطے اسحاق نے اپنے سپہ سالار شجاع سبکتگین کو اپنے ہمراہ لیکر شاہ منصور پر حملہ کیا اور فتح پائی اور شاہ منصور سے اسبات کا اقرارنامہ لکھوا لیا کہ اسحاق مستقل بادشاہ خراسان کا بلاشبہہ ہی تاکہ پھر کسیطرحکا دعوی منصور کا خراسان پر نرہے اور پھر سلطنت مستقل کرنے لگا دو برس حکومت کر کے سنہ ۳۶۷ ہجری مطابق سنہ ۹۷۷ عیسوی مین اسحاق راہی ملک بقا ہوا۔

سبکتگین

اسحاق کی وفات کے بعد سوا سبکتگین کے کوئی شخص لائق تخت نشینی نرہا تھا

اسماعیل سامانی

اون صوبہ دارون مین سے جو خلیفہ بغداد سے منحرف ہوکر بجاے خود مستقل حاکم ہوگئے تھے ایک شخص اسماعیل سامانی ماوراءالنہر اور خراسان کا صوبہ دار تھا یہ شخص ۲۴۹ھ ہجری مین مطابق ۸۶۳ء عیسوی بادشاہ سے باغی ہوکر خود بادشاہ بخارا کا ہوگیا اوسکے ماتحت کابل قندھار زابلستان کے صوبے تھے اوسنے بخارا کو اپنا دارالخلافہ مقرر کیا چار بادشاہ اوسکی خاندان کے نوّے برس تک تخت بخارا پر حکمران رہے چوتھے بادشاہ منے بروقت اپنی وفات کے اپنے بیٹے مسمی منصور کو اپنا ولیعہد مقرر کیا مگر اس بادشاہ کے مرنے کے بعد ارکین سلطنت مین اس بات پر تنازع ہوا کہ آیا اس لڑکے کمسن کو بادشاہ بنائین یا بادشاہ متوفی کے چچا کو آخرش بالاتفاق سب نے اسبات کا فیصلہ الپتگین حاکم خراسان کی راے دریافت کرنے پر منحصر رکھا جسکی دارالحکومت غزنی تھی الپتگین حاکم غزنی سنے بھی یہی راے دی کہ شاہ مرحوم کا چچا بادشاہ مقرر کیا جاے پر قبل پہونچنے اس راے کے بخارا مین امراے سلطنت نے متفق الراے ہوکر منصور کو بادشاہ بنا لیا تھا جب منصور نے الپتگین کی یہ راے برخلاف اپنے سنی خفا ہوکر اوسکی طلبی بخارا مین کی وہ بخوف جان وہان نہ گیا اور چونکہ اب سواے خودسر ہونے کے اور کوئی پناہ اوسکو دکھلائی ندیتی تھی اسلیے اوسنے چاہا کہ میری حکومت

بائین طرف جو چھتری لوگ اوسکے سپہ سالار اور افسر فوج تھے اونسے پوچھا تو
اونھون نے یہ راے دی کہ راجہ کو لازم ہے کہ جو اقرار روپیہ کے دینے کا کیا ہے
اوسکو پورا کرے ورنہ اسلمان چڑھ آینگے اور پھر لڑائی ہوگی جنگ مین رعایا
برباد ہوگی اور صدہا آفات مین مبتلا ہوجائیگی ان سب قباحتون کی نسبت
روپیہ کا دینا آسان بات ہے جو حضور نے وعدہ کیا ہے بیشک اوسکو پورا
کیجیے راجہ نے یہ سنکر ناک بھون چڑھائی اور ہرگز نہ مانا برہمنون کی راے
مان لی اور معتمد شاہی کو قید کرلیا سبکتگین کو جب یہ خبر بدعہدی کی پہونچی
تو آگ ہوگیا مثل طوفان کے مغرب سے آیا تمام راجہ شمالی ہندوستان کے
اور راجہ دہلی اور راجہ اجمیر اور راجہ کالنجر اور راجہ قنوج ایک لاکھ آدمی کی
فوج لیکر راجہ جیپال کی مدد کو آئے اور ہندو اور مسلمانون کا مقابلہ لمغان کے
کنارے پر ہوا یہ لڑائی سندھ دریا کے پچھم کیطرف ہوئی تھی اوس زمانے مین
ہندو لوگون کو دریاے اٹک کے پار جانے سے احتراز نہ تھا اخر کو ہندون نے
شکست کھائی اور نیلاب کے کنارے تک اونکا تعاقب ہوا اس لڑائی کے بعد ایام سلطنت
سبکتگین مین جو کہ بیس برس تک رہی ہندون سے اور کوئی لڑائی نہین ہوئی سبکتگین نے
بیس برس سلطنت کرکے ۹۹۷ سنہ عیسوی مین وفات پائی اوسکے بعد اوسکا چھوٹا
بیٹا اسماعیل بادشاہ ہوا مگر دو چار مہینے کے بعد اوسکے بڑے بھائی محمود نے جو حقیقت
مین وارث تاج و تخت تھا سلطنت پر قبضہ پایا اور ۹۹۷ سنہ عیسوی مین تخت نشین ہوا

سبکتگین اصل مین ایک شہزادہ ایران کا تھا جو اتفاق زمانہ سے حالت
افلاس مین الپتگین بادشاہ سابق غزنی کی خدمت مین حاضر ہوا تھا
اور الپتگین نے اوسکو ہونہار دیکھکر خرید لیا تھا اور درجہ بدرجہ ترقی دیکر
سپہ سالاری کے رتبے تک اوسکو پہونچا دیا تھا اب اوسنے بادشاہ الپتگین
کی لڑکی سے اپنا نکاح کرکے داماد بادشاہ کا بنکر تخت پر جلوس فرمایا اور اپنے
جلوس کے اول ہی سال مین یعنی ٩٧٧ء مین اوسنے ہندوستان پر چڑھائی
کی اوسوقت راجہ جیپال لاہور کا راجہ تھا اور ملتان اوسنے فتح کیا اور اور
کئی قلعہ فتح کرکے بہت سا مال لوٹ کر پھر اپنی دارالخلافہ غزنی کو مراجعت
فرمائی جیپال نے یہ سمجھکر کہ مسلمان لوگ پھر میرے ملک پر حملہ آور ہونگے خود
سندھ پار ہوکر مسلمانون کے ملک پر حملہ کیا پر کامیاب نہوا بلکہ پکڑا گیا
اور خود اوسکو مطیع ہونا پڑا اور ہر سال کا خراج دینا منظور کر لیا شاہ سبکتگین نے
حکم دیا کہ اس سال کا خراج اسیوقت ادا کرو مگر چونکہ وہان کل خراج کا روپیہ
سرانجام نکر سکا اسلیے اوسنے درخواست کی کہ بادشاہ اپنے معتمدون کو
بندے کے ہمراہ کر دے لاہور مین پہونچکر باقی روپیہ ادا کر دونگا یہ درخواست
منظور ہوئی جب لاہور مین آیا تو دربار کیا دہنی طرف تخت کے جو برہمن
لوگ کھڑے تھے اونسے صلاح پوچھی برہمنون نے عرض کی کہ مہاراجہ
اب حاکم غزنی کا کچھ اندیشہ حضور کو نہین رہا ہمارے نزدیک روپیہ دینا مخصن بیفایدہ ہے

کیفیت	سنہ وفات	کیفیت وفات	سنہ جلوس	لقب	نام بادشاہ	نمبر
بڑا پرہیزگار تھا کئی قرآن اسنے اپنے ہاتھ سے لکھے ہندوستان پر چڑھائی کی بہت ملک فتح کیے اور ایک لاکھ ہندو قید کیے	۱۰۹۸	اپنی موت سے غزنی مین مرا	۱۰۵۸	ابراہیم	ابراہیم	۵
اس بادشاہ کی وقت مین امن اور چین رہا ۱۶ سولہ برس بادشاہت اسنے کی	۱۱۱۴	اپنی موت سے مرا	۱۰۹۸	مسعود دوم	مسعود ابن ابراہیم	۶
اسنے بھائیونکو قتل کرنا شروع کیا آخر خود قتل کیا گیا	۱۱۱۸	مقتول ہوا	۱۱۱۴	ارسلان	سلطان ارسلان	۷
برادر ارسلان خاندان غور سے جھگڑے مین گرفتار ہا غزنی کی حکومت اسکے وقت مین غوریونکے قبضے مین آگئی اور یہ ہندوستانکو بھاگ گیا	۱۱۵۲	اپنی موت سے ہندوستان مین مرا	۱۱۱۸	بہرام	سلطان بہرام	۸
ہندوستان کے تمام اون صوبے پر قبضہ کیا جو اوسکے بزرگون کے پاس تھے ۷ برس سلطنت کرکے مرگیا	۱۱۶۰	اپنی موت سے لاہور مین مرا	۱۱۵۲	خسرو	خسرو	۹
اسکے وقت مین سلطنت خاندان غزنی کی ہندوستان سے تمام ہوگئی محمد غوری نے اسکو آکے شکست دی اور سب ملک لے لیا	۱۱۸۶	ایضاً	۱۱۶۰	خسرو ملک	خسرو ملک	۱۰

خلاصہ حالات بادشاہان خاندان غزنی متعلق باب دوم حصہ دوم واقعات ہند					
نام بادشاہ	عرف	سنہ جلوس	صورت وفات	سنہ وفات	کیفیت
محمود	محمود غزنوی	۹۹۷	اپنی موت سے مرا	۱۰۳۰	بارہ حملے ہندوستان پر کیے اول حملہ ۱۰۰۱ء مین دوم ۱۰۰۴ء مین سوم ۱۰۰۵ء مین چہارم ۱۰۰۹ء مین پنجم ۱۰۱۰ء مین ششم ۱۰۱۲ء مین ہفتم و ہشتم ۱۰۱۵ء از نہم ۱۰۱۸ء دہم ۱۰۲۲ء و یازدہم ۱۰۲۳ء مین اور دوازدہم ۱۰۲۴ء مین علم کی بڑی قدر اسنے کی اور ہندوون کا دشمن تھا۔
محمد	محمد	۱۰۳۰	قتل کیا گیا	۱۰۴۰	بعد وفات محمود کے تخت غزنی پر قابض ہوا مسعود نے جو اوسکا حقیقی بھائی تھا اوسکو قید کر کے آپ پادشاہ ہوا اور اسنے محمد کی آنکھیں نکلوا ڈالین دوبارہ پھر تخت پر بٹھایا گیا لیکن اوسکی بھتیجے مودود نے اوسے قتل کیا
مسعود	مسعود	۱۰۳۰	زندہ گاڑ دیا گیا	۱۰۴۰	برادر نمبر ۲ کا تھا کشمیر اسنے فتح کیا اور ہانسی کا قلعہ فتح کیا ہندوستان کو پھرتے وقت اسکی فوج باغی ہو گئی نمبر ۲ کو پھر تخت پر بٹھایا جس نے مسعود کو زندہ گڑوا دیا۔
مودود	مودود	۱۰۴۰	اپنی موت سے مرا	۱۰۴۹	نمبر ۲ اور اوسکے لڑکے کو مارا تھا تیسرا اور نگرکوٹ کو اوسنے فتح کیا نمبر ۳ کا بیٹا تھا اسکے بعد چار پادشاہ ۹ برس تک غزنی مین سلطنت کرتے رہے۔

اور حکومت لاہور سے دست بردار ہو کر ایک چتا بنوایا اور اوسمین زندہ جلکر مرگیا اوسکی جگہہ آنندپال اوسکا بیٹا لاہور کے تخت پر بیٹھا اور سلطان غزنی کا خراج گزار رہا۔

دوسرا حملہ

۱۰۰۴ء عیسوی مین۔ یہ حملہ بادشاہ نے اسواسطے کیا تھا کہ راجہ بھٹنڈا نے خراج اپنے ملک کا سلطان محمود غزنوی کو ادا نہین کیا تھا (یہ ایک قلعہ بجانب شمال بیکانیر و جنوب ملتان واقع ہے) جب سلطان آیا تو راجہ نے مورچون پر جنکے چار طرف ایک مضبوط کھائی تھی شکست کھائی اور قلعہ مین جا چھپا تین دن قلعہ کا محاصرہ رہا آخرش محمود کی فتح ہوئی راجہ نے اپنے تئین آپ مارڈالا اور سلطان محمود مظفر و منصور ہو کر بہت سامال لیکر غزنی کو چلا گیا۔

تیسرا حملہ

۱۰۰۶ء مین یہ حملہ اسواسطے ہوا کہ ابوالفتح لودی صوبہ دار ملتان نے باوجود مسلمان ہونے کے انندپال سے سازش کرلی تھی اور سلطان کی اطاعت سے انحراف کرکے بغاوت اختیار کی تھی اسلیے سلطان نے چڑھائی کی پشاور مین راجہ انندپال والی لاہور سے مقابلہ ہوا راجہ نے شکست کھائی اور بھاگ کر سودہرہ مین گیا جو قریب وزیرآباد کے واقع ہے سلطان نے اوسکا تعاقب کیا

باب دوم

اسمین حکومت خاندان غزنی کا بیان ہی جو ۹۹۷ء مین شروع ہوئی اور ۱۱۸۶ء عیسوی مین ختم ہوئی

سلطان محمود غزنوی یہ بادشاہ جملہ شاہان سابق سے عظیم الشان اور دیندار مشہور ہے اوسنے تخت پر بیٹھکر پہلے توما ورا النہر کو اپنی سلطنت مین شامل کیا جو ملک کہ بحیرۂ خضر سے لیکر دریای اٹک تک تھا بعد ازان عنان توجہ ملک ہند کیطرف اوسنے پھیری جو ملک کہ اب تک مسلمانون کی تاخت و تاراج سے بچا ہوا تھا اس ملک پر اوسنے بارہ حملے کیے اور ہر حملے مین مظفر اور منصور ہوکر بہت دولت اور مال لیکر مراجعت کی۔

پہلا حملہ

۲۵ اگست ۱۰۰۱ء عیسوی مین وہ راجہ جیپال والی لاہور سے پشاور مین لڑا اور اوسے شکست دیکر قید کرلیا اور پھر شہر بھٹنڈا تک جو بالفعل راجہ پٹیالہ کی عملداری مین واقع ہے پہونچکر اوس شہر کو لوٹا اور سب مال و اسباب وہان کا لیکر غزنی کو مراجعت کی وہان پہونچکر راجہ جیپال اور اوسکے ہمراہیون کو جو مقید تھے بشرط ادای زر فدیہ رہائی دی اور اون افغانون کو جنھون نے اوسنے سازش کی تھی قتل کیا جیپال نے قید سے رہائی پاکر اس بعزتی سی جینا منظور نکیا

اور اپنی اپنی فوجین لیکر پنجاب کو آئے ایسی فوج کثیر کبھی زمانہ سابق مین
جمع نہ ہوئی تھی محمود نے جبکہ اتنی فوج کثیر دیکھی جسکی اوسکو کچھہ توقع نہ تھی گھبرا
گیا اور برخلاف اپنی عادت مستمرہ کے غنیم کی فوج پر دوڑ نہین پڑا بلکہ قریب پشاور کے دشمن
کی فوج کے سامنے فروکش ہوا اوسکے دیر کرنے مین یہ ہوا کہ دشمن کا لشکر
سب آکر جمع ہو گیا کہتے ہین اس لڑائی مین ہندوؤن نے بڑا اتفاق کیا تھا
یہانتک کہ ہندو عورتون نے جواہرات فروخت کرکے اور اپنے زیور گلاکر
چاندی اور سونا بناکر اس کام کیواسطے روپیہ جمع کیا اور ہندوؤن کے
لشکر مین خرچ کیواسطے دور دور سے روانہ کیا تھا اور سب جی جان و دل سے
لڑنے اور مرنے پر تیار تھے کہ مسلمانون کو ہرگز ایک قدم آگے نہ بڑھنے دینگے
اور ککھر اور پہاڑی جنگی قومین سب متفق ہوکر محمود کے چارطرف آپڑین
اسلیے محمود نے اپنے لشکر کے چارطرف خندق کھدوائی باوجود اتنی
کثیر فوج اور ایسے مصمم عزم دشمن کے اگرچہ کچھہ تھوڑی سی بے انتظامی ہوئی
مگر محمود کی دلیری اور شجاعت مین ذرا فرق نہ آیا چالیس روز تک دونون فوجین
مقابلے مین پڑی رہین محمود نے یہ چاہا کہ سامنے سے حملہ ہو اسلیے ایک برجستہ
فوج تیر اندازون کی حملہ کرنے کیواسطے اوسنے روانہ کی تاکہ ہندو لوگ اوسپر
ہجوم کرآوین پر اوسکا نتیجہ برعکس اوسکی توقع کے یہ ہوا کہ گکھڑون نے محمود کی
فوج کا تعاقب ننگے پیر اور ننگے سر بڑی طاقت اور زور سے کرکے لشکر مے

یہانتک کہ راجہ ندکور کشمیر کو بھاگ گیا سلطان محمود ملتان مین پہونچکر سات دن قلعہ کا محاصرہ کیے رہا آخرش ابوالفتح لودی نے اطاعت منظور کی اور جو خراج پہلے دیا کرتا تھا اوس سے دوگنا خراج دینا منظور کیا بعد ازان سلطان مظفر و منصور غزنی کو چلا گیا۔

چوتھا حملہ

چونکہ سلطان محمود غزنوی ایلک خان والی تاتار سے لڑائی مین مشغول رہا اسواسطے انندپال راجہ لاہور سے اوسکی شرارت کے انتقام لینے سے تھوڑے عرصے تک بیخبر رہا اب بعد فراغت مہم تاتار کے شاہ ندکور نے بڑی فوج جمع کی اور موسم بہار ۱۰۰۸ع مطابق ۳۹۹ ہجری مین ہندوستان کیطرف کوچ کیا انندپال بھی بیفکر نہ تھا بلکہ اوسکو خوب معلوم تھا کہ مجھپر وہ چڑھائی کریگا اسلیے راجہ ندکور نے اپنے قاصد تمام ہندوستان کے راجاؤن کی خدمت مین روانہ کیے اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ مسلمانون کو جہانتک ہو سکے اس ہندوستان سے نکال دینا واجب ہے اگر ہم جب متفق ہو کر محمود کا مقابلہ کرین تو مذہب اسلام ہندوستان مین نہ پھیلنے پائے اور اوسکا روکنا بہت ضرور ہے چونکہ سب راجاؤن کے دلمین مسلمانون کیطرف سے رنج تو پہلے ہی سے تھا ان قاصدون کے جانے پر اور زیادہ اثر ہو گیا اسلیے مالوہ اوجین اور گوالیار اور کالنجر اور دہلی اور راجہ اجمیر سب متفق ہو گئے

کیونکہ مقام متبرک اور محفوظ سمجھکر ہر ایک راجہ کا خزانہ وہان جمع رہتا تھا اور بسبب اسکے کہ سلطان محمود پر سب راجاؤن نے ملکر چڑھائی کی تھی وہان فوج نہ تھی صرف پوجاری لوگ نگہبان اوس خزانہ بیشمار کے تھے جنہون نے محمود کی شکل دیکھتے ہی اطاعت قبول کی اور دروازے کھولدیے بادشاہ نے ہمراہ اپنے چند امرا کے اوس مندر مین داخل ہوکر خزانہ دیکھتے ہی جلد قبضہ کرلیا ساتھ لاکھ دینار طلائی اور سات سو من سونے اور چاندی کی اینٹین اور دو سو من سونا خالص اور دو ہزار من چاندی غیر خالص اور بیس من جواہرات جنمین موتی مونگا ہیرا لعل شامل ہوے تھے اور راجہ بھیم کے وقت کے جمع کیے ہوے تھے یہ سب مال سلطان محمود کے ہاتھ لگ گیا اور سب دولت لیکر غزنی کو مراجعت کی دوسرے برس بڑا جشن کیا اور تمام رعایا نے غزنی کو ہندوستان کی لوٹ کا مال دکھلایا یہ جشن جو ایک بڑے وسیع میدان مین کیا تھا تین روز تک رہا اور کچھ مال علماء اور مستحقون کو تصدق دیا۔

پانچوان حملہ

سنہ ۱۰۱۰ع مطابق سنہ ۴۰۱ ہجری مین وہ پھر کسی ضرورت کے باعث سے ہندوستان مین آیا اور ملتان کو فتح کرکے اوس جگہ کے حاکم ابوالفتح لودی کو قید کرکے غزنی کو لے گیا۔

چڑھ دوڑے اور تلوارین اور پیش قبضین کھینچ کر گھوڑے اور سوار قتل
کرنے شروع کیے یہانتک کہ قریب (۴۰۰۰) کے مسلمان مارے گئے
لڑائی لحظہ بلحظہ بڑھتی جاتی تھی اسی اثنا مین محمود کو یہ بات معلوم ہوئی کہ
اوسکا دشمن جس ہاتھی پر سوار تھا اوس ہاتھی کے ماتھے پر ایک تیر ایسا لگا
کہ وہ ہاتھی ڈر کر اولٹا پیچھے کو بھاگ گیا اور لڑائی کے خوف کے مارے
میدان مین کھڑا نہ رہا ہندوؤن نے جو دیکھا کہ سپہ سالار اونکا میدان جنگ مین
نہین ہے وہ بھی ٹوٹ پھیلے ہو گئے آخر کو تتر بتر ہو کے بھاگے اور میدان
محمود کے ہاتھ آیا اونکے تعاقب مین دس ہزار منتخب فوج روانہ کی اور
جسقدر کہ مسلمان مقتول ہوے تھے اونسے دوگنے ہندو بھاگتے ہوے
قتل کیے گئے بعد اسکے سلطان محمود نے پھر کبھی ہندوؤن کو فوج جمع کرنے
کا موقع نہ دیا پنجاب تک اونے اونکا تعاقب کیا اور یہان آکر اوسکو معلوم ہوا
کہ وہ ایسے منتشر اور پریشان حال ہو گئے ہین کہ جس شہر کو اب مین بارونق
پاونگا اوسکو بخوبی لوٹ لونگا تب وہ نگرکوٹ کے لوٹنے کو چلا یہ معبد
ہندوؤنکا ہمالہ پہاڑ کے نیچے واقع تھا ہندو لوگ اس جگہہ کو بسبب نکلنے
کئی شعلون کے زمین سے بزرگ اور پاک سمجھتے تھے اور تمام روپیہ خیرات
وغیرہ چڑھاوے کا اس جگہہ اکٹھا کر کے رکھا کرتے تھے اور اس مقام پر
اسقدر جواہرات اور چاندی اور سونا جمع تھا کہ کسی راجہ کے خزانہ مین نہ تھا

کشمیر کے قریب جاکر پہاڑ کے نیچے نیچے جہان سب دریا پایاب ہین گذرا
اور جمنا پار ہوکر قنوج مین آپہونچا اون ایام مین شہر قنوج بڑی رونق پر تھا
اور اگرچہ قرب وجوار کی دار السلطنتون مین بہت پرانا تھا مگر دولت مین
بہت زیادہ تھا چونکہ وہان کا راجہ اس مہم سے بے خبر تھا اپنے تئین بیمدد
سمجھکر مع اپنے عیال و اطفال کے شہر کے باہر نکلا اور سلطان محمود کو اپنے
تئین سپرد کردیا محمود نے یہ حال دیکھکر رحم کیا اور بعد تین روز کے شہر قنوج
اوسکو دیدیا اور کچھ اوسکا نقصان نکیا اور سلطان اور راجہ سے یہ عہد
ہوگیا تھا کہ جب کوئی دشمن تمپر حملہ کریگا تو مین تمھاری اور تمھارے وارثونکی
مدد کرونگا بعد ازان محمود متھرا مین آیا جو کہ جای ولادت کرشن کی مشہور ہے
اور ہندوؤن کا بڑا معبد ہے یہ شہر سلطان نے لوٹا اور بت توڑ ڈالے اور
بتخانے منہدم کردیے اور (۵۳۰۰۰) باشندے اس شہر کے قید کیے

دسوان حملہ

۱۰۲۳ء مطابق ۴۱۴ہجری مین سلطان محمود نے راجہ نندا پر جو ایک راجہ
شہر کالنجر نلک بندیل کھنڈ کا تھا چڑھائی کی وجہ اوسکی یہ ہوئی تھی کہ چونکہ
راجہ قنوج نے سلطان کی اطاعت قبول کرلی تھی اس بات سے راجہ نندا
کالنجر کا گدی نشین خفا ہوگیا اور اپنے قرب وجوار کے راجاؤن کو ہمراہ
لیکر قنوج پر اوسنے چڑھائی کی چونکہ محمود غزنوی اور راجہ قنوج مین زین

چھٹا حملہ

سال دوم مین سلطان محمود نے شہر تھانیسر پر جو پنجاب مین واقع ہے حملہ کیا اور اوس مندر کو جو ہندون کے نزدیک بہت پاک اور مقدس تھا لوٹ لیا اور شہر کو پھونک دیا اور بیشمار ہندو قید کرکے غزنی کو لیگیا اور یہ سب کام ہندون کے جمع ہونے اور مقابلہ کو تیار ہونے سے پہلے ہی کر گذرا

ساتوان اور آٹھوان حملہ

تین برس کے بعد دو دفعہ اوسنے کشمیر پر حملہ کیا بروقت بازگشت کے فوج راہ بھول گئی اور موسم جاڑے کا ہوگیا تھا اسلیے بہت آدمی مرگئے مگر کچھ زیادہ نقصان نہین ہوا۔

نوان حملہ

اس حملے مین سلطان محمود وسط ہند کا ارادہ کرکے گنگا تک گیا تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ اس دفعہ محمود نے ایک لاکھ سوار اور بیس ہزار پیادے ہمراہ لیے اور جو ملک کہ نئے فتح کیے تھے وہان کی سپاہ اون ملکون مین جو اسلیے چھوڑی کہ شاید کچھ فساد نہ کرے اور حکمت عملی سے لوٹ کی طمع پر اونکو بھی ساتھ لیکر ہندوستان پر چڑھائی کی ۱۰۱۸ء مطابق ۴۰۹ ہجری مین تین مہینے تک اوسنے سفر کیا سات دریا اوترکر ایسے ملک مین آیا جو اوسنے کبھی نہ دیکھا تھا پر اپنی واقفیت اور عقل سے اوسنے یہ سفر کیا پشاور سے چلکر

بحر اعظم سے ملاقی ہے وہان پر فوج اوسکے عبور کی مانع ہے ہر ایک کوہ پر
سپاہ جنگی متعین ہے اسی اثنا مین ایک ہرکارہ ہندون نے اوسکے پاس
بھیجا وہ یہ پیغام لایا کہ اب بھی اپنی جان بچانی ہے تو اس بے ادبی سے باز آ
نہین تو ہمارا دیوتا تجھکو تباہ کردیگا محمود نے تیر اندازون کو حکم دیا کہ آگے
بڑھین اور تیر برسانا شروع کرین چنانچہ تھوڑی دیر مین ہنود کی فوج جو دیوارون
پر محافظ تھی ماری گئی یہ حال دیکھکر ہندو لوگ بہت ہی بدحواس ہوگئے اور
بتون کے آگے بڑی گریہ وزاری سے روکر سجدے کرنے لگے پر جب
مسلمان سیڑھی لگاکر اوس مندر کی دیوار پر چڑھنے لگے اوسوقت
ہندوؤن نے ایسی بہادری سے اونکا مقابلہ کیا کہ حملہ آوران اسلام بڑا نقصان
اوٹھاکر پسپا ہوے دوسرے روز پھر حملہ کیا مگر کچھ فائدہ نہوا تیسرے روز تعریف جو
راجہ لوگ سومنات کا مندر بچانے کو آئے بڑی معرکہ کی لڑائی ہوئی اور فتح کسیکی بھی
نہ معلوم ہوئی اور ہندون کی مدد کو سردار بیرام دیو اور سردار داب شلیم جو کہ
مشہور امیر گجرات کے تھے پہنچ گئے اوسوقت سلطان محمود نے خیال
کیا کہ ہندوستان مین صرف اسکی ہی فوج گویا مجھے شکست ہوئی ہے اسلیے
اوسنے اپنی فوج کی حرارت مذہبی کو اسطرح افروختہ کیا کہ زمین پر اوسنے
خدا کے سامنے سجدہ کیا اور مدد کا خواہان ہوا اور اپنی فوج کو سردارونکو
بلاکر کہا کہ اب یا تو فتح ہوگئی یا شہادت سے سرفراز ہوے تمام فوج یہ بات سنکر

حملے مین اتفاق ہوچکا تھا کہ جب کوئی تپر چڑھائی کریگا تو مین مدد کرونگا
اسلیے سلطان محمود یہ خبر سنکر اوسکی مدد کو آیا مگر قبل پہونچنے محمود کی قنوج
کا راجہ مارا گیا تھا پھر کالنجر کے راجہ پر چڑھائی کی مگر کچھ اچھا تدارک اوسکا نکر سکا

گیارھوان حملہ

سنہ ۱۰۲۲ عیسوی مطابق سنہ ۴۱۲ ہجری کے سلطان محمود نے راجہ جیپال دوم
کے مقابلے پر چڑھائی کی تھی۔ راجہ گدی نشین راجہ اندپال کا تھا اوسنے
سلطان محمود سے بغاوت کی تھی اس حملے سے لاہور ممالک مفتوحہ غزنی
مین داخل ہوگیا اور اسی وقت سے مسلمانون کی چھاونی ہندوستان مین
قائم ہوئی اس سے پہلے اہل اسلام کی فوج مستقل ہو کر نہ رہی تھی۔

بارھوان حملہ

سب سے پچھلا اور سب سے بڑا حملہ سلطان محمود نے سومنات پر کیا اس مندر کو
ہندو بڑا مقدس جانتے تھے اور یہ جزیرہ نمای گجرات کے جنوب مین ایک ٹیلے پر
واقع تھا ماہ ستمبر سنہ ۱۰۲۴ء مین مطابق سنہ ۴۱۴ ہجری کے لشکر لیکر وہ غزنی سے
چلا اور ماہ اکتوبر مین ملتان کو پہونچا اور بیس ہزار اونٹ پر زاد راہ و خوراک کا
اسباب لدوا کر اوسنے براہ ریگستان سومنات کیطرف کوچ کیا اثنای راہ مین
اجمیر کو لوٹا اور سیدھا سومنات پر جا پہونچا وہان جاکر اوسنے دیکھا کہ
یہ مندر ایک جزیرہ نما مین واقع تھا اور اثنای لڑائی مین جو خاک نے اوسکو

بعد ازان اوسنے خراسان کو مفتوح کیا اور غزنی مین جاکر بیمار ہوا اور
۲۹- اپریل ۱۰۳۰ عیسوی مین ترسٹھ برس کا ہو کر راہی ملک بقا ہوا اوسکی
تاریخ رحلت ایک شاعر نے یہ لکھی ہے -

تاریخ وفات محمود غزنوی

آنکہ محمود غزنوی بودہ	واقف سر معنوی بودہ
سال شنقار آن خدیو زمان	ہاتفم گفت شاہباز جہان

محمود کے خصائل مین مورخین کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ وہ لائق
بادشاہ اور بڑا منصف و عادل اور خدا پرست اپنے زمانہ کا تھا بعض
مورخ کہتے ہین کہ وہ بڑا ظالم و حریص و لٹیرا تھا حاصل یہ ہے کہ اوسکی
طبیعت کی عجیب کیفیت تھی کہ ماخذ اوصاف متضاد تھی اوسکے وقت مین
ممالک شرقیہ مین شہر غزنین علم و فضل کا معدن ہو گیا تھا اوسکے عہد مین
یہ لوگ بہت بڑے مشہور مصنف ہوے ہین ۱ فردوسی جسنے شاہنامہ
تصنیف کیا ۲ عنصری جو مشہور فلسفی اور شاعر ہے ۳ ابوریحان منجم
جسکو بغداد سے مامون رشید نے اوسکے پاس بھیجدیا تھا اور وہ اوس
بادشاہ کی رفاقت مین رہتا تھا -

سلطان مسعود

سلطان محمود غزنوی کے بعد اوسکے دو لڑکے رہے جو توام تھے

جان دینے کو تیار ہو گئی اور ایسی جوش مین آکر لڑی کہ اوسنے فتح پائی حال دیکھکر وہ سپاہ جو محافظ مندر کی تھی مارے خوف سے مندر کو خالی کر کے بھاگ گئی سلطان محمود مندر مین داخل ہوا اوسکے اندر سونے کے بت رکھے تھے اون سب مین سومنات کی مورت پانچ گز اونچی تھی اور دو گز زمین مین گڑی اور تین گز اوپر تھی سلطان محمود نے اپنے ہاتہ سے ایک تیر مارکر اوسکی ناک توڑی اور حکم دیا کہ اس بت کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین برہمنون نے جمع ہو کر محمود کے روبرو اپنے تئین زمین پر ڈالدیا اور التجا کی کہ ہمارا دیوتا نہ توڑا جاے جسکے عوض بہت سا روپیہ بادشاہ لے لے مگر محمود نے ہرگز نہ مانا اگرچہ اوسکا وزیر مائل ہو گیا تھا کہ اسقدر زر کثیر لے لیا جاے پر محمود نے فرمایا کہ قیامت کے روز مین بت فروش اپنا نام رکھوانا نہین چاہتا بلکہ بت شکن اپنا نام چاہتا ہون کہتے ہین کہ جسوقت وہ بت توڑا گیا تو اسقدر جواہرات اور موتی اور ہیرے اور لعل اوسکے پیٹ مین سے نکلے کہ جسقدر وہ روپیہ دیتے تھے اوس سے کئی حصہ قیمت مین زیادہ کا مال تھا یہ سب مال لیکر وہ جب غزنی کو چلا تو راہ مین درمیان ریگستان کے ملتان کے قریب جاٹون نے کئی حملے اوسپر کیے جسکے سبب سے اوسنے دوسرے سال ۱۰۲۷ سنہ عیسوی مین ایک اور حملہ کر کے جاٹون کی خوب گوشمالی کی اور گویا اونھین نیست و نابود کر دیا۔

ملک غزنی سے نہ دیا گیا سنہ ۱۰۳۳ء الکھتر انتیس میں شاہ مسعود ہندوستان پر
حملہ آور ہوا اور کشمیر کو اوسنے مطیع کیا اور دوسرے سال میں قوم سلجوق کو
پچھم کیطرف ہٹانے میں مصروف ہوا اور اونکی سرکوبی کیواسطے جے سنگھ کو
جو ہندوستانی فوج کا سپہ سالار تھا روانہ کیا اس سے ظاہر ہے کہ ہندو لوگ
اوس وقت میں دریای اٹک کے پار ہونے کو برا نہ جانتے تھے اور ہندوں کو
مسلمان بادشاہ اپنی فوج میں بڑے عہدے پر نوکر رکھتے تھے۔

سنہ ۱۰۳۶ء میں مسعود نے ہندوستان پر پھر حملہ کیا اور ہانسی کے قلعہ کو
محاصرہ کرکے فتح کیا اور وہان کے سب مندر ڈھا کر تمام مال ضبط کیا
یہانسے پھرتے وقت اوسنے اپنے بیٹے کو صوبہ دار ملتان کا مقرر کیا
جس زمانے میں کہ مسعود ہندوستان میں تھا اوسکے دشمنوں نے طاقت
پاکر ماوراء النہر میں بڑی شورش مچا رکھی تھی اسواسطے جب وہ غزنی کو گیا
تو عین موسم سرما میں اون دشمنوں کا مقابلہ کرنے کیواسطے ماوراء النہر کو اوسے
جانا پڑا اور وہان لڑائی لڑا اور آخر کو شکست کھائی طغرل بیگ ترکمان نے
اوسکا تعاقب غزنی تک کیا چنانچہ طغرل نے غزنی میں پہونچکر بادشاہی
اصطبل تاراج کیا اور تھوڑا سا شہر بھی غارت کیا اور اوس شہر پر قابض ہو گیا
اسلیے مسعود شاہ نے اون ترکمانوں کے حملات سے بچنے کیواسطے ایک
مقام اوسکے رہنے کو اپنے ملک میں دینا قبول کیا جسپر وہ ترکمان بھی

بڑے بیٹے کا نام سلطان محمد تھا وہ رحم دل اور خلیق تھا اوسکو بادشاہ
پیار زیادہ کرتا تھا۔ دوسرا اوسکا بھائی مسعود تھا یہ لڑکا مثل اپنے
باپ کے غصہ ور اور اولو العزم تھا چونکہ محمود نے پہلے ہی سے معلوم
کر لیا تھا کہ میرے بعد ان دونوں بھائیوں مین تخت کیواسطے جھگڑا
ہوگا اسلیے اوسنے اپنی حیات مین ماوراء النہر کی حکومت جسکی دار الخلافت
جرجان تھی سلطان محمد کو دیدی تھی و مسعود کو اپنے قلمرو کی حد شرقی پر
حاکم کر دیا تھا۔
بعد وفات سلطان محمود کے سلطان محمد اسکا بڑا بیٹا تخت پر بیٹھا اسکے
تخت پر بیٹھتے ہی مسعود نے اوسکو لکھا کہ مجھکو سلطنت کی خواہش نہین ہے
پر مجکو صرف یہ آرزو ہے کہ تین صوبے جنکو مین نے بزور شمشیر فتح کیا ہے
میرے ہی قبضے مین رہیں اور میرے نام کا خطبہ اونمین پڑھا جاوے
اس بات کو محمد نے منظور نکیا اسلیے مسعود نے ایک فوج فراہم کی اور غزنی
پر چڑھائی کر کے فتح پائی اور محمد کو پکڑ کر اوسکی آنکھین نکلوا ڈالین یہ سب
معرکہ اوسی سال مین ہوا جس سنہ مین سلطان محمود نے وفات پائی تھی او
مسعود بھی اوسی سال مین تخت نشین ہوا پر جو اوسکو توقع تھی وہ ظہور مین
نآئی بلکہ اوسکی سلطنت روز بروز تنزل پانے لگی قوم سلجوق نے پچھم کے
صوبون پر زور پکڑا اور وہ لوگ ہمیشہ حملہ آور رہے تا وقتیکہ اونکو تھوڑا سا

اب صرف ایک دشمن اوسکا بھائی رہ گیا تھا جو کہ تلوار کے زور سے دعوی بادشاہ بننے کا رکھتا تھا اوس سے بھی لڑا اور فتح پائی اور اوسکا بھائی بعد چند روز کے اپنی خوابگاہ سے مرا ہوا نکلا ان خانگی جھگڑون اور پچھم میں ترکمانون کی سرکشی سے ہندؤن کے دل مین پھر اولوالعزمی پیدا ہوئی چنانچہ دہلی کے راجہ نے بڑی فوج جمع کی تھانیسر اور ہانسی اور نگرکوٹ اور اور کئی شہر اپنے قبضے مین کر لیے۔ مندر دوبارہ تعمیر کر لیے اور مسلمانون نے جو مورتین توڑ ڈالی تھیں اونکے عوض اور مورتین رکھی گئیں اور اسیطرح اون بتون کی پوجا پھر جاری ہوئی ہر ایک طرف سے ہزارون آدمی پوجا کیواسطے جمع ہوئے راجاؤن نے نذرین چڑھائین اور مندرون مین پھر اوسیقدر دولت جمع ہو گئی جتنی کہ مسلمانون کی لوٹ سے پہلے رہا کرتی تھی اور اسیقدر ہمت ہندؤن کی بڑھی کہ لاہور کو جو دارالخلافت مسلمانون کا تھا گھیر لیا اگرچہ مسلمانون نے نکلکر ہندؤن کو بھگا دیا پر وہ ملک جو ہندؤن نے لے لیے تھے سلطان مودود کے عہد مین اونھین کے قبضے مین رہے سلطان مودود کی سلطنت نو برس تک رہی اور ۱۰۴۹ سنہ عیسوی مین ختم ہوئی مودود کے مرنے کے بعد نو برس کے عرصے مین چار بادشاہ متواتر ۱۰۵۸ سنہ ء تک تخت غزنی پر جلوس فرما ہوئی جنکا ذکر کرنا تطویل لاطائل ہے۔

راضی ہو گئے پر قابو پا کر پھر اونھون نے مسعود پر حملہ شروع کیا مسعود نے
اپنے تئین اونکے مقابلے کے لائق نہ پا کر ارادہ کیا کہ ہندوستان مین
جا کر فوج جمع کرے بدنخیال اوسنے سب روپیا اور دولت قلعہ سے
نکالکر اونٹونپر لادی اور لاہور کی جانب روانہ ہوا اس تباہی کیوقت مین اپنے
اندھے بھائی مسمی محمد کو بھی ساتھ لیا جسکو نو برس پیشتر اوسنے خود اندھا
کر دیا تھا جبکہ دریاے سندھ کے کنارے پر پہونچا تب اوسکی فوج باغی ہو گئی
اور تمام مال و دولت جو اونٹونپر لدا تھا لوٹنا شروع کر دیا اور بخوف اسکے
کہ بادشاہ غصے مین آکر ہمکو سزاے سخت نہ دے اوسکے بھائی محمد شاہ اندھے کو
بادشاہ بنا لیا چنانچہ محمد شاہ قیدخانے سے نکلکر تخت پر بیٹھا اور مسعود شاہ کو
تخت سے اوتار کر قید کیا محمد باعث نابینائی کے کاروبار سلطنت
انجام دینے کے قابل نہ تھا اسلیے اوسنے اپنے لڑکے احمد کو سلطنت حوالے کی
احمد نے تخت پر بیٹھتے ہی مسعود کو زندہ گڑوا دیا ۔

سلطان مودود ابن مسعود

جبکہ مودود ابن مسعود نے جو کہ صوبہ دار بلخ تھا اپنے باپ کے قتل ہونے
کی خبر سنی فوراً غزنین کو کوچ کر کے آیا اور وہان کے لوگون نے اوسکو
سنہ ۱۰۴۰ مین تخت پر بٹھا دیا بمقام لگھوان محمد اور احمد سے مقابلہ ہوا جہان
کہ ان دونون نے شکست پائی اور مودود کے ہاتھ سے مارے گئے

سلطان ارسلان

مسعود کے بعد اوسکا بیٹا ارسلان تخت پر بیٹھا سب جنسے بادشاہ ہوتے ہی اپنے بھائیون کو قید کرنا شروع کیا مگر بہرام اپنے مامون سنجر ترکمان کے پس بھاگ گیا اور اوسکی حمایت چاہی اونسنے اوسکی مدد کی چنانچہ ترکمانون کی ایک فوج غزنی پر چڑھ آئی اور وہان پہونچکر ارسلان کو نکالدیا مگر ارسلان پھر آکر لڑا اور پھر اونسے تخت لیلیا آخرکار چار برس سلطنت کر کے مقتول ہوا

سلطان بہرام

بہرام اب بے تنازع وارث تاج ٹھہرا اوسنے بڑی دانائی اور ملائمت سے سلطنت کی اور اہل علم کی اوسنے بہت قدر کی پینتیس برس تک وسنے بادشاہت کی اور آخر ایام سلطنت مین خاندان غوری کے جھگڑون مین گرفتار ہوا جس خاندان سنے تھوڑی مدت کے بعد خاندان غزنی کا چراغ بجھا کر اپنی بادشاہت کو فروغ دیا۔

سلطان ابراہیم

۱۰۵۸ء مین سلطان ابراہیم تخت غزنی پر متمکن ہوا کہتے ہین کہ وہ بڑا پرہیزگار اور صاحب علم اور متشرع بادشاہ تھا اوسنے کئی قرآن شریف کامل اپنے ہاتھ سے لکھے اور مکہ و مدینہ مین رکھوائے ترکمانون نے اوسکے عہد مین بھی سخت حملے کیے پر اوسنے وہ تمام ملک جو کہ ترکمانون نے فتح کیے تھے اس شرط پر علی الدوام کیواسطے اونھین لکھدیے کہ وہ لوگ آیندہ کو دست درازی نکرین چنانچہ اونھون نے یہ شرط مان لی اور اوسی پر قایم رہے اس طرح پر اوسنے مغربی دشمنون سے رہائی پاکر ہندوون کے عزم کے روکنے کیواسطے پورب کو فوج کشی کرنے کی تیاری کی کہتے ہین کہ وہ ہندوستان مین اتنی دور تک گیا کہ اوس وقت تک اوسکے بزرگون مین سے کوئی بادشاہ نہ گیا تھا اور ایک لاکھ ہندو قید کرکے غزنی کو لے گیا چالیس برس تک اس بادشاہ نے سلطنت کی اور ۱۰۹۸ء مین اوسکی سلطنت ختم ہوئی۔

سلطان مسعود ابن ابراہیم

ابراہیم کے بعد اوسکا بیٹا مسعود جو کہ بہت رحم دل اور نیک سیرت تھا بادشاہ ہوا اوسکے ایام سلطنت مین بڑا امن و چین رہا نہ تو کوئی خانگی جھگڑا ہوا اور نہ کوئی حملہ باہری ہوا سولہ برس سلطنت کرکے وہ راہی ملک بقا ہوا

سلطان ارسلان

باب سوم سلطنت خاندان غور

ابتداے ۱۱۸۴ء سے ۱۲۰۶ء تک

محمد قطب الدین غوری

غور ایک مقام کا نام ہے جو قندھار سے سات آٹھ میل کے فاصلے پر واقع ہے اعز الدین حسین وہان کے ایک سردار نے سلطان مسعود شاہ ابن محمود غزنوی کے دربار مین بڑا اعزاز اور رسوخ حاصل کیا تھا یہان تک پایہ اوسکا بلند ہوا کہ سلطان مسعود نے اپنی لڑکی کی شادی اوسکے ساتھ کردی ہا اور علاقہ غور کی حکومت اوسکے نام زد کی۔ اوس سے سات لڑکے پیدا ہوے اونھین سبعہ سیارہ کا خطاب دیا - اونمین سے ایک کا نام قطب الدین تھا اوسکی شادی سلطان بہرام کی بیٹی سے ہوئی مگر بسبب کسی خطا کے سلطان بہرام نے اپنے داماد یعنی قطب الدین کو قتل کروا ڈالا۔

سیف الدین

سیف الدین اوسکا بھائی اوسکے خون کا بدلا لینے کو چلا اور اوسنے بہرام کو نکالکر غزنی پر قبضہ کرلیا مگر رعایا اوس سے راضی نہ رہی اوسکی رعیت چاہتی تھی کہ بہرام ہی بادشاہ ہو یہ حال دیکھکر بہرام یکایک غزنی پر آیا اور سیف الدین کو گرفتار کرکے اوسکا مونہ کالا کرکے تمام شہر مین تشہیر کیا

فہرست خلاصہ حالات بادشاہان خاندان غور متعلق باب سوم حصہ دوم واقعات ہند

نمبر	نام بادشاہ	جانشین	سنہ جلوس	صورت وفات	سنہ وفات	کیفیت
۱	قطب الدین محمد غوری	قطب الدین	۰	قتل کیا گیا	۰	بہرام کی لڑکی سے اسکی شادی ہوئی تھی خانگی فساد کے سبب سے بہرام نے اسے مروا ڈالا بعض تاریخ سے ثابت ہے کہ اسکو زہر دیکر ہلاک کیا۔
۲	سیف الدین				۱۱۵۲	قطب الدین کے خون کا بدلا لینے کو اوسکا بھائی سیف الدین غزنی میں آیا پہلے بہرام کو شکست دی لیکن بہرام نے اسے گرفتار کر کے مروا ڈالا۔
۳	علاؤ الدین				۱۱۵۶	اسنے بہرام کو پھر شکست دی۔
۴	شہاب الدین محمد غوری	قطب الدین	۱۲۰۲	کھکروں کے ہاتھ سے مارا گیا	۱۲۰۶	اس شخص نے ہندوستان پر ۹ حملے کیے اور تیس برس سلطنت کی اونتیس برس اپنے بھائی کی ماتحتی مین اور تین برس خود سر ہو کے قلعہ بھٹنڈا اسنے فتح کیا اسی بادشاہ کے وقت میں چنگیز خان نے سلطنت مغلیہ کی بنا ڈالی اول مرتبہ دہلی کو اسی نے فتح کیا اور اپنے غلام قطب الدین کو اسنے وہان کا حاکم مقرر کیا۔

مگر اوسنتیس برس تک تا دم زیست اپنے بھائی سے اوسنے سرتابی نہ کی اور اوسیکا تابعدار بنا رہا۔

خسرو شاہ

بہرام کا بیٹا خسرو لاہور مین آیا اور اس شہر کو اوسنے اپنا دارالخلافہ بنایا سلطان محمود غزنوی مرحوم کے ملکون مین سے اوسکی اولاد کے پاس صرف ہندوستان کے صوبون مین سے لاہور ہی باقی رہگیا۔ خسرو سات برس تک سلطنت کرکے لاہور مین مرگیا۔ بعد اوسکے اوسکا بیٹا

خسرو ملک

تخت لاہور پر بیٹھا اور اوسنے ہندوستان کے تمام اون صوبون پر قبضہ کیا جو کہ کسی زمانے میں اوسکے بزرگون کے قبضے مین آگئے تھے مگر ۵۷۵ھ مین سلطان محمد غوری سنے بعد تسلط غزنی کے ہندوستان پر چڑھائی کی اور لاہور کا محاصرہ کیا مگر فتح نکر سکا اور مجبوری خسرو ملک سے صلح کرلی چار برس کے بعد یہ عہد ٹوٹ گیا اور محمد غوری سنے دوسری بار لاہور کو گھیرا پر اس دفعہ بھی مایوس رہا تھوڑے عرصے کے بعد اسنے تیسرا حملہ کیا اور فتح پائی مگر یہ فتح بڑے فریب سے حاصل ہوئی کیونکہ پہلے اوسنے خسرو ملک کے پاس پیغام صلح کا بھیجا اور اپنی راستی جتانے کیواسطے خسرو کے بیٹے کو جسکو کہ اوسنے بطریق یرغمال

اور پھر اوسکا سر کاٹ ڈالا۔

علاؤالدین

سیف الدین کے بھائی علاؤالدین نے یہ حال سنکر ایک بڑی فوج تیار کی اور اپنے بھائی کے خون کا عوض لینے کو غزنی پر چڑھائی کی اور بڑی بھاری لڑائی ہوئی بہرام نے شکست پائی اور ہندوستان کیطرف بھاگا اور وہان بہت مصائب اوٹھا کر ۱۱۵۲ء مین فوت ہوا۔

اسطرح پر خاندان غزنی کی حکومت دریاے سندہ کے ممالک مغربیہ سے خارج ہوئی علاؤالدین غزنی کو تاراج کر کے اپنی دارالسلطنت کو بمقام فیروز کوہ پھر گیا سلطان سنجر ترکمان نے پھر غزنی پر چڑھائی کی علاؤالدین سے مقابلہ کیا اور اوسکو شکست دی مگر خراسان کے فساد کی خبر سنکے وہ اوسے فرو کرنے کیواسطے اوسطرف جانے کو مجبور ہوا اور یہان علاؤالدین کو تخت غزنی کا دوسے گیا ۱۱۵۶ء مین علاؤالدین نے انتقال کیا اوسکے بعد اوسکا لڑکا بادشاہ ہوا لیکن اوسی سال مین اوسے ایک امیر نے مارڈالا بعد اوسکے اوسکا چچا زاد بھائی تخت غزنی پر قابض ہوا اور شہاب الدین معروف بہ محمد غوری اپنے حقیقی بھائی کو بطور اپنے نائب کے اوسکے مقرر کیا محمد غوری اگرچہ ہر ایک ملک پر فتحیاب منصور او مظفر رہا اور حقیقت مین استحکام اور رونق حکومت غور کی فقط اسی شخص کی وجہ سے ہوئی

اور مددگار جو قریب دو لاکھ آدمی کے تھی جمع کرکے شہر بھٹنڈا کی چھوڑانی
کیواسطے کوچ کیا محمد غوری نے جب یہ خبر پائی وہ اوس شہر کو بچانے
چلا بمقام ترا وڑی جو تھانیسر سے چودہ میل کے فاصلے پر واقع ہی دونون میں
مقابلہ ہوا لڑائی ہونے لگی محمد غوری نے بہت شجاعت ظاہر کی پر آخر کو اوسکی
فوج بھاگ نکلی لاچار پست ہو کر غور مین آیا اور سب سردارون کو جنکی
نامردی سے وہ لڑائی ہارا تھا سزائی سخت دی اور برخاست کر دیا بھٹنڈا
ہندوون نے پھر لے لیا -

اس فتح کے سبب سے راجہ پرتھی راج کو بڑا فخر حاصل ہوا مگر پھر اوسنے اپنے تئین ایسا
کاہل بنایا کہ رات دن عورتون مین پڑا رہتا اور عیش کیا کرتا تھا اور محمد غوری
کو ایسی شرمندگی حاصل ہوئی تھی کہ اب وسکو رات دن یہی فکر تھی کہ کسیطرح
ہندوستان مین جا کے فتح حاصل کرون چنانچہ خواب خور اوسپر حرام ہو گیا آخر کو
بیس ہزار سوار تاتاری منتخب لیکر دریای سندھ کے پار اوترا اول اوسنے پرتھی راج
کو کہلا بھیجا کہ مذہب اسلام قبول کر نہین تو اسکا انجام اچھا نہوگا پرتھی راج
عیش مین مشغول تھا اوسنے غرور سے یہ جواب دیا کہ اپنا بھلا چاہتا ہے
تو پھر جا دہلی کے راجہ کے ہمراہ ڈیڑھ سو سردار جمع تھے اور تین لاکھ سوار
اور پیادے سے بھی زیادہ تھے اور تین ہزار ہاتھی یہ فوج عظیم محمد غوری کے
مقابلے پر آئی دونون لشکرون کے درمیان گھاگرا دریا واقع تھا ایک طرف

یعنی اول کے صلح ہونے پر لیا تھا اوسکے پاس بھیجدیا وہ سن رسیدہ
بادشاہ اپنے بیٹے سے ملنے کو شہر سے باہر چلا اور محمد غوری نے
بیس ہزار سوار لیکر یکایک خسرو ملک کے محل کو گھیر لیا خسرو ملک نے
بچنے کی کوئی صورت نہ دیکھکر اپنے دشمن سے التجا کی محمد غوری نے
یہ سوال کیا کہ لاہور میرے حوالہ کردو خسرو نے جلد شہر خالی کردیا اسطرح
سنہ ۱۱۸۶ء میں سلطنت خاندان غزنی کی ہندوستان سے بھی بالکل تمام ہوگئی۔

سلطان محمد غوری

قبل ذکر سلطان محمد غوری کے یہ بیان کرنا بھی ضرور ہے کہ سلطان
محمود غزنوی کے وقت سے لیکر ابتک کوئی بادشاہ تخت دہلی پر جم کر
نہ بیٹھا تھا بلکہ صرف ملتان اور لاہور غزنیوں کے تصرف میں رہگئے
جب کبھی فوج شاہی آگے بڑھ آتی تھی ہندو لوگ روپیہ دیکر ٹالدیا کرتے تھے
اور ہندو راجہ بدستور اپنی اپنی راج دھانی میں راجا کرتے تھے اور جسقدر
کہ خاندان غزنی کی طاقت کم ہوتی جاتی تھی ہندو راجاؤں کی طاقت
بڑھتی جاتی تھی مگر اب ایک ایسا بلا کا جھونکا آیا کہ ہندوستانی راجاؤں کو
اونکے تختوں سے اوڑا لیگیا اور مسلمان بادشاہ تخت دہلی پر مسلط ہوے
سنہ ۱۱۹۱ء میں جبکہ محمد غوری نے شہر بھٹنڈہ کو فتح کرکے اپنے ملک
سوروئی کو مراجعت کی تب راجہ پرتھی راج دہلی کے راجہ نے تمام اپنی فوج

کرکے وہانسے لایا اور جے چند راجہ والی قنوج پر چڑھائی کی قنوج کا راجہ
قطب الدین کے تیر سے مارا گیا اور بہت ہندو مقتول ہوئے سات سو
ہاتھیوں میں سے جو مسلمانوں کے مقابلے میں آئے تھے نوسے ہاتھی مسلمانوں
کے ہاتھ آئے ایک ونمیں سپید ہاتھی تھا بعد ازاں بنارس کو گیا اور ایک ہزار
مندر مسمار کیے اور پھر غزنی کو مراجعت کی دوسرے سال گجرات پر
قطب الدین نے حملہ کیا اور سب مال و دولت لوٹ کر اوسکو مسخر کیا تھوڑی
عرصے کے بعد محمد غوری نے اپنے بھائی کے مرنے کی خبر سنی اسلیے وہ
غزنی کو گیا چنانچہ حسب دستور محمد غوری کے سر پر تاج شاہی رکھا گیا ایکدفعہ
پھر وہ ہندوستان میں آیا اور دہلی سے لوٹ لیکر غزنی کو جاتا تھا کہ قریب
لاہور کے گکھڑوں کے ہاتھ سے اسطور پر مارا گیا کہ رات کو چند آدمی خنجر لیکر
اوسکے گھر کے اندر گھس گئے اور اوسکو سوتا ہوا پاکر ۲ شعبان سنہ ۶۰۲ ہجری مطابق سنہ ۱۲۰۶
کے خنجروں سے مار ڈالا قطب الدین بھی اوسوقت ہمراہ تھا اسی شخص کے ہاتھ سے
خاندان غوری کی ترقی ہوئی تھی اور اسی پر اوس خاندان کا خاتمہ ہوگیا اسی سبب سے
ہندوستان پر مثل محمود غزنوی کے محمد غوری نے بتیس برس سلطنت کی
از انجملہ اونتیس برس تک اپنے بھائی کی نیابت میں رہا اور تین برس تک مستقل
بادشاہ رہا اسی بادشاہ کی سلطنت میں چنگیز خان نے سلطنت مغلیہ کی
بنیاد قائم کی تھی جسکی وسعت بحیرہ خضر سے چین اور سیبریا تک تھی۔

راجہ پرتھی راج پڑا تھا اور ایک طرف مسلمانون کا لشکر محمد غوری نے جب وہ غرور آمیز جواب سنا تو کہلا بھیجا کہ مین اپنے بھائی کا تابعدار ہون اوس‌سے دریافت کرونگا ہندؤن سنے یہ جواب سنکر جانا کہ ڈرگیا رات کو سب عیش و عشرت مین بے اندیشہ مصروف ہوے محمد غوری سنے اونکو غافل پاکر راتون رات دریا سی پار اوترکر علی الصباح اونپر حملہ کیا دوپہر چڑھے تک خوب لڑائی ہوئی ہندو شکست پاکر بھاگے چتور کا راجہ راجپوتون کو لیکر خوب لڑا اور اوسی لڑائی مین مارا گیا پرتھی راج کو مسلمانون سنے پکڑلیا اور بہت دولت مسلمانون کے ہاتھ آئی اس شکست کی خبر سنکر بڑے شہرون کے راجہ مسلمانون کے تابعدار ہوگئے محمد غوری سنے چتور پر لشکرکشی کرکے اوسکو فتح کیا اور وہان کے ہزارہا باشندون کو مارڈالا بعد ازان دہلی پر آیا راجہ پرتھی راج کا بیٹا جو بجاے اپنے باپ کے تخت پر بیٹھ گیا تھا اوسنے فوراً تابعداری اختیار کی اس سبب سی شہر دہلی لوٹ سے بچ گیا اور قطب الدین ایبک کو جو اوسکا بڑا پیارا غلام تھا شائستہ فوج دیکر دہلی کے متصل چھوڑکر غزنی کو مراجعت کی قطب الدین سنے جو کہ مثل محمد غوری کے اولوالعزم اور ذی لیاقت تھا جلد میرٹھ کو فتح کرکے دہلی کو اپنے قبضے مین لاکر اوسکو اپنا دارالسلطنت بنایا اوسیدن سے سلطنت ہندؤن کی نیست و نابود ہوئی محمد غوری چھوٹے عرصے کے بعد پھر غزنی سے پھر کر آیا اور نئی فوج بھرتی

باب چہارم سلطنت غلامان

سنہ ۱۲۰۶ عیسوی سے ۱۲۸۸ ع تک

قطب الدین ۔ التمش ۔ رضیہ بیگم ۔ نصیر الدین محمود ۔ غیاث الدین بلبن ۔ کیقباد

قطب الدین ایبک

سلطنت غلامان مین اول بادشاہ اہل اسلام کا ہندوستان مین قطب الدین ایبک ہوا ہے یہ شخص سلطان محمد غوری کا غلام تھا جسوقت کہ محمد غوری نے ۱۲۰۶ع مین انتقال کیا تو وہ بے اولاد تھا اسلیے اوسکی جگہ بادشاہ ہونے کا جھگڑا ہوا قطب الدین حاکم دہلی اوسکی سلطنت مین سب اور حکام کے بڑا طاقت ور تھا اسلیے محمد غوری کے بعد اوسکی سلطنت کا انتظام اسطور پر ہوا کہ محمود شاہ جو کہ بھتیجا محمد غوری کا تھا اوسنے تو ملک غور کو اپنے قبضے مین کرلیا اور الدز صوبہ دار نے کابل اور قندہار پر قبضہ کیا اور قطب الدین نے ہندوستان کی سلطنت کا دعوی کیا لیکن الدز نے قطب الدین سے مقابلہ کرکے شکست پائی اور قطب الدین نے غزنی مین جاکر تاج شاہی حاصل کیا مگر مستقل بادشاہ ہونے کے بعد قطب الدین نے عیاشی اور آرام اختیار کیا اسواسطے الدز نے اوسکو سست پاکر غزنی کی سلطنت اوس سے چھین لی اور ہندوستان کیطرف اوسکو بھگا دیا اوسنے ہندوستان مین پہونچ کے چار برس تک بادشاہت کی اور ۱۲۱۰ع مین مرگیا

فہرست پادشاہان خاندان غلامان متعلق باب چہارم حصۂ سوم وقعات ہند

نام	عرف	سنہ جلوس	سبب وفات	سنہ وفات	کیفیت
قطب الدین ایبک	قطب الدین	١٢٠٦	گھوڑے سے گر کر مرا	١٢١٠	شہاب الدین محمد غوری کا غلام تھا ہندوستان مین اسی نے مسلمانون کی سلطنت کی بنیاد ڈالی
آرام شاہ	٠	١٢١٠	٠	١٢١٠	نمبر ١ کا بیٹا تھا سال بھر کے اندر تخت سے اوتارا گیا
شمس الدین التمش	التمش	١٢ ٢	اپنی موت سے مرا	١٢٣٦	نمبر ١ کا غلام اور داماد تھا نامور پادشاہ ہوا دہلی مین قطب صاحب کا مینار اسی نے بنوایا تھا اور اسی کے وقت مین چنگیز خان کا حملہ ہوا۔
رکن الدین فیروز شاہ	رکن الدین	١٢٣٦	٠	١٢٣٦	نمبر ٣ کا بیٹا تھا سات مہینے مین تخت پر سے اوتارا گیا بڑا عیاش اور غافل تھا۔
رضیہ بیگم	رضیہ	١٢٣٦	قتل ہوئی	١٢٣٩	نمبر ٣ کی بیٹی تھی عورت تھی تخت پر بیٹھی شاہ ہوئی تھی
معز الدین بہرام	بہرام شاہ	١٢٣٩	قید مین مرا	١٢٤١	نمبر ٣ کا بیٹا تھا۔
علاؤ الدین مسعود	مسعود شاہ	١٢٤١	مارا گیا	١٢٤٦	نمبر ٤ کا بیٹا تھا۔ پادشاہ بد تھا
ناصر الدین محمود	٠	١٢٤٦	اپنی موت سے مرا	١٢٦٦	نمبر ٣ کا بیٹا تھا نہایت نیک پادشاہ تھا۔
غیاث الدین بلبن	بلبن	١٢٦٦	اپنی موت سے مرا	١٢٨٦	نمبر ٨ کا بہنوئی اور وزیر تھا نہایت شان و شوکت والا اور بہت نیکنام پادشاہ تھا اسکی عہد مین دہلی بڑی رونق پر تھی۔
معز الدین کیقباد	کیقباد	١٢٨٦	مارا گیا	١٢٨٨	نمبر ٩ کا پوتا تھا غلامون کی سلطنت کا [illegible] تھا

مندر مہاکال کو جو بارہ سو برس پیشتر کا بنایا ہوا بکرماجیت کا تھا توڑا اور
غارت کیا بکرماجیت کی مورت مع دیبی کی مورت کے دہلی مین لایا اور
جامع مسجد کے دروازے پر دونون مورتین کہوا کر توڑواڈالین فقط اس
بادشاہ نے ایلدیکز شاہ غزنی کو شکست دی اور اوسکو قید کرلیا اور اپنی
سلطنت کو بہت دور تک پھیلایا صوبہ بنگال صوبہ بہار گوالیار مالوہ
یہ صوبے فتح کیے غرضکہ یہ بادشاہ عقلمند اور نیک نیت تھا اس بادشاہ نے
۱۲۱۱ء سے لیکر ۱۲۳۶ء تک حکومت کی

رضیہ بیگم

التمش کے بعد اوسکا بیٹا رکن الدین فیروز تخت پر بیٹھا مگر عیاشی اور حرامکاری
کی سبب کر چھ مہینے کے بعد امرا نے اوسکو تخت سے اوتار دیا۔ اور
بادشاہزادی رضیہ بیگم اوسکی بہن کو تخت پر بٹھایا یہ اول بادشاہزادی
مسلمانون مین سے ہے جسنے تخت پر بیٹھکر حکومت کی ہے یہ عورت بہت
ذی لیاقت اور بڑی عقلمند تھی اپنے باپ کے وقت مین بھی کاروبار ملک مین
مصروف رہا کرتی تھی اسکو حکومت کا طور خوب آتا تھا مگر چونکہ ایک حبشی
غلام پر عاشق ہو کر بڑی مہربانی اوسپر کرنے لگی تھی اسلیے امرا اوس سے
ناراض ہوئے اور سب نے مشورہ کرکے اوسکو تخت سے اوتارنے
کے لیے فوج جمع کی آخرکو رضیہ بیگم پکڑی گئی اور بٹھنڈہ کے قلعہ مین

اس بادشاہ کو مورخون نے عادل اور بہادر اور لئیق اور فیاض لکھا ہے

شمس الدین التمش

قطب الدین کی وفات کے بعد آرام ابن قطب الدین تخت پر بیٹھا مگر چونکہ ابھی تک اوسکے باپ نے اپنی سلطنت ایسی مستحکم نہ کی تھی کہ اوسکا بیٹا آرام بے کھٹکے حکومت کر سکتا اسلیے ایک برس کے عرصہ مین شمس الدین التمش نے آرام کو قابل نہ پاکے تخت سے اوتار دیا التمش اگرچہ عمدہ خاندان سے تھا پر بچپن مین وہ قطب الدین کے ہاتھ فروخت کیا گیا تھا بادشاہ نے اوسکو ہونہار دیکھکر تربیت کیا اور اپنی بیٹی سے اوسکی شادی کرکے بڑے رتبے پر اوسکو جلد پہونچا دیا تھا ۱۲۱۱ عیسوی مین وہ بادشاہ ہوا اوسنے پچیس برس تک سلطنت کی التمش کے جلوس کے دسوین برس جلال الدین شاہ خوارزم ہندوستان مین آیا التمش کی فوج نے اوس سے مقابلہ کیا التمش اکثر اون مسلمان صوبہ دارون کے زیر کرنے مین مصروف رہتا تھا جو ارادہ خودسر ہونے کا رکھتے تھے اور چونکہ صوبہ دار بنگالہ کا ایسا خودسر ہوگیا تھا کہ مدت سے اوسنے خراج نہ دیا تھا تو وہان التمش نے خود چڑھائی کی اور اپنے بیٹے نصیر الدین کو وہان کا صوبہ دار بنا کر آیا اوس بادشاہ نے ہندوون پر کئی دفعہ فوج کشی کرکے اونکو مطیع کیا ایک برس کے محاصرہ مین گوالیار اوسنے فتح کیا اور پھر مالوہ کیطرف گیا اور اوجین فتح کیا وہان جاکر

سبکو اوسنے دبایا مگر چونکہ مغلون نے غزنی اور قندہار اور کابل اور بلخ
اور ہرات مین زور پکڑا تھا اور اونکا خوف بہت لگا رہتا تھا اس لیے
شیرخان برادرزادہ بلبن وزیر مقرر کیا گیا اس شخص نے پنجاب اور ملتان کو
مغلون سے بچا لیا بلکہ سوار تربیت یافتہ اور بہادر بھرتی کرکے غزنی سے
مغلون کو نکالدیا اور غزنی کو سلطنت دہلی مین شامل کرلیا اس بادشاہ کے
وقت مین سنہ ۱۲۵۸ء مین ہلاکو شاہ چنگیزخان کے پوتے کیطرف سے
ایک ایلچی دہلی مین آیا تھا لیکن یا تو اسکی سلطنت کی شوکت اور عظمت نے
مغلون کے دلون مین کچھ رعب پیدا کردیا یا آنکہ اونھون نے کچھ موقع
حملہ کرنیکا نہ پایا ہوگا غرض اوسوقت وہ دہلی پر حملہ کرنے سے باز رہے
بیس برس تک اوسنے نہایت عدل انصاف سے سلطنت کی اور رعایا کو
بہت خوش رکھا اوسکے عہد مین کسی نے کسی پر تعدی نہ کی یہ بادشاہ
بڑا خوش نصیب تھا جو لڑائی لڑا اوسمین اوسنے فتح پائی پر جسقدر اوسکے
دربار مین تجمل شاہانہ تھا اوسیقدر اوسکا خلوتکدہ تکلف سے خالی تھا
کھانا بے آب ونمک کھاتا تھا اور باوجود بادشاہ ہونے کے کتابت پر
گذران کرتا تھا اس بادشاہ کی صرف ایک بیوی تھی دوسری عورت
اوسنے ہرگز نہ کی تمام امور خانہ داری کے وہ بیوی انصرام کرتی تھی ایکروز
اوسنے عرض کی کہ اے شاہ والاجاہ مین کھانا پکانے سے تنگ آگئی ہون

قید ہوئی پھر وہان بھی اوسنے قلعہ بھنڈا کے حاکم سے موافقت کر کے اوسکے ساتھ شادی کرلی اور اوسی کے زیر حکم فوج جمع کر کے تخت کیواسطے دو لڑائیان سخت لڑی مگر کامیاب نہوئی بلکہ دوسری لڑائی مین مع اپنے شوہر کے دشمنون کی ہاتھ آئی اور اونھون نے اوسکو قتل کیا کل تین برس چھ مہینے سنہ ۱۲۳۶ع سے سنہ ۱۲۳۹ع تک اس بادشاہزادی نے سلطنت کی بعد مارے جانے اس بادشاہزادی کی معزالدین بہرام اوسکا بھائی اور علاؤالدین مسعود خلف رکن الدین جو اوسکے بعد بادشاہ ہوے تھے اونھون نے کل چھ برس تک سلطنت کی یعنے سنہ ۱۲۳۹ع سے سنہ ۱۲۴۶ع تک انکے بعد نصیرالدین محمود ابن التمش نے دلی کے تخت پر جلوس کیا۔

نصیرالدین محمود ابن التمش

یہ شخص سنہ ۱۲۴۶ع مین دہلی کا بادشاہ ہوا پہلے صوبہ دار بنگالہ تھا اور چونکہ اوسکی سوتیلی مان نے بچپن سے اوسکو بڑی تکلیف مین رکھا تھا بلکہ ایک قید خانے مین ڈالدیا تھا جہان وہ اپنے ہاتھہ سے لکھکر صرف اوسکی مزدوری پر گذارا کیا کرتا تھا اس سبب سے اوسکے مزاج مین بہت ملایمت آگئی تھی جب وہ تخت نشین ہوا تو اوسنے اہل علم اور شعرا اور فضلا کی بڑی قدر کی اور اپنے بہنوئی بلبن کو وزیر بنایا بلبن بڑا دانا اور عقلمند شخص تھا اُسنے انتظام سلطنت کا خوب طرح پر کیا اور جو راجہ خود سر ہوگئی تھی

غیاث الدین بلبن

شاہ نصیر الدین محمود کے انتقال کے بعد اوسکا وزیر بلبن بادشاہ ہوا
جسکی منصفی اور دانائی کی شہرت نے ایران اور تاتار کے بادشاہوں کے
دلون مین بھی آرزوی وفاق پیدا کی مگر یہ الزام مورخون کا اسپر ہی کہ باوجود
اس فہم و کیاست کے اسنے اپنے بھتیجے شیر خان بہادر کو جو ریاست کا
بڑا رکن تھا کسی تدبیر سے مروا ڈالا اس بادشاہ نے سب وسا اور سرداروں کے
مزاج سے جلد آگاہی پیدا کرکے جنکو چالاک اور مستعد پایا اونھین کو بڑے
بڑے عہدے دیے اور اوسنے یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ بڑا عہدہ کسی
ہندو کو نہ دیتا تھا اوسوقت مین سلطنت دہلی کی بڑی عزت اور شوکت تھی
اور بڑے بڑے فاضل اس جگہ جمع تھے جسقدر کہ غیاث الدین بلبن
کی سواری مین شان و شوکت ہوتی تھی سابق مین کسی بادشاہ کی
سواری اسطور سے نہ نکلتی تھی اور نہ ایسی کثرت اور عظمت سے مکانات
تعمیر ہوتے تھے جیسے اسکی عملداری مین ہوے اور تعمیل آئین مین
وہ بہت احتیاط رکھتا تھا اور اپنے حکام ماتحت کی تعمیل قانون کا
نگران رہتا تھا۔

۶۷۹ء مین طغرل خان نے جسکو بنگالہ کی حکومت سپرد کی گئی تھی سرکشی
کی بادشاہ نے اوسپر دوبار فوج بھیجی دونون دفعہ شکست کھائی آخر کو

اور میری اونگلیون مین پھپھولی پڑگئے ہین اگر ایک کنیز واسطے کھانا پکانے کے عنایت ہو تو عین کرم ہے بادشاہ یہ بات سنکر رنجیدہ ہوا اور بولا کہ یہ ملک خداتعالی کی ودیعت ہے عیش و عشرت کیواسطے نہین ہے اگر اسمین تصرف بیجا کرون تو قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دونگا تمکو چاہیے کہ بدستور اپنے کاروبار مین مصروف رہو نقل ہے کہ ایک روز ایک امیر اس بادشاہ کی ملازمت کو آیا اور اسکے ہاتھ کی لکھی ہوی قرآن کو دیکھنے لگا اسمین ایک لفظ فی مکرر لکھا ہوا تھا اوسے دیکھکر بادشاہ کیطرف اشارہ کیا کہ یہ غلط ہے بادشاہ نے اوسیوقت ایک حلقہ سیاہی کا اوسکی گرد کھینچدیا حالانکہ وہ لفظ غلط نہ تھا جب وہ امیر رخصت ہوکر چلا گیا اوس دائرے کو وہانسے چھیل ڈالا کسی امیر گستاخ نے عرض کی کہ حضور نے پہلے اسکے گرد حلقہ کھینچا اور اب چھیل ڈالا اسکا کیا باعث ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ مین جانتا تھا کہ حقیقت مین یہ لفظ صحیح ہے لیکن اوسکے روبرو جو ایسا نکرتا تو وہ رنجیدہ خاطر ہوتا اس بادشاہ نے سنہ ۱۲۶۶ع مین ایک مدت سلطنت کرکے کسی عارضے سے وفات پائی۔ اور اس حادثہ عظیم سے سب نوکر اور اراکین سلطنت نہایت مغموم ہوئے نیکی اور بھلائی اس بادشاہ کی ہندوستان مین یادگار ہے۔

کھو گیا جو کہ پہلے سے اوسکی کمین مین بیٹھے تھے اور بسبب زیادتی لشکر اعدا اسکے مارا گیا شاہ بلبن کی عمر اوسوقت اسی برس کی تھی ایسے لئیق اور فائق بیٹے کے مارے جانے کی خبر سنکر بہت مضمحل ہو گیا یہانتک کہ اسی غمسے پژمردہ ہو کر ۱۲۸۶ء مین مر گیا۔

کیقباد

شاہ بلبن کے مرنے کے بعد ۱۲۸۶ء مین روسا دہلی نے کیقباد ابن قراخان کو تخت پر بٹھا دیا کیقباد نے بادشاہ ہوتے ہی عیاشی پر کمر باندھی اور کاروبار سلطنت کا نظام الدین وزیر کے سپرد کیا یہ وزیر نمکحرام دل مین یہ منصوبہ کیے ہوئے تھا کہ اس بے شعور اور نو عمر بادشاہ سے عوام الناس کو متنفر کروا دے اور آپ بادشاہ ہو جاوے قراخان ابن بلبن نے یہ سب خبر دربار شاہی کی پاکر اپنے اس بے تمیز بیٹے کو لئی بار لکھا پر اوسکا اثر کچھ نہوا تب لاچار ہو کر اوسنے فوج ہمراہ لی اور دہلی کو کوچ کیا اس نا عاقبت اندیش کیقباد ابن قراخان نے اپنے باپ سے لڑنے کیواسطے بھی حسب فہمایش اپنے وزیر کے فوج جمع کی اور بارادہ جنگ دونون فوجون کا مقابلہ گھاگرا دریا پر ہوا قراخان نے جانا کہ لڑائی کچھ اسلیے ایک محبت آمیز خط اس نا خلف بیٹے کے نام لکھا اور اوسمین یہ مضمون بھیجا کہ لڑائی سے پہلے ایک دفعہ ملاقات کا ہونا ضرور ہے وہ خط

خود معرکہ آرائی کا ارادہ کیا طغرل خان اپنی فوج لیکر اوڑیسہ مین گیا او
اگرچہ وہان فوج شاہی سنے اوسکا تعاقب کیا پر اوسکا کچھہ پتا نہ ملا ایک روز کا
ذکر ہے کہ ملک محی الدین نامی ایک سردار شاہی ہمراہی چالیس سوارون کے
چلا جاتا تھا اتفاقاً اسنے طغرل خان کی فوج دیکھی اونھین چالیس آدمیون کو
لیکر قلب لشکر مین طغرل خان کے عین خیمے کے مقابل جاکر للکارا کہ شاہ
بلبن کی فتح ہوئی اور جو شخص سامنے آیا اوسکو قتل کرنے لگا طغرل سنے خیال کیا
کہ شاید تمام فوج شاہی مجھپر آپونچی تن تنہا حواس باختہ ہوکر ایک گھوڑے پر
چڑھکر مہا ندی کیطرف بھاگا تاکہ ندی کے پار ہوکر جانبر ہو جاوے ملک محی الدین
سنے اوسکا تعاقب کیا اور دریا مین تیرتے ہوے اوسکے ایک تیر مارا اور
پانی مین کودکر اوسکا سر کاٹ لایا بلبن سنے اوسکو ایسی بے احتیاطی سے
دھاوا کرنے کی بابت بہت سرزنش کی پر انعام بہادری کا بھی بہت کچھہ دیا
اور طغرل خان مفسد کے خاندان کے ایک ایک آدمی کو قتل کیا یہانتک
کہ بیگناہ عورتون اور بچون کو بھی نہ چھوڑا اور اپنے بیٹے قراخان سنے نام
صوبہ داری بنگالہ کی مقرر کی اور تین برس کے بعد دہلی کو آیا اسی اثنا مین
مغلون سنے سندہ سے اوترکر ملتان پر قبضہ کر لیا بادشاہ بلبن کے بیٹے
محمد ابن بلبن سنے مغلون کو پھر نکالدیا پر بسبب اسکے کہ دشمنون کا تعاقب
اوسنے حد سے زیادہ کیا تھا اسلیے وہ ایک جنگل مین جاکر دو ہزار سوار مین

فہرست وخلاصہ حالات بادشاہان خاندان خلجیان متعلق باب پنجم واقعات ہند

نمبر	نام	خطاب	سنہ جلوس عیسوی	کیفیت وفات	سنہ وفات عیسوی	کیفیت
۱	جلال الدین فیروز خلجی	جلال الدین خلجی	۱۲ ۸	مارا گیا	۱۲۹۵	سمانی کا نائب ناظم تھا پٹھان سل[illegible] اور رحم دل تھا کیقباد کے لڑکے [illegible] اسنے قتل کیا دکھن کو فتح کیا
۲	علاؤالدین خلجی	علاؤالدین	۱۲۹۵	اپنی موت سے مرا	۱۳۱۶	نمبر ۱ کا بھتیجا تھا نہایت عظیم الشان پادشاہ ہوا گجرات فتح کیا سومنات برابر مسجد بنوائی۔ وہاں سے [illegible] اور کافور کو لایا۔ مغلوں سے لڑائی ہوئی تلنگانہ پر فوج کشی کی چتور پر رانی پدمنی کیواسطے حملہ کیا۔
۳	قطب الدین مبارک شاہ	مبارک شاہ خلجی	۱۳۱۶	مارا گیا	۱۳۲۰	نمبر ۲ کا بیٹا تھا نہایت عیاش [illegible] تھا جن سرداروں نے اوسی تخت پر بٹھایا اونھیں لوگوں نے قتل کرنا شروع کیا کمینوں کو عہدے دیئے گجرات گیا اور [illegible] تسخیر کیا۔

بڑھکر کیقباد کے دل پر اثر ہوا اور چاہا کہ باپ سے ملون پر اوس وزیر کی
شرارت سے یہ پیغام بھیجا کہ مجھکو بادشاہ ہند سمجھکر اول ملاقات مین خود
آکر حاضر ہو قراخان نے یہ سمجھکر کہ موقع ملاقات کا ہاتھ سے نجاوے
منظور کیا چنانچہ کیقباد تخت پر بیٹھا اور حکم ہوا کہ قراخان تین دفعہ آداب
شاہی بجالاوے اور نقیب نے بآواز بلند پکار کر کہا کہ قراخان
جہان پناہ کے حضور مین التجا لیکر حاضر ہوا ہے یہ بیعزتی دیکھکر قراخان
آنسو بھر لایا کیقباد بھی یہ حالت نہ دیکھہ سکا تخت سے اوترکر باپ سے
بغلگیر ہوکر ملا اور باپ کو تخت پر بٹھاکر اوسکے سامنے مجرا کیا پھر باپ اور
بیٹے مین صفائی ہوگئی بیس دن تک متواتر بخوشی ملاقات رہی قراخان نے
اپنے اس فرزند ارجمند کو بروقت رخصت بہت نصیحت کی پر وہ عقل کا
دشمن جب دہلی مین آیا پھر سب نصیحت باپ کی بھول گیا اور عیش و عشرت مین
مصروف ہوا اور انجام کار اوسکو فالج ہوگیا اوسوقت دربار مین کئی فریق ہو گئے
مغل تو طرفدار کیقباد کے تھے اور قوم خلجی اپنی قوم سے کسی آدمی کو بادشاہ بنانے کا ارادہ
رکھتی تھی اسلیے دونون فرقون کی فوج متقابل ہوئی خلجیون نے مغلونکو ہٹاکر جلال الدین
فیروز کو بادشاہ بنا لیا اور چند آدمیونکو محل مین بھیجا اونھون نے وہان جاکر کیقباد بادشاہ
کو سونٹون سے مار کر اوسکا بھیجا نکال ڈالا اور اوسکی لاش کھڑکی کی راہ دریاے جمنا مین
ڈالدی اوسکے مرنے پر خاندان غوری تمام ہوا یہ بادشاہ ٦٨٩ھ مین مارا گیا۔

اس بات پر اوسکو آمادہ کیا کہ علاؤالدین سے وہ دولت لے لیوے
بعد مشورہ مشیران شاہی کے یہ صلاح ٹھہری کہ جب تک علاؤالدین سرکشی
نہ کرے تب تک خاموش رہنا مناسب ہے علاؤالدین کو خوب طرح سے معلوم تھا
کہ اوسکے دشمن دربار مین بہت ہین اسلیے اوسنے ارادہ کیا کہ کسیطرح بادشاہ کو
قید کرون اسلیے اپنے بھائی الماس بیگ کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجا کہ
وہ جاکر بادشاہ کو فریب دے اور مقام قرا پر کسیطرح لے آوے چنانچہ
اوسنے جاکر عرض کی کہ اگر حضور وہ دولت جو علاؤالدین لوٹ کر لایا ہے
لینا چاہتے ہین تو مقام قرا پر اوس سے ملاقات کرین جب بادشاہ مع
فوج شاہی مقام مقرر پر پہونچا تو علاؤالدین اوسکے استقبال کے واسطے
شہر کے باہر نکلا اور بھائی سے کہا کہ بادشاہ کو سمجھا دوے کہ ملاقات کے
وقت بسبب ہجوم اور بھیڑ بھاڑ آدمیون کی اپنے ہمراہ نہ لادین چنانچہ بادشاہ
نے ایسا ہی کیا علاؤالدین کے لشکر نے بادشاہ کو فوراً گھیر کر قتل کر ڈالا
اور اوسکا سر کاٹ کر ایک برچھی پر رکھکر ساری فوج مین پھرایا سنہ ۱۲۹۵ع
مین یہ واقعہ ہوا اور کل سات برس اوسنے بادشاہت کی۔

علاؤالدین

علاؤالدین اپنے چچا فیروز کو قتل کرکے دہلی کیطرف گیا اور شاہ مقتول
کے لڑکے کو خارج کرکے سنہ ۱۲۹۵ع مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا ہو

باب پنجم سلطنت خلجیان

۱۲۸۸ء سے ۱۳۲۱ء تک

ستر برس کی عمر مین جلال الدین فیروز خلجی تخت ہند پر ۱۲۸۸ء مین
متمکن ہوا یہ شخص خاندان خلجی کا اول بادشاہ ہے جبکہ وہ تخت سلطنت
مستقل ہوا اوسیوقت اوسنے کیقباد کے بیٹے کو جو ابھی تک صغیر سن تھا
قتل کروا ڈالا صرف یہی ایک خون ناحق اوسنے اپنی زندگی مین کیا پھر کسیکو
نہین مارا اور نہایت رحم اور انصاف اور شفقت سے رعایا کے ساتھ اوس نے
سلوک کیا ۱۲۹۴ء مین دکھن کو فتح کیا اور علاؤالدین نے جو کہ اس بادشاہ کا
بھتیجا تھا اجازت شاہی حاصل کر کے جنوب کے راجاؤن پر چڑھائی کی
اور تھوڑا عرصہ ہوا کہ یہ پہونچکر فوج برجستہ تیار کی اور دریای نربدا کے پار ہوکر دیوگڈہ یعنی
دولت آباد کے راجہ سے مقابلہ کیا راجہ دیول شہر کے باہر آکر جنگ آزما ہوا
علاؤالدین کی فتح ہوئی راجہ نے شکست پائی شہر مین علاؤالدین کی فوج نے
گھسکر تمام شہر کو لوٹ لیا کہتے ہین کہ بارہ من سے زیادہ موتی الماس لعل
زمرد اور یاقوت اور چاندی سونا علاؤالدین کے ہاتھ لگا یہ سب دولت لیکر
اوسنے اپنے گھر کو مراجعت کی جلال الدین فیروز کو جب یہ خبر پہونچی کہ اوسکے
بھتیجے علاؤالدین نے دیوگڈہ کو فتح کر لیا اور وہان سے اسقدر مال و دولت
لایا ہے کہ کسی بادشاہ سابق کے پاس بھی اسقدر دولت نہ تھی طمع نے

فتور برپا ہے تمام قطعات ہند کے مفتوح نہین ہو سکے ہین جس ملک پر
قبضہ ہوا اوسکو قابو مین رکھنا بہت ہے اوسنے تھوڑی ہی مدت مین
استعداد علمی بھی پیدا کی اور لکھنا پڑھنا خوب سیکھا یہانتک کہ مشکل کتابین
پڑھ لیتا تھا اور معنی خوب طرح بیان کرسکتا تھا ایک وزرا اوسنے وزرا کو
جمع کرکے ملک کی بے انتظامی کی وجہ پوچھی اونھون نے عرض کی کہ
بادشاہ کی شراب خواری سے اور امرا کی آپسمین شادی کرنے سے اور فوج کو
تنخواہ زیادہ ملنے سے اور نرخ غلے کا یکسان نہونے کے سبب سے یہ فتور
برپا ہو رہے ہین اوس روز سے اوسنے شراب کا پینا چھوڑدیا اور حکم دیا
کہ کوئی امیر شراب نپیے چنانچہ سب نے شراب کی بوتلین گلیون مین پھینکدین
ہر ایک گلی سے ندی شراب کی بہنے لگی اور حکم دیا کہ بدون حکم شاہی کے
امرا آپسمین شادی نکرنے پاوین اور مال برابر کرنے کی فکر مین اوسنے
ارادہ کیا کہ تمام رعیت کو مفلس کردے اور غلے کا نرخ اپنی مرضی کے
موافق مقرر کردیا اوسوقت اوسکی فوج مین چار لاکھ پچھتر ہزار سوار تھے
سنہ ۱۳۰۳ء مین اوسنے براہ بنگالہ تلنگانہ پر فوج کشی کی مگر چتور پر
خود حملہ آور ہوا اور یہ دوسرا حملہ چتور پر تھا پہلی دفعہ ایک حملہ بدنیتی
کے واسطے کیا تھا کہ بھیم راجہ چتور کی بی بی نہایت حسین اور صاحب جمال
تھی چنانچہ اوسنے شہر کا محاصرہ کیا اور راجہ کو پیغام دیا کہ اگر اپنی بی بی کو

امرا اور رعایا کے دلسے اس گناہ کے بھلانیکیواسطے رعایا کو
سیر و تماشے سے بہلایا اور امرا کے درجے بڑھائے یہ شخص اپنے
وقت مین مغرب کیطرف مغلون سے اور دکھن کیطرف راجاؤن سے
ہمیشہ لڑتا رہا گجرات فتح کیا اجمیر کو لوٹا سومنات کے برابر ایک مسجد
بنائی بدہ کی مورت پھکوادی اور اصلی باشندون کی کتابین جلوادین
وہان کے راجہ کی رانی کملادیوی جو کہ اسوقت حسن مین بے نظیر تھی اور
ایک غلام خوبصورت مسمی کافور دونون علاؤالدین کے ہاتھ آئی کملادیوی
کو گھر مین داخل کیا اور کافور کو بڑا عہدہ دیا اس بادشاہ کے عہد مین
مغلون سے ایک بڑی کڑی لڑائی ہوئی جنھون نے سندہ سے لیکر دہلی تک کے
ملک غارت کرکے دہلی کو آکر محاصرہ کرلیا تھا اس لڑائی مین اوسنے فتح پائی
اگرچہ علاءالدین ایک ناخواندہ بادشاہ تھا اور اوسکو لکھنا پڑھنا نہ آتا تھا
مگر باوجود اس جہالت کے اوسنے ارادہ کیا تھا کہ ایک نیا مذہب
ہندوستان مین ایسا قائم کرے جسمین ہندو اور مسلمان دونون شریک
ہوکر عبادت کرسکین لیکن اس ارادے سے اوسکے وزیرون اور قاضیون
نے اوسکو باز رکھا دوسرے یہ خیال اوسکے دماغ مین سمایا تھا کہ ہندوستان
مین ایک نائب سلطنت مقرر کرکے آپ دنیا کے اور ملکون کو فتح کرنیکو جاوے
یہ بات بھی اوسکے دلسے بطور بر دفع کی گئی کہ ابھی تک سلطنت ہند مین

چند بہادرون کے باہر دروازے کے نکلکر لڑا اور جوان مردانگی دیکر
مارا گیا بادشاہ نے شہر مین گھسکر وہ چتا دیکھی جسمین پدمنی جلکر مری تھی
افسوس کیا اور عمارات بلند اور مندر سب منہدم کراکے مسمار کر دیے اسی
اثنا مین خبر آئی کہ مغلون نے ملک پنجاب کو لوٹکر دہلی تک تاخت و تاراج
کر دیا وہان سے آکر سنہ ۱۳۰۶ع مین مغلون کو شکست دیکے دریای سندھ کے
پار بھگا دیا اور جسقدر قیدی پکڑے تھے انکے سر کاٹکر انکی کھوپڑیون سے
مینار دہلی مین بنائے اور عورتون اور لڑکیون کو فروخت کر ڈالا اور چونکہ
دیوگڈھ یعنی دولت آباد کے راجہ نے خراج کے دینے مین دیر کی تھی
اسواسطے اوسپر فوج روانہ کی اوس فوج کا سردار ملک کافور تھا اوسنے
دیول دیوی کو جو کملا دیوی کی بیٹی اول خاوند ہندو سے تھی پکڑ لیا
یہ لڑکی اب جوان ہو گئی تھی اور خوبصورتی مین اپنی مان کے برابر تھی
جب وہ دہلی مین آئی بادشاہ کے بیٹے نے اوس سے شادی کی کافور
راجہ کو پکڑ لایا اور باقرار اطاعت اسکو ملک عطا کیا کافور نے تلنگانہ
بھی فتح کیا اور لوٹ کا بہت سا مال لیکر دہلی کو مراجعت کی بادشاہ نے
کافور کو پھر دکھن کی طرف روانہ کیا تاکہ سلطنت اسلام کو پھیلائے چنانچہ
سمندر کے کنارے تک وہ گیا اور راہ مین کرناٹک کے ملک کو غارت کیا
اور مندرون مین سے تمام سونے کی مورتین لوٹ لین سمندر کے کنارے

ویدیوے تو محاصرہ اوٹھہ جانے پر اُسنے یہ درخوہست منظور نہ کی تب اوسنے یہ درخوہست کی کہ صرف ایکدفعہ اوسکا جمال مجکو دکھلادے اسکو راجہ نے تسلیم کیا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ علاؤالدین نے مع چند آدمیون کے شہر مین گھسکر ایک آئینے کے عکس مین اوسکی صورت دیکھی اور راجہ کو اپنے ہمراہ لیتا آیا اور دغا کر کے راجہ کو پکڑ لیا اور حکم دیا کہ اگر تو پدمنی ندیگا تو رہائی نہوگی اوسکی بی بی نے یہ خبر پاکر بادشاہ کو لکھا کہ مین اس شرط سے تمہارے پاس آتی ہون کہ سات سو ڈولیان میرے ہمراہ میری سہیلیون کی آوینگی اوس ناعاقبت اندیش عاشق نے منظور کیا اوسنے سپاہی ڈولیون مین بٹھلاکر شاہی لشکر مین بھیجدیے سپاہیون نے آکر راجہ کو ایک ڈولی مین بٹھلاکر لشکر سے باہر نکالدیا اور راجہ تیزرو گھوڑے پر سوار ہو کے چتور مین جا پہونچا یہان سپاہیون نے کشت و خون شروع کیا علاؤالدین نے پھر جاکر چتور کو گھیر لیا پر فتح نہ کرسکا ناکام پھر آیا۔

سنہ۱۳۰۳ع مین پھر محاصرہ چتور کا بادشاہ نے کیا اس حملے مین تمام بیٹے راجہ کے کام آئے صرف ایک بیٹا جسکو راجہ نے خود حکم دیا تھا کہ وہ بھاگ جاوے تاکہ اوس سے نسل اوسکی قائم رہے بچا تھا جب کوئی صورت بچنے کی نرہی تب شہر کے عمدہ خاندان کی عورتون نے لکڑیان جمع کر کے آگ لگادی اور اوسمین مع پدمنی کے گر کے جل گئین جب

صغیر سن تھا اس خیال سے تخت پر بٹھایا کہ وہ لڑکا برائے نام بادشاہ رہے اور کافور خود حکومت کرے مگر پینتیس دن کے اندر ہی امیرون نے اُسکو قتل کرڈالا اور مبارک خلجی کو جو علاؤ الدین کا ایک ہی بیٹا تھا ۱۳۱۶ء مین تخت پر بٹھایا اس نامبارک بادشاہ نے تخت پر بیٹھتے ہی اونھین سردارون کو جنھون نے اوسکو تخت پر بٹھایا تھا قتل کرنا شروع کیا اور نہایت نالائق اور کمینون کو عہدے اور درجے دینے لگا اور بعضے سخت قانون جو اُسکے باپ کے مقرر کیے ہوے تھے اُنکو منسوخ کیا اور بعضے اچھے آئین بھی رد کر دیے گجرات کو دوبارہ اپنے تابع کیا اور دکھن مین حملے کیے اور فتح پائی ملیبار کو اوسنے فتح کیا کم بختی جو آئی تو اوسنے ملک خسرو کو جو دلمین ارادہ خود بادشاہ ہونے کا رکھتا تھا اپنا مصاحب اور مشیر بنایا اوسنے بادشاہ کو لہو ولعب اور عیاشی اور حرامکاری مین بہت مشغول کیا یہانتک کہ وہ بدنام ہوگیا اُسوقت ملک خسرو نے بادشاہ کو مروا ڈالا اور خاندان خلجی کا خاتمہ کر دیا ۱۳۲۱ء مین مبارک ملا گیا کل چار برس کے قریب اوسنے بادشاہت کی۔

اوسنے ایک مسجد بنائی اور بہت خزانہ لوٹ کر دہلی مین لایا بادشاہ نے
یہ روپیہ عالمون اور سردارون اور مساکین کو تقسیم کر دیا اور پچاس ہزار
سے زیادہ مغلون کو جو مسلمان ہتے قتل کرایا باوجود ایسی تعدی اور
ظلم کے اس بادشاہ کے وقت مین ملک ایسا آباد ہتا کہ پہلے کبھی ہوا تھا
اور تمام قلمرو خصوصاً دہلی مین نہایت عالیشان محل مسجدین حمام قلعے
اور مدرسے بنتے چلے جاتے ہتے۔

جبکہ علاؤ الدین کو اوج حاصل ہوا تو عیاش ہو گیا اور کافور کی نیت مین
فساد آگیا اور اوسنے چاہا کہ ملک لے لے وہ سب سردارون مین ممتاز
سردار تھا جبکہ بادشاہ کم روز ہوا ملک مین جا بجا شرکشی ہوئی اس غم سے
اسکی بیماری بڑھتی گئی چنانچہ ۱۳۱۶ع مین بیس برس سلطنت کر کے
مر گیا بعضے یہ کہتے ہین کہ کافور نے اسکو زہر دیکر مار ڈالا یہ بادشاہ
سب مسلمان بادشاہون مین جو اس سے پہلے گذرے ہتے بڑا زور آور
اور بہت ور اور اولو العزم تھا سکندر ثانی جو اُسنے اپنا لقب
سکے مین ڈالا تھا بیوجہ نہ تھا۔

مبارک

کافور نے سلطان علاؤ الدین کے انتقال کے بعد اوسکے دو بڑے
بیٹون کی آنکھین نکلوا ڈالین اور سب سے چھوٹے بیٹے کو جسکی عمر

باب ششم خاندان تغلق

سنہ ۱۳۲۱ عیسوی سے سنہ ۱۴۱۲ء تک

غیاث الدین تغلق

ملک خسرو جب شاہ مبارک کو مارکر تخت پر بیٹھ گیا تو امرا اور رعیت اسکے ظلم سے ناراض تھے ابھی اوسکو ایک سال بھی نگذرا تھا کہ غازی بیگ تغلق جو صوبہ دار ملتان تھا ایک بڑی فوج لیکر دہلی پر آیا اور خسرو کو قتل کر کے تخت دہلی پر امرا کی رضامندی سے جلوس فرما ہوا تغلق اصل مین بلبن کا ایک غلام تھا ترقی پاکر ملتان کا صوبہ دار ہوگیا تھا اسنے سلطنت کو کاروبار کو بہت عقل و انتظام سے انجام دیا سنہ ۱۳۲۱ء مین وہ بادشاہ ہوا اور اپنا خطاب غیاث الدین تغلق مقرر کیا اور اپنے بیٹے الف خان کو اپنا ولیعہد ٹھہرایا اس بادشاہ نے سوداگری کو تقویت دی اہل علم کو اپنے دربار مین جمع کیا الف خان نے اوسکے حکم سے تلنگانہ پر فوج کشی کی اور ورنگل کو فتح کیا اور ہزارہا ہندون کو قتل کیا اور وہان کے راجہ کو مع اوس کے قبیلے کے پکڑکر دہلی کو روانہ کیا اور غیاث الدین نے بنگالے کے صوبہ کو زیر کیا مگر بروقت بازگشت کے افغان پور مین اپنے فرزند الف خان سے ملا اوسنے اپنے باپ کی ملاقات کیواسطے تین دن کے عرصے مین ایک چوبی محل تیار کیا باپ نے بیٹے سے اوسی محل مین ملاقات کی لیکن دعوت

فہرست بادشاہان خاندان تغلق متعلق باب ششم حصہ دوم واقعات ہند

نمبر	نام	لقب	سنہ جلوس	کیفیت موت	سنہ انتقال	کیفیت
۱	غیاث الدین تغلق		۱۳۲۱	مکان میں دب کر مر گیا	۱۳۲۵	پہلے پنجاب کا صوبہ دار تھا پھر بادشاہ ہوا سوداگری کو تقویت دی ورنگول کو فتح کیا بنگالہ کے صوبہ دار کو زیر کیا بمقام افغان پور اپنے لڑکے الف خان سے چوبی محل میں ملاقات کی اوس میں دب کر مر گیا۔
۲	محمد تغلق	الف خان	۱۳۲۵	اپنی موت سے مرا	۱۳۵۱	نمبر ۱ کا بڑا بیٹا تھا بڑا بادشاہ فیاض و عالم و بلند اقبال تھا لیکن بے انصاف و کم فہم تھا دولت آباد بسانا چاہا۔
۳	فیروز تغلق	فیروز شاہ	۱۳۵۱	ایضاً	۱۳۸۸	نمبر ۱ کا چچازاد بھائی تھا بہت اچھا نیکنام بادشاہ تھا جسنے بہت سی نہریں اپنے ملک میں کھدوائیں ملک دکن اور بنگالہ اسکے قبضے سے نکل گئی اکثر عمارتیں بنوائیں
۴	غیاث الدین تغلق ثانی	·	۱۳۸۸	مارا گیا	۱۳۸۹	نمبر ۳ کا پوتا تھا۔
۵	ابوبکر تغلق	·	۱۳۸۹	·	·	نمبر ۳ کا پوتا تھا سال بھر کے اندر قید ہو گیا
۶	ناصر الدین محمد تغلق	ناصر الدین تغلق	۱۳۸۹	اپنی موت سے مرا	۱۳۹۲	نمبر ۳ کا بیٹا تھا۔
۷	ہمایوں تغلق سکندر شاہ	سکندر شاہ تغلق	۱۳۹۲	ایضاً	ایضاً	نمبر ۶ کا بیٹا تھا۔
۸	محمود الدین محمود شاہ	سلطان محمود تغلق	۱۳۹۴	ایضاً	۱۴۱۲	نمبر ۶ کا بیٹا تھا اسکے وقت میں امیر تیمور دہلی آیا

تنگ آ گئی اور سب راجہ اور صوبے بگڑ گئے دیوگڈہ جسکا نام اوسنے دولت آباد
رکھا تھا اوسکو پسند آیا اور اوسنے چاہا کہ دہلی کو ویران کرکر اوسکو بساوُن
اسیلیے اوسنے حکم دیا کہ سکنای دہلی دولت آباد مین جاکر بسین چنانچہ لوگ
جبراً وہان بسائے گئے اور دہلی ویران کی گئی ہزارون آدمی قحط اور مفلسی کے
باعث سے اوسکے عہد مین ہلاک ہوے اوسنے حکم دیا کہ بڑے بڑے
درخت جڑ سمیت اوکھاڑ کر دولت آباد کی سڑک پر لگائے جاوین ایک دفعہ
اوسنے قنوج پر حملہ کیا اور شہر کے آس پاس کے لوگون کو بے قصور قتل کر ڈالا
ایک دفعہ اوسکا ایک دانت ٹوٹ گیا تھا اوسکو تجمل شاہانہ ایک جگہ دفن
کروایا اور ایک عمدہ قبر اس دانت کی بنوادی ملتان اور تلنگانہ اور بنگالہ اور
صوبہ اودہ کوکا اوس سے منحرف تھے اور پنجاب کی قوم گکرون کو اوسنے
مغلوب کیا مگر ملک مین غدر اور بے امنی اور بے انتظامی بکثرت تھی آخر اپنی
کسی عارضہ مین مبتلا ہوکر سنہ ۱۳۵۱ع مین ستائیس برس سلطنت کرکے مر گیا۔

فیروز شاہ

سلطان محمد شاہ کے انتقال کے بعد اوسکا بھتیجا فیروز شاہ سنہ ۱۳۵۱ع مین
بادشاہ ہوا اگرچہ یہ بادشاہ عاقل اور عادل تھا لیکن اسقدر قابلیت اوسمین
نہ تھی کہ محمد شاہ کے عہد مین جو پریشانی اور ابتری ہوگئی تھی اوسکا انتظام
کرتا اور سلطنت کو مستحکم کرکے رونق دیتا یا اون ملکون کو جو اوسکے

دکھائی پر جسوقت اوس محل سے بیٹا رخصت ہوگیا وہ محل فوراً بادشاہ پر
گر پڑا اور بادشاہ مع اپنے رفقا کے دب کر ۱۳۲۵ء مین مرگیا اس واردات سے
بعضے مورخ گمان کرتے ہین کہ الف خان نے اس فریب سے اپنے والد کو آپ
ارا تھا اوسنے صرف چار برس سلطنت کی۔

سلطان محمد عرف الف یا الغ خان

غیاث الدین تغلق کے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا سلطان محمد ۱۳۲۵ء مین
تخت نشین ہوا اسمین مختلف صفتین جمع تھین پر اون سب پر دیوانہ پن
غالب تھا اور علم بھی پڑھا ہوا تھا علم کی ترقی بہت چاہتا تھا اور شجاعت
مین بھی حد سے زیادہ تھا ماسوا اسکے اپنے بزرگون سے زیادہ وہمی اور
ظالم اور بیرحم بھی تھا اسکے وقت مین ہر ایک ہفتے مین ایک دو امیر
مارے جاتے تھے اکثر صوبون پر جو اوسکی بے انتظامی اور ظلم سے منحرف
ہوگئے تھے فتحیاب ہوا مگر طمع کے سبب سے اوسکا ملک سرسبز نہوا جبکہ
نربدا اور کرشنا کا ملک فتح کر چکا لاکھ سوار کوہ ہمالہ کی راہ سے چین پر
اس ہوس سے اوسنے روانہ کیے کہ وہان دولت بہت ہے پر اوسکا یہ
نتیجہ ہوا کہ چند آدمی پھر کر آئے اور باقی سب پہاڑ مین مارے گئے اور جو
لوگ پھر کر آئے تھے اونکو بادشاہ نے مار ڈالا جب ایسی بیہودہ مضمون مین
زر خطیر صرف ہوگیا تب خراج کی توفیر مین کوشش کی اس سبب سے تمام رعایا

لکھتا ہون جو کہ ان سب کے بعد ۱۳۹۴ء مین تخت پر بیٹھا یہ شخص فیروز شاہ کا
پروتا تھا اس بادشاہ کے سن جلوس سے تیس برس پیشتر اقلیم فارس مین
ایسی ابتری واقع ہوئی تھی کہ وہان کا ہر ایک صوبہ منحرف ہوگیا تھا اور
سمرقند اور یا ورا النہر اور خراسان اور کابل اور قندھار کے اکثر حاکم باہم نزاع
کرتے چلے آتے تھے اوسوقت مین ملک تاتار اور چین کی بادشاہت بھی
ضعیف ہوگئی تھی اور قریب تھا کہ سلطنت ہند بھی تباہ ہوجاوے غرضکہ
ایشیا کے تمام ملکون مین غدر مچا ہوا تھا اوسی زمانے مین امیر تیمور نے
ہندوستان پر چڑھائی کی۔

تیمور

تیمور جو ایشیا مین بڑا نامی بادشاہ ہوا ہے اگرچہ کسیطرح کا حق یا دعوی
ہندوستان پر نہ رکھتا تھا مگر چونکہ اس ملک کے فتح کرنے کی اوسکو خواہش
تھی اور ہندوستان کی بدانتظامی کے سبب سے اوسکو یقین تھا کہ مین
کامیاب ہونگا اسلیے قبل اپنی روانگی کے اوسنے پیر محمد اپنے پوتے کو
مع فوج کے ہندوستان کو روانہ کیا اور خود ۱۳۹۸ء مین سمرقند سے
کوچ کرکے دریای سندھ پر آیا اور جس جگہ سے سکندر اوترا تھا اوسی
جگہ سے وہ بھی دریای مذکور پر پایاب اوترکر ملتان کو جہان اوسکا پوتہ
پیر محمد قابض و متصرف ہوچکا تھا پونہچا اور وہان سے اوسکی فوج

قبضے سے نکل گئے تھے پھر از سر نو مطیع کر لیتا چنانچہ ملک دکن مین ایک شخص حسن نامے خودسر ہوکر بادشاہ بن گیا اور کئی سو برس تک اوسکے خاندان مین علی الاتصال سلطنت قائم رہی اور ملک بنگالہ بھی فیروزشاہ ہاتھ سے نکل گیا مگر جسقدر صوبجات اوسکے ماتحت رہے اونکا انتظام اوسنے خوب کیا اور اتنے ہی ملک کو اوسنے رونق بخشی بہت قسم کے محصول جو خالی از ظلم نہ تھے اوسنے معاف کیے اور خراج مین بھی تخفیف کی علاوہ ازین ترقی زراعت اور فائدۂ عوام کیواسطے ۳۰ نہرین اور ایک سو پل اور ۴۰ مسجدین اور ۳۰ مدرسے وغیرہ تعمیر کیے یہ بادشاہ دہلی کے بڑے نیکنام بادشاہون مین شمار کیا جاتا ہے آخر سنہ ۱۳۸۸ع مین سن رسیدہ ہوکر اپنی قضا سے اوسنے انتقال کیا اور اڑتیس برس سلطنت کی۔

سلطان محمود

فیروزشاہ کے انتقال کے بعد تخت نشینی کی بابت بڑا فساد ہوا چار بادشاہ پی در پی تخت پر بیٹھے چنانچہ سلطان محمد غیاث الدین تغلق ثانی سنہ ۱۳۸۸ع مین اور ابوبکر سنہ ۱۳۸۹ع مین اور ناصر الدین محمد تغلق ثالث سنہ ۱۳۹۰ع مین ہمایون سنہ ۱۳۹۴ع مین بادشاہ ہوے چونکہ ان سبکے ایام سلطنت مین سوا فساد ملکی اور تنازع سلطنت اور بے انتظامی رعایا کے اور کوئی بڑا حادثہ یاد رکھنے کے لائق نہین ہے اسلئے ان سب کو چھوڑ کر سلطان محمود کا ذکر

عرصہ ہوگا اسلیے وہ یہ چال چلا کہ اوسنے حکم دیا کہ تھوڑے سپاہی شہر کی
مقابل ہین اور سوای اسکے اور علامتین اپنی کم زوری کی دانستہ محمود کو دکھلائین
چنانچہ وہ فریب مین آگیا اور یکبارگی تمام فوج لیکر اور بیشمار ہاتھیونکی صف
باندھکر شہر کے باہر آکر لڑنے کو تیار ہوا چونکہ امیر تیمور کی فوج آزمودہ کار تھی
اسلیے اوسنے فتح پائی اور ناتجربہ کار غل مچانے والی جماعت کو ایک لمحے مین
پراگندہ کردیا شاہ محمود مایوس ہوکر گجرات کیطرف اپنے اہل و عیال لیکر
بھاگ گیا اور شہر والون نے تیمور کی اطاعت قبول کی تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے
کہ تیمور کی سپاہ مین کسی نے شہر کے باشندون پر دست درازی کی تھی اسلیے
باشندونے جمع ہوکر چند سپاہی قتل کر ڈالے اسپر امیر تیمور نے اس شہر کو لوٹنے کا
حکم دیا اور نصف سے زیادہ شہر ہونک دیا ہندوؤن نے غیرت کرکے ستی ہوگئے
اور اپنے ہاتھ سے اپنی بیبیونکو قتل کرکے دشمنون پر حملہ کیا پر مغلون سے کچھ
پیشرفت نہ گئی تمام کوچون مین خون بہتا تھا اور تھوڑے عرصے کے بعد
صدہا باشندے شہر کے اسیر کرکے جلاوطن کیے گئے تیمور نے تخت
دہلی پر جلوس فرمایا اور اپنے تئین بادشاہ ہند مشہور کرکے پندرہ روز
دہلی مین رہ کر گنگا کیطرف کوچ کیا اور ہردوار پر پہونچا اور وہان سے
ہمالیہ پہاڑ کے نیچے نیچے وہان کے باشندون سے لڑتا ہوا لاہور مین آیا
یہان جو فساد ہو رہا تھا اوسکو فرو کرکے سندہ پار ہوکر سلطنت ۔۔۔

ہمراہ لیکر بڑا غلبہ پایا تیمور بجمعیت دس ہزار سوار آزمودہ کار کے بھٹنیر کیطرف
جو بیابان کے کنارے پر واقع ہے روانہ ہوا اور شہر کے دروازے پر
پہونچ گیا شہر کے اندر جو فوج تھی اوسنے دیکھا کہ تیمور کے ساتھ لشکر قلیل ہے
اسلیے دلیرانہ شہر کے باہر نکلکر لڑی لیکن تاب حملہ مغلیہ کی نہ لا کر پسپا ہوئی
اور شہر کو بھاگی تیمور کی فوج نے بھی برابر دھاوا کر کے شہر مین گھسکر اپنا
دخل کر لیا مگر قلعہ پر ابھی تک قبضہ نہوا تھا تیمور نے حکم دیا کہ وہ پانسو آدمی
جو اوسکے بھتیجے پیر محمد سے عناد رکھتے ہین قتل کیے جائین یہ حال دیکھکر
وہ ہندو جو قلعہ بھٹنیر پر قابض تھے آپ سے باہر ہوگئے اور شہر کو آگ
لگادی اور اپنے زن و فرزند کو اپنے ہاتھ سے آپ قتل کر کے فوج مغل پر
آن پڑے اگرچہ اونھون نے تیمور کے کئی ہزار آدمی قتل کیے پر اونمین سے
بھی ایک نہ بچا اس نقصان کو دیکھکر تیمور کا غضب بھڑک گیا حکم دیا کہ تمام
شہر مین قتل عام کیا جاوے بعد ازان تیمور تمام ملک کو ویران کرتا ہوا
سنہ ۱۳۹۸ عیسوی مین دہلی کو آیا چونکہ اوسکے ساتھ قیدی بہت تھے اوسکو
خوف ہوا کہ فوج پر حملہ نکرین اسلیے اونکو قتل کر ڈالا چنانچہ ایک لاکھ قیدی
اس جگہ مقتول ہوے سلطان محمود بادشاہ دہلی نے چالیس ہزار پیادے
اور دس ہزار سوار ہمراہ لیکر دروازے شہر کے بند کر لیے اور محصور ہوگیا
امیر تیمور نے یہ خیال کیا کہ اگر اس مستحکم الاساس شہر کا محاصرہ کرون تو بہت

فہرست بادشاہان خاندان سید متعلق باب ہفتم حصہ دوم واقعات ہند

نمبر	نام	عرفا	سنہ جلوس	کیفیت انجام	سنہ وفات	کیفیت
۱	سید خضر خان		۱۴۱۴	اپنی موت سے مرا	۱۴۲۱	پنجاب کا حاکم تھا انکا نام اس بادشاہ نے اپنا خطاب نہیں مشہور کیا نائب تیمور کہلاتا تھا۔ بڑی دانائی سے سلطنت کی۔
۲	سید معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ	سید مبارک شاہ	۱۴۲۱	مارا گیا	۱۴۳۳	نمبر ۱ کا بیٹا تھا بہت باغی صوبے اسنے زیر کیے سرور الملک اسکو وزیر نے اسے مروا ڈالا۔
۳	سید محمد شاہ		۱۴۳۳	اپنی موت سے مرا	۱۴۴۳	نمبر ۲ کا پوتا تھا سرور الملک کو اسنے مروا ڈالا بہلول لودی نے سلطنت کا دعوی کیا
۴	سید علاؤ الدین شاہ		۱۴۴۳	اپنی موت سے مرا	۱۴۵۰	سنہ ۱۴۵۰ع مین دہلی کی بادشاہت بہلول خان کے حوالے کرکے آپ بدایون کو چلا گیا۔

چڑھائی کی اور بخارا کو فتح کیا مدت تک وہ ملک اوسکا مطیع رہا
لیکن ہندوستان سے تیمور کے جانے کے بعد اوسکی حکومت
ہندوستان مین کچھہ یون ہی سی براے نام رہ گئی تھی سکہ اوسکے
نام کا بیشک جاری تھا راجا براے نام اوسکے مطیع تھے ہر ایک
صوبہ چند روز کے بعد خود سر ہوگیا شہر دہلی جو ویران ہوگیا تھا
پھر آباد ہونے لگا اور دست بدست ایک کے قبضے سے دوسرے کے
قبضے مین آیا محمود شاہ کا یہ حال تھا کہ کبھی ہوس بادشاہت سے
دست کش ہوکر تارک الدنیا بنتا تھا کبھی لقب شاہی بحال رکھنے کو
ساعی اور سرگرم حکومت ہوتا تھا یہانتک کہ سنہ ۱۴۱۲ء مین بیس برس
براے نام سلطنت کرکے وفات پائی اور خضر خان والی ملتان نے
تخت دہلی کا بطور نیابت تیمور کے حاصل کیا اوسوقت دہلی مین
آسایش کی صورت دکھلائی دی۔

اگر نسل اپنے والد کے دشمنون کے مقابلے سے فرصت نہ پائی یہ شخص
تدبیر جنگ اور انتظام مملکت مین ہوشیار تھا اس سبب سے بہت سے باغی
صوبون کو اوسنے زیر کیا اور اوسکے عدل سے رعیت نے آرام پایا
۱۴۳۵ء مین اسپنے نمکحرام وزیر سرور الملک کی سازش سے ناگہان
ایک مسجد مین نماز پڑھتے مین ہندؤن کے ہاتھ سے جنکو اوسنے کبھی
کچھ ایذا بھی ندی تھی مقتول ہوا۔

سیّد محمد شاہ

سرور الملک وزیر اعظم نمک حرام نے بادشاہ مبارک کے بیٹے محمد کو تخت پر
بٹھایا اور آپ اوسکا وزیر اعظم ہوا اور ہندو جو اوسکے دوست تھے
اونکو اوس وزیر نے بڑی بڑی خدمتین بخشین اور کالیخان کو اپنا نائب
مقرر کیا جبکہ سرکشون نے زور پکڑا اور کالیخان اونکی تبنیہ کیواسطے مامور ہوکر
اونکے مطیع کرنے کو گیا تو وہ خود اونسے ملکر دہلی پر مع باغیون کے چڑھ آیا
باغیون نے وزیر اعظم کے مرواڈالنے کی درخواست کی چنانچہ وزیر اعظم
سرور الملک حسب الحکم محمد شاہ کے مارا گیا بادشاہ نے گویا اپنے باپ
مبارک کا قصاص لیا اور سرکشون کی آتش عناد بجھ گئی اور کالیخان کی
بن آئی کہ وہ وزیر اعظم مقرر کیا گیا مگر بادشاہ نے اپنے تئین ایسے عیش و
آرام مین ڈالدیا تھا کہ روز بروز سلطنت مین ضعف آتا گیا یہان تک کہ

باب ہفتم خاندان سیدون کا

خضر خان

سیدون کے خاندان نے دہلی کے تخت پر صرف چھتیس برس یعنی ۱۴۱۴ع سے ۱۴۵۰ع تک سلطنت کی ہے اس خاندان مین سے دہلی کا پہلا بادشاہ سید خضر خان تھا اوسنے بعد وفات محمود شاہ تغلق کے جبکہ تغلقی خاندان تمام ہوا شاہ رخ ابن تیمور کے وقت مین ساٹھہ ہزار سوار لیکر دہلی پر حملہ کیا اور اوسکو قبضے مین لا کر ۱۴۱۴ع مین تخت دہلی پر جلوس کیا اس حاکم نے تمام استقلال اور دانائی سلطنت اور حکومت کی اوسنے بادشاہ اپنا لقب نہین مقرر کیا بلکہ نائب تیمور کہلائے جانے پر قناعت کی اور شاہرخ کا سکہ اور خطبہ جاری رکھا قرب وجوار کے چھوٹے چھوٹے سردارون پر جنھون نے اطاعت ترک کردی تھی لشکرکشی کی اور بعضون کو مطیع کیا مگر بڑے بڑے باغی بدستور خودمختار رہے اگرچہ اُس کے زمانے مین حوصلہ تسخیر بنگالہ اور گجرات اور دکھن کا نہین رہا تھا مگر دہلی آگرہ ملتان اور لاہور اوسکے زیر حکم تھے یہ بادشاہ ۱۴۲۱ع مین سات برس بادشاہت کرکے فوت ہوا۔

سید مبارک شاہ

مبارک اوسکا بیٹا ۱۴۲۱ع مین تخت پر بیٹھا اوسنے چودہ برس سلطنت کی

صرف دہلی سے چند ہی میل ارد گرد تک رہ گیا اور تمام صوبجات خود سر
ہو گئے تیرہ آدمی اس سلطنت مین خود مختار ہو کر حکمران ہو بیٹھے تھے اور
بادشاہ نے شہر بدایون مین ایک باغ بنایا تھا اوسکی آرائستگی اور زیبایش مین معروف
رہتے تھے جب چار طرف سے غدر ہونے لگا اور بادشاہت کی کاروبار مین
خلل پڑ گیا تب بادشاہ نے وزیرون کو جمع کرکے تدبیر پوچھی اونھون نے اپنی
بد ذاتی سے یہ صلاح دی کہ وزیر اعظم حمید کو حضور موقوف کر دین یہ ساری
قباحت اوسکی ڈالی ہوئی ہے بادشاہ نے فریب کھا کر حمید خان وزیر اعظم کو
قید کیا اور اوسکا یہ ارادہ تھا کہ وزیر کو جلد مروا ڈالے مگر وزیر نے یہ چالاکی کی
کہ بدایون سے دہلی کو بھاگ گیا اور وہان جاکر تمام مال و اسباب شاہی پر قبضہ
کرکے بادشاہ کی عیال کو نکالدیا اور اونسے کہا کہ تم بدایون چلے جاؤ اور بہلول
لودہی کو لکھ بھیجا کہ میدان خالی ہے آپ جلد تشریف لائیے بادشاہ دہلی کے
بیٹھائیے غنیمت کھیتی مین مصروف ہے آپ اوسکا پھل کھائیے اوس فریبی حوصلہ
اور بلند نظر سردار نے فوراً کوچ کرکے دہلی مین پہونچکر تاج شاہی سر پر رکھا
اور ۱۴۵۰ء مین تخت پر جلوس فرمایا اب سیدون کا خاتمہ ہوا اور افغانون کا
خاندان قائم ہوا علاء الدین پست ہمت نے کچھ تنخواہ اپنی مقرر کروالی
اور اٹھائیس برس تک اپنی سیرگاہ اور باغ مین جو بدایون مین بنوایا تھا
مزے سے زندگی کرکے ۱۴۷۸ء مین وفات پائی۔

ایک شخص مسمی بہلول لودھی نے جو کہ سرہند کا باشندہ تھا اور بادشاہ کی طرف سے ملتان کا صوبہ دار ہوگیا تھا سلطنت کا دعوی کیا اور اسکا بیان یہ ہے کہ جب مالوہ کا بادشاہ فوج لیکر دہلی سے دو میل کے فاصلے پر آپہونچا تو بادشاہ نے بہلول لودھی سے اعانت چاہی اور بروقت آنے بہلول کے اوس حملہ آور سے صلح ہوگئی مگر بہلول نے صلح نمانی اور برخلاف مرضی بادشاہ کے مالوے کی فوج پر چڑھائی کی اور اسکو شکست دی بادشاہ نے اس کارنمایان کے باعث سے بہلول لودھی کو نیا خطاب دیکر ملتان کی حکومت پر مستقل مقرر کیا اوسنے اس بہانے سے کہ مین حسرت خان پنجابی لوٹیرے پر حملہ کرونگا ملتان مین فوج جمع کر کے دہلی پر کوچ کیا اور چار مہینے تک دہلی کا محاصرہ کیے پڑا رہا مگر فتح نکر سکا آخر کو ملتان کیطرف مراجعت کی سید محمد شاہ دس برس تک سلطنت کر کے ۱۴۴۵ء مین فوت ہوا اور اوسکی جگہ علاؤالدین اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔

سید علاؤالدین شاہ

سید علاؤالدین ابن سید محمد شاہ اپنے والد کی وفات کے بعد ۱۴۴۵ء مین تخت دہلی پر متمکن ہوا یہ شخص ختم کنندۂ خاندان سادات اور برباد کنندۂ سلطنت دہلی اور بڑا کم حوصلہ اور اپنے باپ سے بھی زیادہ عیاش تھا اسکے وقت مین سلطنت شاہی کو یہان تک زوال آیا کہ بادشاہ کا حکم

باب ہشتم خاندان لودھی
شاہ بہلول خان لودھی

۱۴۵۰ء مین بہلول خان صوبہ دار ملتان اور پنجاب نے تخت شاہی حاصل کیا اور بادشاہ سید علاؤالدین کی کچھ تنخواہ مقرر کرکے بدایون مین اوسکو بٹھلادیا اسی شخص سے افغان کے خاندانکی بادشاہت ہند مین شروع ہوئی یہ لوگ باشندے دریاے اٹک کے پچھم کے کنارے کے ہین سابق مین ہند اور ایران مین سوداگری کیا کرتے تھے فیروز شاہ کی حکومت تک ان لوگون کی کچھ قدرومنزلت نہ تھی مگر اوسکے زمانے مین انکو کچھ حوصلہ پیدا ہوا تھا کیونکہ اس بہلول کے دادا مسمی بہ ابراہیم نے فیروز شاہ کے دربار سے ایسا افتخار پایا تھا کہ حکومت ملتان کی اوسکو ملگئی تھی جو بحق وراثت بہلول تک پہونچی تھی اور روز بروز اوسکو ترقی ہوتی گئی اور سلطنت دہلی کو زوال آتا گیا یہان تک کہ حمید خان فدیرِ اعظم کے سبب سے وہ بادشاہ ہوگیا مگر بہلول نے دیکھا کہ وزیر کی طاقت اور اختیار بہت ہے اس سبب سے اوسنے مستقل بادشاہ ہوکر پہلے اوس وزیر کو برخاست کیا پھر اون صوبون کو جو سلطنت دہلی سے منحرف تھے مطیع کرنے پر کمر باندھی چنانچہ چھوٹے چھوٹے صوبے سب مطیع کیے مگر جونپور کا صوبہ طاقت ور تھا اگرچہ اوس سے دو دفعہ بہلول شاہ لڑا پر کچھ فائدہ ہوا

فہرست بادشاہان خاندان لودھی متعلق باب ہشتم حصہ دوم افغا...

نمبر	نام	عرف	سنہ جلوس	کیونکر تخت چھوٹا	سنہ وفات	کیفیت
نمبر ۱	بہلول خان لودھی	بہلول لودھی	۱۴۵۰	اپنی موت سے مرا	۱۴۸۸	پنجاب کا حاکم تھا اچھا بادشاہ ہوا سب سے پہلے بادشاہ ہو کے اسنے اپنے وزیر کو برخاست کیا پھر اکثر منحرف صوبوں کو مطیع کیا جونپور اسنے فتح کیا۔
۲	سکندر لودھی		۱۴۸۸	ایضاً	۱۵۱۷	نمبر ۱ کا بیٹا تھا بڑا بادشاہ ہوا لیکن ہندوؤن کو اسنے بہت تکلیف دی صوبہ بہار پر اپنا قبضہ کیا۔ چندیری کو فتح کیا۔
۳	ابراہیم لودھی		۱۵۱۷	مارا گیا	۱۵۲۶	نمبر ۲ کا بیٹا تھا بابر کی لڑائی مین مارا گیا مغرور اور سرکش تھا۔ اسلام خان نے اسپر حملہ کیا۔ اکثر صوبے باغی ہو گئے دولت خان صوبہ دار ملتان نے بابر کو لکھا کہ ابراہیم کے ظلم سے آپ آکے خلقت کو نجات دیجیے۔

وہ ایک سنار کی شکم سے تھا مگر برخلاف اونکی ارادے کے وہی تخت پر بیٹھ گیا اور
اونتیس [۲۹] برس تک اوسنے بادشاہت کی اوسنے تمام صوبجات اپنی بھائیون سے
لیکر سلطنت دہلی مین داخل کرلیے مگر اپنے ایک بھائی باربک پر جسکو اوسکے
باپنے جونپور کا ملک دیا تھا فوج کشی کی اور پھر اوسکا ملک دیدیا اس غرض سے
کہ سپاہ حسین شاہ والی سابق جونپور جسنے کہ صوبہ بہار پر اپنا قبضہ کرلیا ہے
اور اپنا موروثی ملک لینے کی فکر کررہا ہے اس ملک کو بھی لے لیوے حسین شاہ کا
تعاقب سپاہ شاہی نے جو ایک لاکھ تھی بہار مین کیا اور اوسکو بھگا کر بنگالہ
کی سرحد تک پہونچا دیا وہان جاکر وہ گمنام مرگیا سکندر لودھی نے اگرچہ تمام عمر
لشکر کشی مین صرف کی پر صرف چندیری کو فتح کیا اور کوئی صوبہ اوسکے
قبضے مین نہ آیا اوسکی لڑائیون سے ملک تباہ ہوا پر سلطنت کی ورا حد بھی بڑھی
متھرا مین اوسنے مسجدین وربار تعمیر کیے ہندؤنکو بت پرستی سے ممانعت کی سنہ ۱۵۱۷ء
مین اوسنے وفات پائی اور اوسکی جگہ اوسکا بڑا بیٹا ابراہیم لودھی بادشاہ ہو

ابراہیم شاہ لودھی

سنہ ۱۵۱۷ء مین ابراہیم شاہ لودھی بیٹا سکندر شاہ لودھی کا تخت سلطنت پر
جلوس فرما ہوا یہ بادشاہ ایسا مغرور اور سرکش تھا کہ امرا نے اوسکی نخوت اور غرور کے
سبب سے اوسکا ساتھ چھوڑ دیا بلکہ اوسکے خاندان کی تباہ کرنے کی فکر مین ہوے
چنانچہ اوسکے بھائی جلال خان کو جونپور کی حکومت کا دعویدار مقرر کیا۔

تھوڑے عرصے مین محمود شاہ والی جونپور نے وفات پائی اور اوسکی جگہ
بادشاہ ہونے کی بابت تنازع ہوا بہلول نے پھر حملہ کیا مگر حسین خان سے
جو اوسکی جگہ تخت نشین ہو چکا تھا چار برس کیواسطے صلح ہو گئی اوسوقت
مین بہلول لودھی پنجاب کی سرکشی فرو کرنے آیا تھا کہ حسین خان نے
یکایک دہلی پر فوج کشی کی بہلول بہت جلد وہان گیا اور کئی لڑائیان
ہوئین مگر کچھ فائدہ نہوا پھر کچھ مدت کے واسطے صلح ہو گئی شاہ بہلول
کے جلوس سے اٹھائیس برس تک جونپور کی طاقت قائم رہی آخرکار بعد
چند لڑائیون اور فریب اور بدعہدیون سے بہلول غالب آیا حسین شاہ
اپنی دار السلطنت چھوڑکر بھاگ گیا اور بہلول شاہ اوسمین داخل ہوا اوسنے اسی
برس کے بعد اس صوبے کو تخت دہلی کے تابع کیا بہلول نے سن رسیدہ ہو کر
اپنے حین حیات تمام سلطنت اپنے بیٹون کو تقسیم کر دی اور یہ امر ایسا واقع ہوا
کہ گویا خود اوسنے بنیاد فساد کی ڈالدی سکندر لودھی کو جو اوسکا بڑا بیٹا تھا
ولیعہد دہلی کا مقرر کیا اور اپنے چھوٹے بیٹون و بھتیجون کو ایک ایک صوبہ جاگیر مین دیا
آخرش سنہ ۱۴۸۸ع مین یہ بادشاہ اڑتیس ۳۸ برس سلطنت کرکے فوت ہوا کہتے ہین کہ یہ
بادشاہ پرہیزگار اور ملکی تدابیر مین ہوشیار تھا اور اہل علم سے بہت محبت رکھتا تھا

شاہ سکندر لودھی

بہلول لودھی کے مرنے کیوقت امرا نے چاہا کہ سکندر لودھی کو تخت پر بٹھاوین کیونکہ

فہرست بادشاہان خاندان مغلیہ متعلق باب نہم حصہ دوم واقعات ہند

نمبر	نام	لقب	سنہ جلوس	کیونکر مرا	سنہ وفات	کیفیت
۱	ظہیر الدین محمد بابر	بابر شاہ	۱۵۲۶	اپنی موت سے مرا	۱۵۳۰	امیر تیمور کی اولاد مین تھا انگریزون کی عملداری تک سلطنت اسکی خاندان مین رہی۔
۲	نصیر الدین محمد ہمایون	ہمایون بادشاہ	۱۵۳۰	سیڑھی پر سے گر کر مرا	۱۵۵۵	نمبر ۱ کا بیٹا تھا شیر شاہ افغان نے اسکو نکال دیا تھا ایران کے بادشاہ سے مدد لیکر افغانستان مین آیا اور پھر ہندوستان کا بادشاہ ہوا
۳	شیر شاہ سور	شیر شاہ	۱۵۴۰	میگزین اوڑ گئی سے جھلس کر مر گیا	۱۵۴۵	اسکا باپ حسن افغان قصبہ سہسرام مین ۵۰۰ سوارون کا جاگیردار تھا یہ بادشاہ بہت اچھا اور عقلمند تھا
۴	سلیم شاہ سور	سلیم شاہ عدلی	۱۵۴۵	اپنی موت سے مرا	۱۵۵۳	نمبر ۳ کا بیٹا تھا نیکنام ہوا
۵	محمد شاہ	عدلی	۱۵۵۳			نمبر ۳ کا چچازاد بھائی تھا بڑا نادان اور بدکار تھا لوگ اوسکو اندھلی کہتے تھے اسکے وقت مین ہمایون ایران سے آن کر ہندوستان کا بادشاہ ہوگیا۔

اس امر مین بڑا جھگڑا اور فساد برپا ہوا یہانتک کہ جلال خان نے جونپور پر قبضہ
کرلیا اور بادشاہ نے فوج کشی کرکے اوسکو بھگا دیا پھر جبکہ وہ گرفتار ہوکر
آیا تو اوسکو ہانسی مین قید کرنے کا حکم دیا اور محافظون سے کہا کہ راہ مین
اوسکو قتل کر ڈالنا پھر اس بادشاہ کو اپنے صوبون پر ایسا شک ہوگیا کہ کئی
صوبے اوس سے خوف کرکے پھر گئے اسلام خان نے چالیس ہزار سوار جمع
کرکے بادشاہ پر حملہ کیا جس مین اسلام خان مارا گیا اور اوسکی فوج نے شکست
کھائی بادشاہ نے تب دربار کے امیرون پر زیادہ تر خفگی کرنی شروع کی اور بہار خان
حاکم بہار نے بادشاہی خطاب محمد بخود اختیار کرکے ایک لاکھ فوج جمع کی اور
کئی دفعہ بادشاہی فوج کو شکست دی اس عرصے مین دولت خان صوبہ دار ملتان نے
جب دیکھا کہ اس بادشاہ کے وقت مین کسی صورت سے امن نہین ہوتا اور
ہندوستان مین تہلکہ پڑا ہی اور بچاو کی صورت نظر نہین آتی تو شاہ بابر کو جو
کابل مین مغلون کا بادشاہ تھا یہ لکھا کہ ہندوستان مین آکر اس ملک کو اپنے
قبضے مین لاؤ اور ابراہیم لودھی بادشاہ ظالم کے پنجے سے دنیا کو چھوڑا کر راحت
پہنچاؤ چنانچہ اوسکے لکھنے کے موافق شاہ کابل ملک پنجاب کو لوٹتا اور تاراج کرتا ہوا دہلی کو روانہ
ہوا جبکہ پانی پت پر پہونچا تو سلطان ابراہیم نے بذات خود مقابلہ کیا اور وہان ابراہیم لودھی کی لشکر
کو شکست ہوئی اور وہ خود مارا گیا سنہ ۱۵۲۶ء مین خاندان مغلیہ کے ہاتھ ہندوستان آیا اور خاندان
لودھی کا خاتمہ ہوگیا اس خاندان مین تین بادشاہ ہوئے جنھون نے چھتر برس تک سلطنت کی ۔

فہرست بادشاہان خاندان مغلیہ متعلق باب نہم حصہ دوم واقعات ہند

نمبر	نام	لقب	سنہ جلوس	کیفیت موت	سنہ وفات	کیفیت
۹	محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ	اورنگ زیب یا عالمگیر	١٦٥٧	اپنی موت سے مرا	١٧٠٧	نمبر ۸ کا بیٹا تھا بڑا مدبر اور حیلہ جو تھا ہندؤن سے نہایت عداوت رکھتا تھا باوجود [illegible] خوب کرگیا مگر سلطنت تیموریہ کی بنیاد مین خلل بھی اسی نے ڈالا مرہٹون نے جنکے ہاتھ سے بربادی ہند بہت غارت ہوئی اسی کے اخیر وقت مین نمودیانی بنارس مین وشیشور اور بندرابن [illegible] کا مندر اور متھرا مین گوبند دیو کا مندر اسی بادشاہ نے توڑا۔
۱۰	محمد معظم	بہادر شاہ	١٧٠٧	اپنی موت سے مرا	١٧١٢	اسکے وقت مین سکھون نے زور پکڑ کر سرہند کو لوٹ لیا اور بہت نکما تھا
۱۱	معز الدین جہاندار شاہ	۰	١٧١٢	مارا گیا	١٧١٣	نمبر ۱۰ کا بیٹا تھا۔
۱۲	جلال الدین محمد فرخ سیر	۰	١٧١٣	مارا گیا	١٧١٣	نمبر ۱۰ کا بیٹا تھا نادان اور بزدل تھا۔
۱۳	ابو الفتح روشن اختر محمد شاہ	۰	١٧١٩	اپنی موت سے مرا		نمبر ۱۰ کا پوتا گویا لکھنؤ کا واجد علی شاہ تھا اسکے عہد مین نادرشاہی ہوئی اور سلطنت مین بالکل ضعف آگیا۔

فہرست بادشاہان خاندان مغلیہ متعلق باب نہم حصہ دوم واقعات ہند

نمبر	نام	لقب	سنہ جلوس	کیفیت موت	سنہ وفات	کیفیت
۶	ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر	اکبر بادشاہ	۱۵۵۵	اپنی موت سے مرا	۱۶۰۵	نمبر ۳۱ کا بیٹا تھا ہندوستان کے بادشاہوں مین بیشک سب سے اچھا تھا بلکہ دنیا کے اچھے اور عقلمند اور عظیم الشان اور نامی بادشاہوں مین تھا +
۷	نورالدین محمد جہانگیر	جہانگیر شاہ	۱۶۰۵	اپنی موت سے مرا	۱۶۲۷	نمبر ۶ ۳ کا بیٹا تھا بادشاہ اچھا تھا شراب بہت پیتا تھا اور بالکل اپنی بیگم نورجہان کے اختیار مین تھا +
۸	شہاب الدین	شاہجہان	۱۶۲۷	قید مین مرا	۱۶۶۶	نمبر ۶ ۳ کا بیٹا تھا اسنے سلطنت کو نہایت رونق دی مسلمانونکی سلطنت مین ہندوستان نے جیسا اس بادشاہ کے وقت مین عروج پایا نہ کبھی تھا اور نہ اوسکے بعد ہوا تخت طاؤس اور تاج گنج کا روضہ اسی نے بنوایا

باب نہم خاندان مغلیہ

بابر بادشاہ

محمد ظہیر الدین بابر پرنانا امیر تیمور کا بڑا شجاع اور بہادر بادشاہ ملک ایشیا مین گذرا ہی یہ بادشاہ ۱۴۸۳ء مین پیدا ہوا اور اسکا سلسلہ مان کی طرف سے چنگیز خان تک اور باپ کیطرف سے امیر تیمور تک پہونچتا ہی اسکے باپ نے جو اندجان اور فرغانہ کا والی تھا اس لڑکے کو ہونہار دیکھکر بارہ برس کی عمر مین اندجان کا ناظم کیا اور وہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا اس بادشاہ کی عجیب سرگذشت ہی کبھی تو وہ شہنشاہ ہوجاتا تھا اور کبھی سو آدمی بھی اوسکے ہمراہ نہوتے تھے کبھی تو وہ مالک ایک بڑی ملک کا تھا اور ایکدم مین ایک جھوپڑا بھی پناہ لینے کو اوسکے پاس نہتا تھا جبکہ وہ اپنے ملک موروثی سے نکالا گیا تو اوسنے صرف دوسو چالیس آدمی جمع کرکے سمرقند پر جہان ایک بڑی فوج موجود تھی حملہ کیا اور یہ تدبیر کی کہ قریب آدھی رات کو شہر کے نزدیک جاکر فصیل پر چڑھکر شہر کے اندر داخل ہوگیا اور وہان کچھ اوسکے طرفدار اور بھی ساتھ ہوگئے پھر یکبارگی فتح کا غل مچادیا یہ شور سنکر سمرقند کا بادشاہ اپنی دارالخلافہ چھوڑکر بھاگ گیا بابر فوراً وہان کا بادشاہ ہوگیا تھوڑے دنون کے بعد سمرقند مع اوسکے

فہرست پادشاہان خاندان مغلیہ متعلق باب نہم حصہ دوم واقعات ہند

نمبر	نام	خطاب	سنہ جلوس	کیونکر مرا	سنہ وفات	کیفیت
۱۴	مجاہد الدین ابو النصر احمد شاہ	•	۱۷۴۸	آنکھیں نکالی گئیں	۱۷۵۴	نمبر ۱۳ کا بیٹا تھا صرف برائے نام پادشاہ تھا۔
۱۵	عالمگیر ثانی	•	۱۷۵۴	مارا گیا	۱۷۵۹	نمبر ۱۳ کا بیٹا تھا اسکے وقت مین مرہٹے دریائے گنگ سے اٹک تک جا پہنچے اور احمد شاہ درانی نے چند بار چڑھائی کی۔
۱۶	عالی گہر محمد شاہ عالم بادشاہ	شاہ عالم	۱۷۷	اپنی موت سے مرا	۱۸۰۶	نمبر ۱۵ کا بیٹا تھا غلام قادر نے اسکو اندھا کیا انگریزون نے مرہٹون کی قید سے چھوڑا کر پنشن مقرر کر دی۔
۱۷	ابو نصر معین الدین	اکبر بادشاہ ثانی	سنہ ۱۸۰۶ء	اپنی موت سے مرا	۱۸۳۷	برای نام بادشاہت کی اسکے وقت مین انگریزون کا قبضہ ہندوستان مین پنجاب کے حد تک ہوگیا تھا۔
۱۸	سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ	بہادر شاہ	سنہ ۱۸۳۷ء	قید مین مرا	سنہ ۱۸۶۲ء	یہ آخر بادشاہ خاندان مغلیہ کا ہے باغی فوج کی جسنے کہ سنہ ۱۸۵۷ء مین بلوہ کیا تھا شرکت کی وجہ سے یہ قید کیا گیا اور برہما مین مرا فقط

اسوقت مین بابر چارون طرف سے دشمنون کے نرغے مین آگیا مگر وہ ایسا
شجاع تھا کہ اُسنے اِس امر سے ذرا بھی نہ خوف کیا ہر چند اُسکے سردارون نے
صلاح دی کہ آپ دریاے سندھ پر تشریف لیچلین پر اُس عالی ہمت پادشاہ نے
اتنی بڑی سلطنت کا چھوڑ دینا مناسب نہ جانا اور اُنکو یہ جواب دیا کہ مقتضاے
غیرت یہ ہی کہ لڑ لیجیے دنیا مین ایک دفعہ مرنا ہی پس یہ بات سب سے بہتر ہے
کہ لڑکر مرین اور شاہنامہ کے مضمون شجاعت مشحون کے اشعار پڑھکر لوگونکو
سُنائے اور چونکہ اُسکے دشمنون مین اکثر ہندو لوگ تھے اُسنے اپنی فوج
کے لوگون سے کہا کہ یہ لوگ کافر ہین اِنسے جہاد کرنا بھی ضرور ہے اُسکی
فوج نے اِس باعث سے کہ وہ شراب پیتا تھا امام اُسکو بنانے سے
انکار کیا اسلیے اُسنے جھٹ پٹ توبہ کر لی اور شراب پینے سے پرہیز کیا اور
جسقدر سونے کی پیالیان مے نوشی کے واسطے بنی ہوئی تھین سبکو گلا کر فقرا
اور مساکین کو بانٹ دے دیا یہ دیکھکر تمام فوج نے قرآن شریف اُٹھالیا
کہ ہم تیرے ساتھ خوب لڑینگے اور جان دینگے اِس اقرار سے بابر کو حوصلہ ہوا
اور بڑا بھروسا اُسکا بندوقچیون اور توپخانہ پر تھا کیونکہ بابر کے زمانے
سے پہلے توپخانہ اور فوج پیادون کی ہندوستان مین کم لڑی تھی چنانچہ
بروقت مقابلہ کے توپین آگے لگائی گئین اور توپون کے پیچھے
پیادے تھے اور بائین طرف توپون کے سوار تھے علی الصباح فوج

مضافات کو اوسکے ہاتھہ سے نکل گیا اوسنے کابل پر حملہ کیا وہان کے باشندون نے
بے انتظامی ملک کی باعث سے اوسکا آنا غنیمت جانا پھر قندھاریون نے بھی
اوسکو بلایا وہان آکر اپنے مخالفون سے ایسا لڑا کہ چند امیر اپنے ہاتھہ سے اوسنے
قتل کیے اسلیے دشمن کی تمام فوج اوسکی شجاعت دیکھکر متحیر ہوگئی اور سب نے
اوسکی اطاعت قبول کرلی - بعد اسکے بابر نے اون اضلاع پر جو سندھ کے
قرب وجوار مین واقع ہین کئی حملے کیے اور پھر ایک مدت کے بعد ہندوستان کا
دعوی کیا چنانچہ تیرہ ہزار سوار لیکر دہلی کو آیا اور ابراہیم شاہ ایک لاکھ
سوار اور ایک ہزار ہاتھی لیکر پانی پت پر آکر صف آرا ہوا ابراہیم کو فن جنگ
نہ آتا تھا تمام فوج ایک جگہہ صف باندھکر کھڑی کردی جسکو بابر کی فوج نے
ایک حملہ مین پراگندہ کردیا مگر ابراہیم نے اسپر بھی دشمن کی فوج کے قلب پر
حملہ کیا اور وہان دونون بادشاہون مین لڑائی ہوئی ابراہیم مارا گیا اور اوسکی فوج
بھاگ گئی اور بابر نے ۱۵۲۶ء مین دہلی کے تخت پر جلوس کیا *
بابر کے وقت سے پٹھانون کی سلطنت کو زوال آیا ابتدا مین بابر کی
سلطنت کو استقلال نصیب نہوا کیونکہ پٹھانون کے سردار جو مختلف اضلاع مین
حاکم تھے بابر کو غاصب سمجھتے تھے اور راجپوت لوگ جو قوم ہنود مین بڑے
شجاع اور سن چلے تھے افغانون کے طرفدار تھے الغرض ایک لاکھ آدمی
بسرکردگی محمود جو شاہ متوفی کا بھائی تھا ہندوستان کے مغرب کی طرف جمع ہوگئے

بابر تمام بادشاہان ہند مین بڑا شجاع تھا اور بڑے بڑے کار نمایان اُس سے ہوے جنمین وہ امیر تیمور سے بھی گوے سبقت لے گیا جسقدر وہ فتحیاب ہوا اُسی قدر اُسنے شکست بھی کھائی اور جسقدر ملک اُسنے فتح کیے اُسی قدر کھوئے بھی پر آخر عہد مین باستقلال سلطنت کی لڑائی مین بڑا کامل سپہ سالار تھا اُسکی طاقت جسمانی لڑائی اور شکار مین حد بشریت سے زیادہ تھی علم موسیقی اور فن شاعری مین اُستاد کامل اور سخی اور صاف دل تھا کئی دفعہ اُسنے اپنے جانی دشمنون پر رحم کیا ہے۔

ہمایون بادشاہ

ظہیر الدین بابر بادشاہ کی وفات کے بعد ۱۵۳۰ء مین ہمایون ابن بابر کہ بڑا غیور اور عقلمند تھا تخت نشین ہوا اِس بادشاہ کو علم نجوم کے سیکھنے کا بڑا شوق تھا اور خود بھی خوب ماہر تھا اُسنے سات دیوانخانے سات سیارون کے نام پر بنائے تھے چنانچہ سپہ سالار اور فوج کے سردار خانہ مریخ مین بلائے جاتے تھے اور مفتی اور قاضی خانہ عطارد مین اور قاصد اور شاعر اور مسافر خانہ قمر مین طلب ہوا کرتے تھے اور سازندے اور راگ ناچ والے خانہ زہرہ مین آیا کرتے تھے اور علی ہذا القیاس اوائل عمر مین وہ عیش و نشاط مین مصروف تھا کہ یکایک سلطنت کا بوجھ اُسکے سر پر آ پڑا اور اُس امتحان مین وہ پورا نکلا چند روز کے بعد اُسکو اتفاق لڑائی کا بہادر شاہ حاکم گجرات سے ہوا ہمایون نے بلحاظ اتحاد مذہب کے

پٹھانون کی آگے بڑھی اور مینہ دیبار سے بابر کے لشکر کو گھیر لیا لیکن تورچیان کی مدد سے اُسنے فوج مخالف کو پیچھے ہٹادیا جب بابر نے دیکھا کہ غنیم کی فوج دو چار حملے کرکے اب تھک گئی اُسوقت دو دستے فوج منتخب کے لیکر دشمن پر دھاوا کیا مخالف تاب مقابلہ کی نہ لاکے بھاگا اور بہت سے نامور سردار مارے گئے اگرچہ بابر کے مخالف کہ بڑے قوی اور زورآور تھے متفرق ہو گئے مگر پھر بھی اس سبب سے کہ کثرت فتن کابل اور ہندوستان اُسکے عیش کو منغص کرتے رہتے تھے دلجمعی سے اُسکو پادشاہت کرنی نصیب نہوئی آخر کو چار برس سلطنت کرکے سنہ ۱۵۳۰ء مین وفات پائی۔

تاریخ وفات بابر بادشاہ

بادشاہ دہر بابر باکمال عدل بود	واقف احسان عالم مصدر لطف الٰہ
سال جان او گزیدن جا بفردوس نمود	جاے فردوس ابد بگزید بابر بادشاہ

اس تاریخ مین ہر مصرعہ سے سنہ ۹۳۷ ہجری نکلتے ہین گویا چار مادے علیحدہ علیحدہ یہ ہوئے اور اگر ہر مصرع کے حروف منقوطہ دوسرے مصرع کے حروف معرّا کے ساتھ شامل کرو تو چار مادے علیحدہ نکلتے ہین بڑی صنعت کی یہ تاریخ ہے آٹھ مادے جسمین ہین

دوسری تاریخ

تاریخ وفات شاہ بابر	سنہ نہصد وسی وہفت بود

راجہ نے بظاہر اقبال کیا اور باطن میں چاہا کہ کسی حیلے سے ہمایون کو قید
کرکے دشمن کے حوالے کردوں مگر ایک راجپوت نے جو ہمایون کا نمک خوار قدیم تھا
اس بھید سے پادشاہ کو اطلاع دی ہمایون مع اپنے رفیقوں کے آدھی رات کو
وہان سے بھاگا اور سو کوس تک کہیں جلدی سے دم نہ لیا اثنائے راہ میں اُس تمام
گروہ نے پانی کے نہ ملنے سے بہت تکلیفیں اٹھائیں کیونکہ زمین ریگستانی تھی اور
کوسوں تک پانی نہ تھا سیکڑون آدمی اور جانور مارے پیاس کے مر گئے ہمایون
کی سواری کا گھوڑا مر گیا ایک سپاہی نے اپنی والدہ کی سواری کا گھوڑا بادشاہ کو دم
دیا جب لوگوں نے اپنے پیچھے غبار اٹھتا ہوا دیکھا تو یقین جانا کہ دشمن
تعاقب کیے چلا آتا ہے اُسوقت سب کے ہوش و حواس زیادہ تر پریشان ہو گئے اور
جہانتک بھاگا گیا بھاگے اتفاقاً رات کی تاریکی میں ہمایون مع ملکہ اور بیس
سواروں کے راہ بھول کر لشکر سے جدا ہو گیا اور جب صبح ہوئی تو دشمن کے ایک
گروہ نے آ گھیرا ہمایون نے کوئی صورت رہائی کی نہ دیکھکر شجاعت کو کام
فرمایا اور انھیں چند آدمیون کو ہمراہ لے کر ایسا لڑا کہ دشمنوں کے جی چھوڑ دیے
اُس لڑائی میں ناگہانی ایک تیر مخالفین کے سردار کے ایسا لگا کہ اُسکا کام
تمام ہوا اِس سبب سے وہ لوگ تتر بتر ہو گئے ہمایون نے فتحیاب ہو کر وہان سے
کوچ کیا لیکن تین رات اور دن راہ میں کہیں پانی کی شکل نہ دیکھی آخر کو جب
چند شخصوں کے ساتھ امرکوٹ میں جو سندھ کے قریب واقع ہے پہنچا تو وہان کا

سردار مذکور کو جبکہ وہ جیپور کے راجہ سے لڑ رہا تھا کچھ ایذا نہ دی تھی مگر
اب ایک فوج جرار لے کر اسپر چڑھائی کی اور اسکو اسقدر تنگ کیا کہ ناچار
ہو کر گجرات کو بھاگ گیا اور وہان جا کر شہر چاپانی مین اپنا خزانہ رکھکر
احمد آباد کو بھاگ گیا اور بادشاہ نے گجرات کو فتح کر لیا یہ مہم کچھ ان مہمات
سے کم نہ تھی جو تیمور یا بابر نے سر کی تھین بعد ازان ہمایون کو اسکے بھائیون
یعنے ہندال اور کامران نے جو بسبب عفو جرائم اور رحم دلی بادشاہ کے دلیر ہو گئے
تھے تنگ کرنا شروع کیا چونکہ فوج شاہی ان بادشاہزادون کے پاس پہلے ہی سے
رہتی تھی اسلیے انھون نے ایک دوسرے کے بعد سلطنت کا دعوے کیا شیر خان افغان
حاکم بنگالہ نے جبتک دیکھا کہ بادشاہ کے گھر مین جھگڑا ہو رہا ہے دلیری کر کے
فوج کثیر لے کر ہمایون پر چڑھائی کی چونکہ ہمایون بے انتظامی ملک کے باعث
سے فوج کافی جمع نہ کر سکا اسواسطے شکست کھا کر پریشان حال آگرے کی طرف
بھاگ گیا جب ہمایون کے بھائیون نے دیکھا کہ آپس کے نفاق کے سبب سے ملک
ہاتھ سے جاتا رہیگا ہمایون کی مدد کو آئے مگر آپسمین کچھ دلی محبت نہ تھی
ہمایون نے ایک اور فوج جمع کر کے شیر خان پر چڑھائی کی مگر آخر کو شکست کھائی اور
ناچار ہو کر دار الخلافہ کو چھوڑ کر چھوٹے چھوٹے حاکمون سے پناہ کا طالب
ہوا مگر یہ ایسا بدبخت بادشاہ تھا کہ کسی نے اسکو مدد نہ دی بڑی پریشانی اور
حیرانی کے بعد راجہ مالدیو راجہ اجمیر کے پاس پناہ لینے کو گیا اور راہ سے اعانت چاہی

دھمکیان اس امر قبیح کے روکنے کے واسطے دیتا رہا کامران نے اکبر کو تو کچھ نہ ستایا مگر اپنے ہمراہی لوگ لے کر کابل سے نکل گیا ہمایون نے شہر مین داخل ہو کر اپنے بیٹے اکبر کو چھاتی سے لگایا اور خود از سر نو بادشاہ ہوا نو برس تک ہمایون نے اس شہر مین سلطنت کی اگرچہ اُسکا بھائی اس عرصے مین اُسکو بہت ستاتا رہا لیکن متواتر شکست کھائی اور انجام کار مغلوب ہوا بعد ازان چھ برس کے عرصے مین تمام ممالک موروثی کو فتح کر لیا اس ہنگامے مین اُسکا ایک بھائی عذر و معذرت کر کے اُس سے آملا اور ایسے ایسے شجاعت کے کام کیے کہ ہمایون کی خاطر سے اُسکا غبار ملال رفع ہو گیا اور نہایت محظوظ ہو کر اپنے بیٹے جلال الدین اکبر کو اُسکی بیٹی کے ساتھ منسوب کیا یہ بھائی ہمایون کا کسی لڑائی مین مارا گیا اور دوسرے بھائی کامران کو جو نہایت مفسد اور متمرد تھا اور اُسکی چشم پوشی کو خیال مین نہ لاتا تھا ناچار ہو کر ہمایون نے قید کیا سب لوگون کو یقین تھا کہ ہمایون اُسکو زندہ نہ چھوڑیگا مگر اُسنے خدا کا خوف کر کے اُسکے خون سے اپنا ہاتھ آلودہ نہ کیا صرف آنکھین اُسکی نکلوا ڈالین ایک مدت کے بعد کامران مرزا باجازت ہمایون بادشاہ مکہ کو چلا گیا اور وہان تین برس کے بعد اُسنے انتقال کیا۔

خاندان سوری

سنہ ۱۵۴۰ عیسوی سے ۱۵۵۶ عیسوی تک

راجہ نہایت تواضع سے پیش آیا اور جو مدارج مہمان نوازی کے ہین بجا لایا اسی جگہ اکتوبر کی چودھوین تاریخ کو ۱۵۴۲ء مین اکبر متولد ہوا (یہ وہی اکبر ہے جو نامور بادشاہ ہندوستان کا ہوا) لیکن بادشاہ کو ناچاری سے بھاگنا مقدم تھا طفل ایک سردار نمک حرام بدذات کے ہاتھ آگیا جسنے اُس لڑکے کو لے کر میرزا کامران یعنے بادشاہ کے بھائی کو جو کابل اور قندھار کا بادشاہ اور ہمایون کا دشمن جانی تھا حوالہ کر دیا سلطان طہماسپ شاہ فارس نے جب سنا کہ ہمایون نے سکندر سے ہند سے بہت مصیبتین اُٹھائی ہین ایک نامہ بدین مضمون ہمایون کو لکھا کہ تم یہان چلے آؤ مین ہر حال مین تمھارا معین و مددگار ہون اور جسقدر مجھسے ہوسکیگا تم سے نیک سلوک کرونگا ہمایون تو جان سے تنگ تھا فوراً فارس کو روانہ ہوا اور ایک سال تک اصفہان مین رہا شاہ ایران نے ہمایون سے کچھ عہد و پیمان کیے اور اُسکو دس ہزار سوار دے کر کہا کہ اب تم اپنے ملک موروثی کو دوبارہ فتح کرو ہمایون نے یہ مدد غنیمت غیر مترقبہ سمجھی اور پہلے اُسنے کابل پر جہان اُسکا بھائی کامران حکومت کرتا تھا اور جسکے پاس اُسکا بیٹا اکبر تھا چڑھائی کی جبکہ اُسنے شہر کا محاصرہ کیا کامران نے اُسکے بیٹے اکبر کو لکڑیون مین باندھ کر فصیل شہر سے لگا کر دکھلایا اور اُس سے اُسکا مطلب یہ تھا کہ اگر تم حملہ کرو تو مین اس تمھارے بیٹے کو لکڑیون مین جلا دونگا باوجود اِس دردناک اور رحم انگیز حال کے دیکھنے کے بادشاہ اپنے عزم پر مستقل رہا مگر بہت

شاہ ہمایون نے حالت غفلت مین حملہ کرکے شکست دی پٹھانون نے یہ حال دیکھکر ایک شخص مسمی سکندر کو جو شیر شاہ کا بھتیجا اور فن سپاہ گری مین بڑی دستگاہ رکھتا تھا تخت دہلی پر بٹھا دیا اوسنے اسی ہزار آدمی کی فوج جمع کرکے ہمایون کے مقابلہ پر کوچ کیا بڑی بھاری لڑائی جانبین کی سرگرمی سے ہوئی اکبر ابن ہمایون نے جو اوسوقت صرف تیرہ برس کا تھا اس لڑائی مین بڑی داد مردانگی دی اور اوسکو دیکھکر سپاہ جان دینے پر مستعد ہو گئی چنانچہ پٹھانون نے شکست کھائی اور اونکی فوج پریشان ہو گئی اور سکندر شاہ ایسے زرخیز ملک کو بسبیر چھوڑکر کوہ شمال کی طرف بھاگ گیا +

ہمایون نے تیرہ برس کے بعد دوبارہ اپنے باپ کے تخت پر جلوس کیا پر ایک برس بھی اوسکے جلوس کو گذرنے نہ پایا تھا کہ ایک روز کسی تقریب سے کتب خانے کی چھت پر چڑھا اور وہان دیر تک تفریحاً ٹہلا کیا بعد ازان تھک کر ہوا کہانے کو بیٹھ گیا اسمین اذان ہوئی چاہتا تھا کہ عصا ٹیک کر اوٹھے مگر چونکہ وہان سنگ مرمر کا فرش تھا اسوجہ سے لکڑی پھسل گئی اور وہ سنبھل نسکا اور چھت سے نیچے آپڑا چند روز بیمار رہکر ۹۶۳ھ مین جان بحق تسلیم ہوا اوسکی تاریخ وفات شاعر کاہی نے یہ لکھی ہے

تاریخ وفات ہمایون بادشاہ	
زبام قصر خود افتاد ناگاہ	وزان عمر عزیزش رفت برباد

جبتک کہ ہمایون ان حادثات مین مبتلا رہا شیر شاہ نے موقع پاکر تمام مملکت ہند پر اپنی سلطنت بخوبی کر لی اور ایسا انتظام کیا کہ ہر ایک شخص اُس سے خوش ہوگیا چنانچہ اُسنے گنگا سے لیکر دریاے سندھ تک جو تین ہزار انگریزی میل کا فاصلہ ہے ایک سڑک بنوائی اور اُسکے دونون طرف میوہ دار درخت لگائے اور دو دو میل کے فاصلے پر ایک ایک کنوان کھدوا دیا اور ہر ایک منزل پر ایک ایک سراے مسافرون کے اُترنے کو بنوائی جسمین ہر ایک مسافر کو بادشاہ کی طرف سے مفت کھانا ملتا تھا انصاف بخوبی کرتا تھا لوگ بڑے امن و چین سے گذر کرتے تھے۔

پانچ برس شیر شاہ سلطنت کرکے فوت ہوا اور اُسکی جگہ سلیم شاہ اُسکا بیٹا تخت ہند پر جلوس فرما ہوا اُسنے نو برس سلطنت کی مگر یہ لڑکا دانائی اور لیاقت مین اپنے باپ کے برابر نہ تھا اب چونکہ سلطنت کا وارث ایک لڑکا صغیر سن رہا اسلیے امیرون اور نوابون کی بے انتظامی کے سبب سے بڑا فساد برپا ہوا

یہ حال ہندوستان کا دیکھکر ہمایون کے خیرخواہون نے اُسکے دل پر نقش کر دیا کہ اگر وہ تھوڑی بھی فوج لے کر ہند کا قصد کرے تو یہ بے انتظام ملک جلد فتح ہو جاویگا ہمایون نے پندرہ ہزار سوار اور بہت پنجابی نوکر رکھکر ہندوستان پر فوج کشی کی اور جسپر حملہ آور ہوا اُسے اپنی اطاعت مین لایا دریاے سندھ عبور کرکے اول تاتار خان حاکم لاہور سے لڑائی ہوئی جسکو بیرام خان سپہ سالار

رموز کو خوب سمجھنے اور بہرام کے نیک بد کو اچھی طرح پہونچنے لگا طالع کی خوبی
سے بہرام خان اتالیق بھی وسکو ایسا ملا جو ہمہ تن اوسکی خیر خواہی کا دم بھرتا تھا
اور سوائے ایک بات کے کہ گستاخی اور بیباکی اوسکے مزاج مین تھی اور سب طرح سے
اپنے مالک کی وفاداری اور ترقی دولت مین ثابت قدم تھا اکبر بادشاہ کے جلوس
کے تھوڑے دن کے بعد ہیمون بقال جو اصل کا رذیل تھا مگر حوصلہ طبیل رکھتا تھا
بر سر بغاوت ہوا اور فوج کثیر جمع کرکے مغلون سے دو لڑائیون مین فتحیاب ہوا
یہانتک کہ اکبر کو ستلج پار تک ہٹا لے گیا جس طرح اوسنے ابتدا مین اپنی ترقی جاہ و
حشمت کے واسطے سعی کی تھی اگر ویسی طرح اپنے ارادے پر قائم رہتا تو شبہہ نہ تھا کہ
خاندان تیموریہ کا نام و نشان ہندوستان مین باقی نہ رکھتا مگر چونکہ تھوڑے
پانی کا بُلبُلا تھا اسلیے جلد پھوٹ گیا اور دہلی مین قیام کرکے شان و شوکت کی نمود
مین مصروف ہوا اس عرصے مین مغلون نے لاہور مین جمعیت بہم پونہچا کے دہلی کا
پھر قصد کیا اور پانی پت مین دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا ہیمون نا ہیمون
کی فوج نے شکست کھائی اور وہ خود گرفتار ہو کر بادشاہ کے روبرو حاضر
کیا گیا اوسوقت بہرام خان مشیر تدبیر سلطنت نے عرض کی کہ جہان پناہ
اس کافر کو اپنے ہاتھ سے قتل کرین اگرچہ دل بادشاہ کا نہ چاہتا تھا کہ اوسکے
خون سے اپنے ہاتھ کو آلودہ کرے لیکن بہرام خان کی خاطر سے شمشیر برہنہ ہاتھ مین
لیکر ہیمون کے سر سے چھوا دی بہرام خان نے اوسوقت ایک ایسا ہاتھ مارا کہ سر ہیمون کا

سپے تاریخ او کاہی رقم زد	ہمایون بادشاہ از بام افتاد

یہ بادشاہ بہت شجاع اور بہادر عزیز فاضل ور بدقسمت تھا جیسی مصیبتین اسپر
گذری ہین کسی پر ایشیا مین نہین گذرین اور اوسکی یہ وجہ ہے کہ وہ رحم دل بہت
تھا چنانچہ تاریخ فرشتہ مین لکھاہی کہ اگر یہ بادشاہ سنگدل ہوتا تو نہایت بڑا بادشاہ
اپنے وقت کا ہوتا اگر اوس زمانہ مین یہ قاعدہ قرار پاتا کہ سوای بڑے بیٹے کے اور کوئی
بیٹا وارث سلطنت نہو تو کبھی ایسی قباحتین پیش نہ آتین جو اوسوقت ظہور مین آئین

محمد جلال الدین اکبر ابن ہمایون بادشاہ

ہمایون بادشاہ کی وفات کے بعد ہندوستان کے تخت نے ایسے شہنشاہ کے
جلوس سے زینت پائی جسکا ثانی اس ملک مین تو کیا کسی مملکت مین نہوا ہوگا
یہ بادشاہ جلال الدین محمد اکبر ابن ہمایون بادشاہ تھا جسکے نیر اقبال کے روبرو
کسی بد اندیش او مفسد کا چراغ نہ جلا اور باوجودیکہ اپنے باپ کی وفات کے
وقت تیرہ برس سے زیادہ عمر کا نہ تھا لیکن اوسکا حوصلہ نہ پایا اوسکی تخت نشینی کا
مانع ہوتا ہنگام طفولیت مین بجاسے جو تربیت او استاد کے اوسنے بڑی
بڑی مصیبتین چرخ فلک کے ہاتھ سے کھینچی تھین اور بہت سی تکلیفین
اپنے باپ کے دشمنون سے اوٹھائی تھین باوجود اسکے اپنے ذہن عالی کی صفائی اور
عقل خداداد کی رسائی سے چند روز مین معاملات سیاست اور ملک داری کے

اور سعادت دارین سمجھتا ہی اور یہی بہترین انعام خدمات سابقہ کا اپنے حق مین جانتا ہی اوسکی تمنای دلی اب یہی ہی کہ فکر عاقبت مین مصروف ہو اور حضرت سلطان سی اجازت حج کی ملی پادشاہ اس امر مین متعرض نہوا اور بہرام خان نے بہت خیمہ و خرگاہ لے کر مکہ کا عزم کیا لیکن راہ مین کسی شخص کے ہاتھ سے جسکے باپ کو اوسنے ایک لڑائی مین مارا تھا مقتول ہوا +

اکبر نے بڑی عدل و داد کے ساتھہ پادشاہت کی اور باوجود متواتر لڑائیون کے بہت سا وقت انتظام ملک اور بندوبست امور مالی مین صرف کیا سائر مقدمات جنگی اور ملکی اور مالی اور محصولون کو اعلی نصاب معین کیا اوسنے اتنے آئین اور قانون جاری کیے کہ اونکا بیان اس مختصر مین گنجایش نہین رکھتا ابو الفضل کے اکبر نامہ کی چند سطرون کا مضمون جو یہان لکہا جاتا ہی اوسکی اوضاع اور اوصاف کی کیفیت مین کافی ہی ہمیشہ ہمت اس پادشاہ کی اسی پر مصروف رہی کہ سب آدمیون کے دلون کو ہاتھ مین لاوی اور باوجود بیشمار شغلون اور بیحساب فکرون کی جو شہنشاہ عادل اور رعیت نواز کو ضرور ہین اوسکی دل پر کبھی اضطراب نہین ہوتا بلکہ جب دیکھو شاد نظر آتا ہی کبھی مرضی الہی سی قدم باہر نہین رکھتا اور بسکہ تشنہ علم و فضل ہی عالمون اور فاضلون کی صحبت سی استفادہ کرتا ہی اور اپنی فہم رسا اور انتظام شایستہ پر نازان نہین ہوتا ہر ایک بات غور سی سنتا ہو اس خیال سی کہ دیکھیے کسکے منہ سے

تن سے جدا ہو گیا اسوقت تک تو بہرام خان بادشاہ کا خیرخواہ رہا لیکن آگے کو
اپنی خدمتون پر مغرور ہو کر منت اور احسان رکھنے لگا اور نخوت کرنے لگا اکبر نے
بھی اپنی قوت کو جانچکر اوس سے ایسی بے اعتنائی کی کہ بہرام خان علانیہ باغی
ہو گیا مگر شکست کھا کر اس نوبت کو پہونچا کہ پیغام بھیجکر بادشاہ سے ملتجی عفو جرائم کا
ہوا اکبر کے دل پر اوسکی طرف سے میل نہ آیا تھا اوسکی قصورونکو معاف کیا بلکہ بادشاہی
جلوس اوسکے لینے کے واسطے بھیجا بہرام خان نے آستانۂ دولت پر قدم رکھتے ہی دستار
گردن میں ڈالی اور نالان و دوان بچشم گریان اپنے تئین زیر پاے پایۂ سریر خلافت
سرنگون کیا اکبر نے خیرخواہ قدیمی سمجھکر دونون ہاتھون سے اوسکے سر کو اوٹھا لیا
اور درجۂ اعلیٰ پر سب امیرون سے اوپر بٹھلا کے خلعت بیش بہا عنایت کیا اور
زبان مبارک سے فرمایا کہ اگر بہرام خان کو کار سپہ گری پسند ہو تو حکومت
کالپی اور چندیری کی اوسکے واسطے موجود ہے اور جو حضور مین رہنا پسند خاطر ہو
تو بھی عاطفت اور مکرمت شہنشاہی بدستور قدیم بے کم و کاست اوس
خیرخواہ دیرینہ کی نسبت مرعی اور ملحوظ ہوگی اور اگر طبیعت اوسکی عبادت اور
اپنے معبود کی بندگی کو چاہے تو مکے کے حج کو روانہ ہو فوج شاہی اوسکی
عزت اور منزلت کے موافق وہان تک پہونچانے کے واسطے ساتھ کر دیجاوے گی
بہرام خان نے جواب دیا کہ بندہ جب ایک مرتبہ قصوروار ٹھہرا اب کس منہ سے
حضور مین رہنے کی کرے حضور سے اوسکے قصور معاف ہونے اسی کو دولت عقبیٰ

عرضیان حکام اور عمال کی سنتا ہی اور ہر ایک پر حکم مناسب چڑھاتا ہے
قبل طلوع آفتاب کے اہالی موالی جمع ہوتی ہین اور دن نکلتے ہی جلوہ شاہی
سی بہرہ یاب ہو کر کورنش بجا لاتی ہین بعد اوسکی بہت سی امور متفرق انصرام
پاتی ہین اور اسوقت بادشاہ بیدار دل تھوڑی دیر تک خواب استراحت فرماتا ہے
اس بادشاہ نے لڑائیان بھی بہت لڑین کبھی کوئی صوبہ دار برسر مقابلہ آیا
کبھی کسی ہندو راجہ سی جنگ ہوئی کبھی اون محمدی بادشاہون سی جنکی
مملکت کی حدین اوسکی سلطنت سی متصل تھین کیفیت بڑا مختصر یہ ہی کہ مالوہ
دو دفعہ اوسکی قبضے سے نکل گیا اور دونون مرتبہ مفتوح ہوا اسی طرح صوبہ گجرات
بھی بڑی لڑائی سی ہاتھ آیا کابل مین اوسکے بھائی نے سرکشی کی اور آخر مغلوب
ہو کر عفو جرائم سی جانبر ہوا صوبہ بنگالہ مین کئی دفعہ سرکشی ہوئی اور خطہ
بے نظیر کشمیر کہ اوسوقت تک کسی سی مفتوح ہوا تھا اس بادشاہ نے خود عزیمت
کی اور دکن کی مہم پر اپنے بیٹے کو بھیجا القصہ جہان اوسکے لشکر کا نشان جاتا تھا
فتح و نصرت پیشوا ہوتی تھی خاندیس بھی اوسنے فتح کیا برار کا صوبہ صلح کر
ہاتھ آیا احمد آباد بھی بڑی لڑائی کے بعد مفتوح ہوا اس بادشاہ کی یہ سب سے
پچھلی مہم تھی جسوقت کہ وہان سی آگرے کیطرف مراجعت کی آیا اکاون برس
کی سلطنت کے بعد ١٦٠٥ء مین درمیان اکبر آباد کے اس عالم فانی سی مسافر عالم
باقی کا ہوا اوسی جگہ اوسکی قبر درمیان سکندرہ کے ہے اور تمام عمر صفات ذاتی

کیا بات سن ذہن مین آوی اور کس امر کی ہدایت اور عقدہ کشائی ہو باوجود قدر
قدرت اور شوکت کی کبھی غصہ اوسکے دلپر نہین آتا بلکہ ہمیشہ خیالات نیک
اوسکے دل مین رہتی ہین کسی ملت اور مذہب کی تحقیر و تضحیک کا کلمہ اوسکے
مُنہ سے نہین نکلتا اور امور واجب مین کبھی تکاسل و تغافل اوس سے
ظہور مین نہین آتا یہ بادشاہ ہر بات پر سجدہ شکر کا درگاہ ایزدی مین بجالاتا ہے
اور ہمیشہ نگران اپنی حال اور افعال کا رہتا ہی خصوص صبح و شام اور نصف روز
اور نصف شب دلکو تمام امور دنیوی سی ہٹا کر طرف معبود کے رجوع کرتا ہے
گنہگارون کی تقصیرین معاف کرتا ہی رعایا کی رفاہ اور آسودگی پر نظر
رکھتا ہی خواہش نفسانی کا طالب نہین ہوتا اور شب و روز مین فقط
ایک مرتبہ طعام تناول فرماتا ہی اور خواب بہت کم کرتا ہی باقی تمام وقت
امور ضروری کی انصرام مین صرف کرتا ہی شام کو تھوڑی دیر آرام کی بعد کام
مین مصروف ہوتا ہی بعد اوسکی خلوت مین مجلس حکما اور فضلا کی جمع کرکی
دانائی اور عقلمندی کی باتین سنتا ہی علمون کی رموز اور دقیقونکو اپنی
عقل باریک بین سی دریافت کرتا ہی اور نئی آئین ایجاد فرماتا ہی اسلاف
کی غلطیون کو اصلاح دیتا ہی اور اخلاف کی واسطی ضوابط صحیح اور درست
مقرر کرتا ہی اوسکی مجلس مین فاضل تاریخ دان بھی حاضر رہتی ہین اور روایات
پیشین کو بکم و کاست بیان کرتے ہین بعد ازان بادشاہ کچہ بات کہتا

جہانگیر خطاب اختیار کیا اگرچہ لوگون نے خسرو ابن جہانگیر سے سازش کر کے
چاہا کہ جہانگیر کے اس بیٹے کو تخت پر بٹھلا دین مگر پیشرفت نگئی اور جہانگیر نے بسبب
مہر پدری کے اس دفعہ جرم اپنے بیٹے خسرو کا معاف کیا پر خسرو نے پھر بغاوت
کی تب پادشاہ نے اوسکی فوج کو شکست دی کر اوسکو اپنی حضور مین بلوا کر
یہ حال پوچھا تو اوسنے اپنے اس جرم کا اقرار کیا مگر اپنے ساتھ کے سرکشون کا نام
ہرگز زبان پر نہ لایا آخر کار تمام عمر اوسکی قید کا حکم ہوا اور اوسکی حمایت
کرنے والون کو تلاش کر کے ایک ایک کو بہت تکلیف دیکر اوسکے سامنے
جان سے مارا دس برس کے بعد یہ پادشاہزادہ قید سے رہا ہوا اور اوسکو اوسکے
حقیقی بھائی شاہجہان نے اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا۔ جہانگیر کی تاریخ مین
اوسکا عاشق ہونا ایک امیر کبیر کی منکوحہ پر اور پھر اوسکو اپنی قابو مین لانا
بعد قتل کرنے اوسکے شوہر کے سب سے بڑا ماجرا اور گناہ تصور کیا گیا ہے اسکا
یہ قصہ ہے کہ ایک شخص مسمی خواجہ ایاز کسی عالی خاندان کا بگڑا ہوا قوم
تاتار سے تھا جب محتاج نان شبینہ ہوا تو اوسنے مع اپنی بیوی کے ہندوستان کا
سفر اختیار کیا اون ایام مین اوسکی عورت حمل سے تھی جس وقت یہ دونون
اوس دشت سے گذرتے تھے جو ہندوستان اور تاتار کی راہ مین واقع ہے
راستے مین ایک لڑکی پیدا ہوئی خواجہ ایاز اوسکا باپ اون دنون افلاس مین
مبتلا تھا یہ سوچکر کہ اس لڑکی کی پرورش کیونکر کرینگے اور کہان اسکو

اور حسن انتظام امور ملکی ومالی مین نیکنام رہا اوسکی تاریخ وفات یہ ہے

تاریخ وفات اکبر پادشاہ

فوت اکبر شد از قضاے الہ	گشت تاریخ فوت اکبر شاہ

اس پادشاہ کی مذہب مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ وہ شیعہ تھا اور بعضے کہتے ہین کہ ہنود کے مذہب سے اوسکو بڑا اعتقاد تھا مگر اصل حال یہ ہی کہ وہ کسی اور مذہب کا معتقد نتھا ہان اوسکو ہر ایک مذہب کی کتاب سننے اور اعتقادی باتین ہر ایک مذہب کی دریافت کرنے کا شوق بہت تھا چنانچہ اسیواسطے پرتگیز کی پادشاہ کو نامہ لکھکر تین بار پادری لوگ تحقیق مذہب عیسوی کی واسطے بلوائی اور انجیل سنی اور مباحثہ اون مین اور مسلمانون کی عالمون مین ہوا چونکہ اکبر کسی مذہب سے تعصب نرکھتا تھا اسی واسطے اتنے دنون تک اوسکی سلطنت قائم رہی اور سب لوگ ہندو اور مسلمان وغیرہ اوسکی مداح ہین

شاہزادہ سلیم ابو المظفر نور الدین عرف جہانگیر پادشاہ

شہنشاہ اکبر کی وفات کی بعد اوسکا اکلوتا بیٹا شاہزادہ سلیم سنہ ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۶۰۵ء سنہ ہجری کے تخت ہندوستان پر قلعہ اکبرآباد مین جلوس فرما ہوا اوسکم

پونچا ایاز مرد زیرک اور صاحب سلیقہ اور عاقبت اندیش تھا جلد تر نوکر ہو گیا
رفتہ رفتہ چند روز مین ایسا بڑھا کہ اکبر پادشاہ کی عدالت مین میر بخشی کے
عہدے پر ممتاز ہوا اوسنے اس اپنی بیٹی نورجہان بیگم کی تعلیم مین بہت
کوشش کی چنانچہ وہ پڑھ لکھکر قابل ہوئی اوسکا حسن اور علم اور عادات
دیکھکر شاہزادہ سلیم کے ہوش باختہ ہو گئے مگر چونکہ اوس لڑکی کی
نسبت شیر افگن خان ترکمان سے ہو چکی تھی اسواسطے اکبر پادشاہ نے
شاہزادہ سلیم کی خاطر سے اوس نسبت کا چھڑانا بعید از انصاف سمجھکر اوس امر مین
دخل دینا مناسب نجانا یہانتک کہ نورجہان کا نکاح شیر افگن خان سے
ہو گیا شہزادہ سلیم منہ دیکھتا رہ گیا لیکن جبکہ جہانگیر تخت سلطنت پر
بیٹھا تو اپنے مقصد کے حاصل کرنے کی فکر مین پڑا کئی دفعہ شیر افگن خان کے
مار ڈالنے کی تجویز کی مگر وہ بھی ایسا شجاع اور بہادر تھا کہ پادشاہ کو
علانیہ مروا ڈالنے کا حوصلہ نہ پڑا ایکدفعہ پادشاہ نے شیر کا مقابلہ شیر افگن خان
سے کروایا اور ایکدفعہ ایک مست ہاتھی اوسکے سامنے چھوڑدیا مگر شیر افگن خان
اپنی قوت بازو سے جو انسان کی طاقت سے باہر تھی اون دونون بلاؤن سے
سلامت بچا آخر کار جہانگیر نے ایک امیر کو جسکا نام قطب تھا صوبہ داری بنگالہ کا
اس شرط پر دیا کہ وہ شیر افگن خان کو کسی لڑائی مین قتل کر ڈالے اسپر بھی
چالیس قاتل جو اس صوبہ دار نے شیر افگن خان کے قتل کرنے کو روانہ کیے تھے

لیکر پھر ہین گر اور یہ بھی خیال کرکے کہ یہ لڑکی بڑی منحوس ہے جو ایسی
مفلسی مین پیدا ہوئی ہی اوسکو اوسی جگہہ جنگل مین چھوڑکر قدم آگے
بڑھایا پر پیٹ کی آنچ بری ہوتی ہی محبت جوش کر آئی دو دو قدم پیچھے
مڑ مڑکر دیکھتی تھے آخر کو مان کا قدم آگے نہ اوٹھا ایک جا مثل سرو کے
کھڑی ہوکر زار زار رونے لگی اور روتے روتے وہین ریگستان کے
میدان مین گر پڑی اور مثل ماہی بے آب اوس بچی کو یاد کرکے تڑپنے لگی
مگر اتنی طاقت اوسمین نتھی جو پھر کر جاوے اور اوس بچی کو اوٹھالاوے
خواجہ ایاز کا دل بھی یہ حالت دیکھکر اومنڈ آیا کہنے لگا کہ صبر کرو مین جاتا
ہون اور بیٹی کو تمھارے پاس لے آتا ہون خیر جو قسمت مین لکھا ہی سو ہوگا
غرض اونھین پاؤن پیچھے پھرا جب ہان پونہچا جس جگہہ اوسکو چھوڑا تھا
کیا دیکھتا ہی کہ ایک کالا سانپ اوس لڑکی سے لپٹا ہوا ہی یہ بے اختیار
محبت کی جوش مین آگے بڑھا اور شور کیا وہ سانپ فوراً الگ ہوکر
ایک درخت کے کھوہ مین چلا گیا ایاز نے بچے کو صحیح وسلامت پایا
خدا کا شکر کیا جھپٹ کر گود مین اوٹھالیا اور گلے لگا کر منہ چومتا ہوا
اوسکی مان کے پاس لایا تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک قافلہ مسافرونکا
ملا اونھون نے ان دونون کو بے سروسامان دیکھکر بطور خیرات کے کچھہ خرچ
جمع کردیا زن وشوہر خدا کا شکر بجالائے قطع منازل کرتے ہوئے لاہور تک

نورمحل یا نورجہان اپنی باپ کی مرتی ہی سلطنت مین غل مچانی لگی اشا
فرمانون پر نورجہان کے حکم ہوتی تھی آپ دربار کرتی تھی پادشاہ مثل
دیوانون کے اوسکی صورت پر عاشق و محو رہتا تھا جو فرمان کہ حسب الحکم نورجہان بیگم
کے لکھے جاتے تھے اوس پر یہ طغرا لکھا جاتا تھا حکم علیہ عالیہ
مہد علیا نورجہان بادشاہ اور اوسکی مہر پر یہ شعر تھا شعر

نورجہان گشت بحکم اله	ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ

اگرچہ خطبہ بیگم کے نام کا نہین پڑھا جاتا تھا مگر روپیہ پر آخر کو سکہ
نورجہان کا یہ مضروب ہونا شروع ہو گیا تھا شعر

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور	بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر

اور جہانگیر کا سکہ ہر ایک شہر مین مختلف تھا چنانچہ اکبر نگر مین
سنہ ۱۰۲۳ ہجری مین یہ سکہ رائج کیا شعر

روی زر را ساخت نورانی برنگ مہر و ماہ	شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ

اور جب بعد وفات اکبر بادشاہ کے آگرہ مین تخت پر بیٹھا تو یہ سکہ جاری ہوا شعر

سکہ زد با آگرہ شاہی بزر در مہر و ماہ	شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ

ایضاً

سکہ زد در شہر آگرہ خسرو گیتی پناہ	شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ

اور شہر لاہور مین درمیان سنہ ۱۰۱۸ ہجری کے یہ سکہ مضروب ہوا شعر

اونسے مار کر بھگا دیے آخر کو صوبہ دار بنگالہ فوج لیکر اوسپر چڑھا اس دفعہ بھی
شیر افگن خان نے بڑی دلاوری و شجاعت دکھائی اور قطب کو جو ایک ہاتھی پر سوار تھا مع
چند اور سرداروں کے اپنے ہاتھ سے مارا پر جسوقت چار طرف سے تیروں کی بوچھار
اوسپر ہونے لگی تب لاچار ہو کر مارا گیا +

نورجہان جسکے دل مین بادشاہ کی بیوی بننے کا شوق تھا اور حکومت
کی تشنہ تھی چھٹے سن جلوسی جہانگیر مین اپنی خاوند کی مرنے ہی بادشاہی محل مین
داخل ہوئی مگر بادشاہ کو اوسکے خاوند کے مروا ڈالنے کی ایسی ندامت تھی
کہ چار برس تک اوس عورت کی خبر بھی نہ پوچھی جب چار برس کے بعد دفعتاً ایک روز
بادشاہ کی نظر نورجہان پر پڑی تو فوراً اوسکا عشق جوش کر آیا اور محبت
پیدا ہوئی ایاز یعنی نورجہان کا باپ وزیر اعظم ہوا اور اوسکے دونون بھائی
بڑی بڑی عہدون پر سرفراز کیے گئے اور امور سلطنت مین اختیار کلی
اونھین دیا گیا مگر جبتک کہ ایاز جیتا رہا تب تک اوسکی نیک ذاتی سے
کسی کو اپنی حق تلفی کی شکایت نہوئی بلکہ اوسکی وزارت مین سب رعایا اپنی
حق کو پہونچتی تھی مگر ایاز کی وفات کی بعد بہت فتنے برپا ہوئی جنکا تدارک
بڑی دشواری سی ہوا چنانچہ شاہزادہ خورم عرف شاہجہان نی باغی ہو کر
پہلے اپنے بھائی خسرو کو قتل کیا پھر صوبہ دکن مین باپ پر لشکر کشی کی
اور شکست کھائی اور خود گرفتاری سے بچ کر کئی برس تک آوارہ و پریشان پھرا کیا +

اور بڑا نام ہوگیا تھا اور بڑی قدرت اور قوت اوسکو حاصل ہوگئی تھی تخت کی لالچ مین اس شاہزادہ شاہجہان نے اپنے بڑے بھائی خسرو کو جو ابتداے سلطنت جہانگیر مین خلل انداز ہوا تھا اور اب بعد دس برس کے اوسنے رہائی پائی تھی اور بادشاہ کو اوسکی غور و پرداخت منظور تھی قتل کیا چنانچہ خسرو کی بیچاری بیوی ایک روز صبح کو جو اوسکے خیمے مین گئی تو کیا دیکھتی ہی کہ وہ خون مین لوٹ رہا ہی اس عورت نے بڑی زور و شور سے واویلا کی تمام لشکر مین اوسکی آواز سنکر دھوم پڑ گئی کہ کیا ہوا شاہجہان اوس جگہہ گیا اور بظاہر ایسا غمگین ہوا کہ اوسپر کسی نوع کا شک نہ ہوتا تھا مگر اوسکے باپ اور تمام آدمیونکو ثابت ہوا کہ شاہجہان نے اوسکو قتل کیا ٭

جہانگیر کا اس نازک وقت مین صرف مہابت خان اوسکا سپہ سالار برامد کار تھا اس سردار نے اوسکو نہایت استقلال سے سلطنت پر قائم رکھا اور بسبب شجاعت کے پادشاہ کا طرفدار ہوکر شاہجہان کو بارہا شکستین دین بلکہ جسوقت شاہجہان فوج کی فراہم کرنے کے واسطے گجرات یا بنگالہ کو گیا تو اس بہادر آدمی نے شاہزادہ مذکور کا ایسا تعاقب کیا کہ اوسکو ذرا فرصت نہ دی الغرض اس پادشاہزادے کو مہابت خان ہی نے پست ہمت کر دیا تھا مگر جب بتوقع انعام اور مرحمت سلطانی کے مہابت خان دارالخلافہ مین آیا نور جہان نے جو پادشاہ کے حق مین بدی کا فرشتہ تھی مزاج جہانگیر کا مہابت خان سے برگشتہ کر دیا تھا

بمہر بادروان تا فلک بود دردور | بنام شاہ جہانگیر سکۂ لاہور

احمد آباد مین یہ سکہ سنہ ۱۹ ہجری مین مطبوع ہوا شعر

سکہ زد در احمد آباد از عنایات الٰہ | شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ

اور شہر برہانپور مین یہ سکہ رائج کیا شعر

سکہ زد در شہر برہانپور شاہ دین پناہ | شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ

یہ سب روپیے جہانگیر کے سکہ کے مولف نے بچشم خود دیکھے ہین
اور ایک روپیہ پر جو برہانپور کا سکہ ہے اس طور پر لکھا ہوا دیکھا

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ برہانپور

محمد نورالدین جہانگیر پادشاہ غازی ضرب

شاہجہان جسوقت باغی ہوکر پادشاہ سے مخالف ہوکر لڑا تھا تو مہابت خان کی جوانمردی بہت کام آئی تھی اور اس لیے جہانگیر نے اوسکو اپنی عنایت سے سرفراز کیا تھا مگر نورجہان بیگم جو کسی کو نہ دیکھہ سکتی تھی اور پادشاہ کے مزاج پر بالکل قابض تھی اوسنے مہابت خان جیسے خیرخواہ کو جدا کروادیا شاہجہان نے جو بغاوت کی تھی اوسکی وجہ صرف یہی تھی کہ وہ بڑا بیٹا تھا اور سلطنت کا مستحق تھا اور نورجہان بدل چاہتی تھی کہ کسی طرح مرزا شہریار جو اوسکے شکم سے تھا تخت پر بیٹھے مگر شاہجہان تمام بیٹون سے زیادہ لیاقت رکھتا تھا اور فتوحات دکن کی جو اوسنے کی تھین اونکے سبب اوسکی شہرت ہوگئی تھی

جو بندی کی خون کی پیاسی ہین حضور کی حمایت مین آیا ہون بادشاہ نے پوچھا کہ یہ فوج مسلح تمھاری ساتھ کسواسطے ہی اوسنے جواب دیا کہ میری جان کی حفاظت اور کینہ کا بدلا چاہتی ہی جہانگیر نے کہا کہ مجکو تیری جان مارنے کا خیال ہرگز نہین تھا اور کلمات نوازش آمیز فرمانے لگے مہابت خان نے بادشاہ کو راجپوتونکے پہرہ مین سپرد کردیا نورجہان بیگم نے جو پار اوتر گئی تھی جسوقت یہ خبر سنی کیسی غصہ ہوئی اور کیسی گھبرا گئی کہ بیان کرنا اوسکا بیفائدہ ہی غرضکہ بعد مشورہ کے یہ صلاح ٹھہری کہ مہابت خان پر بادشاہ کی رہائی کے واسطے حملہ کرنا چاہیی اور اگرچہ دریا سے اوترنا مشکل تھا کیونکہ راجپوت لوگ مقابلہ پر تھی پھر بھی نورجہان نے فوج کا دل بڑھانے کے واسطے سب سے اول اپنا ہاتھی دریا مین ڈالدیا اور چار ترکش تیرون کو خالی کیے اس بیگم کے چار پیلبان بھی مارے گیی اور اوسکی بیٹی کو بھی بازو پر زخم لگا جبکہ فوج شاہی کنارے پر آگئی راجپوتون نے پے درپے حملے کرکے اونکو شکست دی پھر فوج کثیر بسرکردگی بہادر امیرون کی اطراف سے آگئی اور مہابت خان کی پچھلی فوج پر حملہ کیا یہ فوج اگرچہ قریب بادشاہ کے خیمے کو پہونچ گئی تھی اور تیرباران ہورہا تھا مگر صرف بادشاہ نے ڈھالین ڈالدی تھین اسلیے وہ بچ رہا تھا آخرکار مہابت خان نے فتح پائی نورجہان لاہور کی طرف بھاگ گیی مگر بادشاہ نے اوسکو خط لکھکر لشکر مین بلوایا مہابت خان نے نورجہان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور بادشاہ سے بھی جبرًا اوسکے قتل نامہ پر

اور یہ سمجھا دیا تھا کہ مہابت خان شاہجہان سے ملگیا ہے اور حضور والا کو تخت سے
اوتارنے کا ارادہ رکھتا ہے جب یہ حال مہابت خان کو معلوم ہوا اپنی جان
بچانے کو اپنے قلعہ رنتھنبور کو مراجعت کر کے چلا گیا بادشاہ کے دربار سے
خفگی کے فرمان صادر ہونے لگے آخر کو وہ قلعہ مستحکم کہ جسکی حکومت پر
مہابت خان متعین تھا نورجہان بیگم کے کسی آوردہ کو سونپا گیا اور مہابتخان
کے نام حکم محکم پہونچا کہ جلد اپنی تئین حضور سلطانی مین حاضر کرے اگرچہ مافی الضمیر
بادشاہ کا اس حکم سے ظاہر تھا لیکن مہابت خان اپنی بیگناہی کے بھروسہ پر
بے اندیشہ حضور شاہی مین جانے کو مستعد ہوا اوسوقت پانچہزار راجپوت اوسکی
مدد پر تھے اور بادشاہی لشکر کابل کو جاتا تھا جب وہ جھیلم پر پہونچا تو معلوم
ہوا کہ فوج شاہی جھیلم دریا سے اوتر گئی اور نورجہان بیگم ہمراہ اپنے بھائی
آصف خان کے جو وزیر اعظم تھا دریا پار چلی گئی ہے صرف بادشاہ مع چند
امیرون کے بے خطرہ پیچھے رہ گئے اوسوقت مہابت خان نے یہ دلیری کی کہ
راجپوتون کو لیکر آگے بڑھا اور پل کا بندوبست کر کے تھوڑے سے
سوار لے کر بادشاہ کے خیمے مین گھس گیا امرانے کچھہ مقابلہ کیا پر دشمن کو
قوی دست دیکھکر سب دم بخود ہو گئے مہابت خان نے تھوڑی تلاش کی بعد
بادشاہ کو نہانے کے خیمے مین پایا بادشاہ نے مہابت خان کو دیکھتے ہی کہا
کہ مہابت خان تمھارا کیا ارادہ ہے اوسنے جواب دیا کہ دشمنون کی سازش سے

اوسکی نوکرون نی اطلاع ہوئی کہ ایک غریب آدمی کچہہ عرض کرنا چاہتا ہی اوسکی دل مین رحم آیا سامنی بلوایا جب اوسنی دیکھا کہ وہی شخص مہابتخان ہی جو ابھی مالک تمام ہندوستان کا تہا اوسکو خلوت مین لیگیا اور آصف خان نی خود اپنی بہن کی ظلم اور جہانگیر کی بیوقوفی کا اقرار کیا تب مہابتخان نی یہ صلاح بتلائی کہ سب سی بہتر تدبیر انتظام ملک کی واسطی یہ ہی کہ شاہجہان تخت نشین کیا جاوی آصف خان نی تامل کی بعد اسرای کو پسند کیا اور اوسی وقت سی خط کتابت شاہجہان سی شروع ہوئی لیکن چند موانع کی باعث سی اس تجویز کا اظہار نہوسکا اسی عرصہ مین بادشاہ کو دمی کی بیماری بسبب اقامت ملک کشمیر کے بہت بڑھ گئی اور نوین تاریخ ماہ نومبر سنہ ۱۶۲۷ع کو مطابق سنہ ۳۶ ہجری کے انتقال کیا اوسکی تاریخ وفات یہ ہی *

تاریخ وفات جہانگیر بادشاہ

شہنشاہ جہان شاہ جہانگیر
کہ دست عدل او بر آسمان رفت

چو نورالدین محمد بود نامش
ازان با در فتنش نور جہان رفت

ازین ماتم سراچون رخت بربست
جہان غمگین شد و از جہان رفت

چو تاریخ وفاتش جست کشفی
خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت

دستخط کرے پراس عقلمند بیگم نے یہ کہا کہ ابتو مین ہاری جاؤن گی مجکو میرے مالکسے صرف مل لینے دو مہابتخان نے اجازت دی مگر اس شرط پر کہ میرے روبرو ملاقات ہووے چنانچہ بادشاہ کے خیمے مین وہ داخل ہوئی اور اپنے خاوند کے روبرو خاموش کھڑی ہی جہانگیر بھی اوسکے حسن اور خوبصورتی اور غم کو دیکھکر رونے لگا اور لاچار ہوکر مہابت خان سے منتین کرکے اپنی بیوی کی جانبخشی کروائی غرضکہ مہابت خان نے اوسکی جان بخشی کی بعد ازان مہابت خان بادشاہ کو کابل مین لے گیا اور نہایت ادب سے پیش آیا اور تمام جلوس شاہی قائم رکھا آخر کار بعد عفو کرائے قصور کے اپنا اختیار سب چھوڑ دیا بادشاہ کا مثل سابق اختیار ہو گیا پر اوسنے ایسی حرکت نہ کی تھی جو چین سے بیٹھنا اوسکو نصیب ہوتا بادشاہ جہانگیر کا مزاج تو البتہ ایسا تھا کہ وہ اوسکے جرم کو معاف کردیتا بلکہ بھول بھی جاتا لیکن نورجہان کے دلمین جو بغض تھا وہ بغیر مقتول ہونے مہابت خان کے ہرگز منع نہین ہوسکتا تھا تب مہابت خان بھاگا نورجہان نے فوراً اوسکا مال ضبط کیا اور اشتہار دیا کہ جو کوئی شخص مہابتخان کا سرکاٹ کر لاویگا بڑا انعام سرکار سے پائیگا تمام ضلاع مین اوسکی تلاش ہوئی آصف خان وزیر اعظم جو بھائی خود بادشاہ تھا اپنی بہن نورجہان کے ظلم اور اون حرکات ناشائستہ سے جو وہ بادشاہ کو بھکا کر کرواتی تھی بہت ناراض تھا پر لاچار تھا ایکدن شام کے وقت جب اندھیرا ہو گیا آصف خان کو

شہریار کو اور بہاور کی اولاد کو قتل کیا اور تیمور کی اولاد مین سب مردون کو یہان تک کہ بچون کو بھی زندہ نہ رکھا سب کو چُن چُن کر قتل کیا +

باوجود اس احتیاط کی رقیب سلطنت ایک اور شخص ظاہر ہوا یعنی ایک شخص مسمیٰ لودھی جو اپنی تئین افغانی خاندان سے بتلاتا تھا جس وقت کہ شاہجہان دکن مین برسر فساد تھا اس امیر کو بادشاہ جہانگیر نے اوسکی مقابلہ کیواسطے روانہ کیا تھا وہ جہانگیر کی وفات کی خبر سنکر شاہجہان کی تخت نشینی کا مانع ہوا شاہجہان نے اوسکو کہلا بھیجا کہ اگر تو متابعت کریگا تو تیری حق مین اچھا ہوگا وہ راضی ہوگیا اور اوسکو صوبہ مالوا عطا ہوا بعد ازان حسب الحکم شاہجہان کے دار الخلافہ مین آیا اور دربار مین گیا وضع سابقہ کو بدستور نپایا بلکہ اہلکاران شاہی کو تدبیر گرفتاری مین پایا یہ دیکھکر اوسکے بیٹے عظمت خان نے دربار مین تلوار کھینچ لی اور لودھی اپنے مکان کو جلد بھاگ آیا ایک سو آدمی اوسکی ہمراہ تھے سب اوس مکان مین محصور ہوگئے مگر چونکہ دشمنون مین گھر گیا تھا اور موت کا سامنا تھا اسی طرح طرح کے خدشے اوسکی خیال مین گذرتے تھے۔ اسی عرصے مین گھر سے آواز رونے کی آئی لودھی فوراً اندر گیا دیکھا تو تمام عورتین خون مین لتھڑی ہین معلوم ہوا کہ ان عورتون نے بپاس عزت اور ناموس کے یہ خیال کہ مبادا دشمنون کی ہاتھ مین اسیر اور قید ہو جائین اپنی ہاتھ سے

شہر لاہور مین شاہ درہ مین مدفون ہوا اسی پادشاہ کی وقت مین سر طامس رو
سفیر جیمس اول شاہ انگلنڈ دربار شاہی مین حاضر ہوا اور اوسکو سورت مین کوٹھی
بنانی کی اجازت ملی تھی یہ پادشاہ نیک مزاج اور رحمدل تھا مگر ایسا متلون المزاج
تھا کہ اوس سی انتظام ایسی بڑی سلطنت کی امور کا نہو سکتا تھا طامس رو صاحب
لکھتا ہی کہ اگر یہ پادشاہ بدمزاج ہوتا تو بہتر ہوتا بہ نسبت اور لوگون کے صوفیہ
اور مست فقیرون سی بہت خوش تھا اور اونسی صحبت گرم رکھتا تھا۔

شاہجہان بادشاہ

جہانگیر ابن اکبر کی دو لڑکے یعنے شاہجہان اور شہریار اوسکی وفات کی بعد باقی
اگرچہ بروقت وفات کی جہانگیر نے یہ وصیت بسبب ورغلانی نورجہان بیگم کی
کی تھی کہ شہریار جو نورجہان کی لڑکی سی منسوب تھا اور یہ لڑکی اوسی شیر افگن خان سے
تھی بعد اوسکی والی تخت و تاج ہووے پر مہابت خان اور آصف خان وزیر
اعظم نی اگرچہ وہ بھی بھائی نورجہان بیگم کا تھا شہریار کو ذیحق نہ سمجھکر تدبیر
واسطی تخت نشینی شاہجہان کی کی اور شہریار قبل پہونچنے شاہجہان کے کہ وہ
اون ایام مین دکھن مین تھا شکست کھا کر اسیر اور اندھا بھی ہو چکا تھا
جبکہ شاہجہان تخت سلطنت پر بیٹھا تو اوس سی نہایت خراب تدبیرین
انتظام سلطنت کی نسبت وقوع مین آئین وہ یہ تھین کہ پہلے اپنی بھائی

بھی شرط ہو گئی تھی ایلیے وہ اپنی ملک سی نکل گیا اور اگرچہ بادشاہ نی تمام رستے
بند کر دیے تھی مگر وہ شجاع مع اپنی رفیقون کی مالوہ مین پونہچا۔ شاہجہان نے
فوراً عبداسد کو مع دس ہزار سوار کے لودھی کی تعاقب کی واسطی متعین کیا لودھی
اس باعث سی کہ اوسکو اتفاق حملون کا اثنای راہ مین پڑتا تھا بہت شکستہ حال
ہو گیا تھا جب اوسنی دیکھا کہ فوج کثیر قریب آگئی ہی اور اوسکا بڑا بیٹا بھی مارا گیا
صرف تیس ۳۰ آدمی ساتھ رہ گئی ہین اور یہ بھی گھر گئی ہین تب دشمن پر حملہ کیا ناگہان
ایک گولی اوسکی چھاتی مین ایسی لگی کہ جانبر نہوا اور ہمراہی بھی اوسکے ساتھ
اوسی کھیت مین رہی۔ مہابت خان سپہ سالار اور آصف خان وزیر اعظم
شاہجہان کے دربار مین مشہیر ہوئی اور بادشاہ نے اون دونون کی مشورے پر بعضی دفعہ
ظلم اور ستم بھی ہی نہین دست کشی کی بلکہ اور بہت اچھی کام کیے چنانچہ راجہ بندیل کھنڈ
کی جان بخشی کی اور پھر اوسکو اوسی کی ملک پر بحال کر دیا اگرچہ یہ بادشاہ مذہب
اسلام مین متعصب نتھا مگر ابتدا مین ہندون کی بیہودہ باتین دیکھکر اون سے
بہت برہم ہوا اور اونکو سخت ایذا دی جب دیکھا کہ ہندو لوگ اپنی بتون کی
پرستش اور واہیات رسوم سی باز نہین آتی لاچار ہو کر مسلمان اور ہندو
دونون کو یکسان سمجھنے لگا اور پھر کسیکو ایذا نہ دی اسکی وقت مین ہند کی
سلطنت بہت وسیع ہو گئی تھی قندھار اور بلخ پر بھی اوسنی چڑھائی کی گو بہ
سبب استحکام شاہ عباس کی کامیاب نہو سکا مگر ملک دکھن کے راجہ اور نواب بھی

اپنی اپنی شکم مین خنجر مارلیے لودھی یہ دیکھکر گویا دیوانہ ہوگیا۔ الغرض دونون بیٹون کو ہمراہ لیکر گھوڑی پر سوار ہوا اور نقارے بجواتا ہوا مکان سے نکلا اور پکار کر کہتا جاتا تھا کہ ظالم بادشاہ کو ان نقارون سے اطلاع دیتا ہون کہ مین جاتا ہون اور دوبارہ آنکر اوسکی جان پر مصیبت برپا کرون گا اگرچہ اوسکا تعاقب فوراً کیا گیا پر وہ لشکر کو اپنی پاس نہ آنی دیتا تھا افسوس کہ دریای چنبل موسم برسات کی باعث سے طغیانی پر تھا اوسکا سد راہ ہوا مگر پھر بھی اوسنے یہ بہادری کی کہ فوج کی قریب آتے ہی گھوڑی دریا مین ڈالدی اور اگرچہ عظمت خان اوسکا پیارا بیٹا اور اوسکی ہمراہی ماری گئی مگر وہ پار ہوگیا اور دکھن مین جاکر اوسنے علم سرکشی افراختہ کیا اور علاوہ جمع کرنے اپنی رفیقون کی حاکم گولکنڈہ اور بیجاپور کو بھی بادشاہ سے باغی کردیا کیونکہ یہ لوگ شاہجہان سے آزردہ خاطر بہت تھی۔ شاہجہان ایسا ڈر گیا کہ اوسکو بدون جنگ کرنی کی اور کچھہ چارہ نسوجھا اور چونکہ تمام فوج پر اوسکو بھروسا بہت تھا اسلیے علیحدہ علیحدہ فوج بسرکردگی ارادت خان اور راؤ سرداروں کے مختلف مقامون پر واسطی تنبیہ مفسدان کے روانہ کی مگر یہ فوج لودھی پر ہرگز غالب نہوئی سب نے شکست پائی آخرکار شاہجہان نے آصف خان کو تمام فوج کا سپہ سالار مقرر کیا آصف خان کا نام سنتی ہی دشمن پراگندہ ہوگئی پر لودھی قسمت آزمائی کی ارادی پر لڑتا رہا آخر کو شکست کھائی گولکنڈہ کا بادشاہ مطیع ہوگیا اور چونکہ لودھی کو پکڑوادینی کی

ولیعہدی کی تجویز تھی یہ لڑکا اگرچہ نیک اور علم دوست اور عیش و عشرت سے متنفر تھا پر عاقبت اندیش نتھا اور اوسکی مزاج مین جلدی بہت تھی +
دوسرا بیٹا شجاع عباس رحم دل اور بدلا اور تھا ملک بنگالہ پر حکومت کرتا تھا +
تیسرا مراد جلیل القدر اور دلیر اور جنگجو تھا یہ بادشاہزادہ گجرات مین حکمرانی کرتا تھا +
پر چوتھا بیٹا ان سب بھائیون بلکہ باپ سے بھی الگ ایک خصلت رکھتا تھا اس شاہزادہ کا نام اورنگزیب تھا وہ نرم مزاج تھا مگر پر مہر تھا اور اگرچہ بیدار مغز اور صاحب احتیاط تھا لیکن ساتھ ہی اسکے پرفن تھا اور توڑ جوڑ مین لگا رہتا تھا اسبات مین اوستاد تھا کہ باطن مین کچھ تھا ظاہر مین کچھ اگرچہ تیز ہوش اور زیرک تھا لیکن تیرہ باطن تھا ہمیشہ اس فکر مین رہتا تھا کہ دشمن موافق ہون اور دوست پیدا ہون مگر باوجود ان سب باتون کے شجاع تھا اور فن سپاہگری مین ہوشیار اور خوبصورت اور وجیہ تھا اور شرفا و اہل دربار سے الطاف اور مہربانی سے پیش آتا تھا اوسکی تقریر دلپذیر اور فصیح تھی مگر جملہ امور مین نمائش اوسکی مزاج مین اسقدر تھی کہ اوسکی مذہب کی معاملات مین بھی ریا کا ظن کیا گیا ہے اور اگرچہ اوسنے مذہب کو اپنی تدبیر ملکی کا ایک آلہ بنایا ہو لیکن حقیقت مین وہ اپنے مذہب مین صادق تھا اور متعصب بھی تھا حتی کہ ایک مرتبہ ترک دنیا کا اظہار کیا اور تمام زندگی بھر اپنے مذہب پر ایسا قائم رہا کہ بعض اوقات ایسے معاملات مین بھی کہ جو اوسکی

بہ نسبت سابق کے اوسکے زیادہ مطیع تھی ہندوستان مین شاہجہان بادشاہ نے
بڑی بڑی رونق دار مکانات بنائے چنانچہ دہلی نو کو شاہجہان آباد خطاب دیکر
اپنا مسکن مقرر کیا اور قلعہ سنگ سرخ کا ایسا تحفہ بنوایا کہ پادری ہیبر صاحب
فرماتے ہین کہ مین نے اپنی زندگی مین ایسا تحفہ قلعہ کہین نہین دیکھا جامع مسجد
جو اس شہر مین بنوائی نہایت عالیشان ہی اوسکے برابر تمام ہندوستان مین
کہین کوئی مسجد نہین ہی روضہ تاج محل جو آگرہ مین اس بادشاہ نے اپنی پیاری بیوی
کے واسطے بنایا تھا تمام عمارتون سے عمدہ ہی یہ روضہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے
اور ایک سو نوے گز مربع مین بنا ہی بڑے قیمتی پتھر اوسمین لگے ہوئے ہین قطر گنبد کا
۲۴ گز ہی اور گرد اوسکے بڑا دلچسپ باغ بنا ہوا ہی اس روضہ کی تعمیر مین ۷۵
لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہی بیس برس تک شاہجہان کی سلطنت امن سے رہی
جب آصف خان اور مہابتخان جو رکن اعظم اوسکی سلطنت کے تھے مر گئے
تو بادشاہ کو امور سلطنت مین زیادہ مصروف ہونا پڑا اور اوسنے تمام خلق کو
اپنے سے راضی کیا۔ اس بادشاہ کے چار بیٹے بڑے خوش نصیب اور قابل حکمرانی
کے تھے ان لڑکون مین اور باپ مین باہم بدرجہ کمال ربط تھا اونکو بڑی بڑی
عہدے بادشاہ نے مقرر کر دیا تھا مگر جبکہ وہ جوان ہوئے تو اون مین بڑی
دشمنی پیدا ہوئی کیونکہ اونمین سے ہر ایک دعوی تخت کا رکھتا تھا۔ دارا شکوہ
بڑا بیٹا بادشاہ کو بہت عزیز تھا ہمیشہ بادشاہ کے ساتھ رہتا تھا اوسکے واسطے

یہ ثابت ہوتا تھا کہ اپنی جان کی محافظت کریں مرزا شجاع جو بنگالہ مین
تھا اوس نے وہان سے حرکت کی اور دار الخلافہ کو چلا - اوسکے تھوڑے دنون کے بعد
مرزا مراد نے گجرات سے تمام حقیقت حال اورنگ زیب کو لکھی اور اوسکو لکھا کہ
ہم تم دونون مجتمع ہوکر دارا شکوہ پر چڑھائی کرین اس صلاح کو اورنگ زیب نے بھی پسند
کیا اس عرصہ مین بادشاہ نے صحت کلی پائی دارا شکوہ نے نہایت فرمانبرداری
سے امور سلطنت سے دست بردار ہوکر پھر اختیار سلطنت اپنے باپ کو دیدیا -
اور مرزا شجاع کو لکھا گیا کہ چونکہ تمنے فوج کشی بخیال مرنے شہنشاہ کی کی تھی اب
لازم ہے کہ ایسی باتون سے تم دست بردار ہو لیکن چونکہ اوسے حرص و طمع اور آرزوی
سلطنت و ملک گیری بہت تھی اس خبر کو اوسنے غیر معتبر خیال کیا بلکہ شہنشاہ نے
اپنے ہاتھ سے جو نامے لکھے تھے اونکو بھی اوسنے جعلی تصور کیا اسلیے مرزا سلیمان ابن
دارا شکوہ نے گنگا کے کنارے پر اوسکو جا کر شکست دی اور وہ بھاگ کر مونگیر کے
قلعہ مین متحصن ہوا سلیمان کی فوج نے اوس قلعہ کا محاصرہ کر لیا ایک اور معرکہ
جنوب کیطرف یہ ہوا کہ اورنگ زیب نے فوج جمع کرکے حسب الطلب مرزا مراد کے
بہت جلد کوچ کیا پر شاہزادہ مراد کو ایسے کلمات لکھے جنسے اوسکو یقین ہوا
کہ اورنگ زیب میرا مطیع رہیگا چنانچہ اورنگ زیب نے یہ لکھا کہ مین صرف تم ہی کو لائق
تخت ہندوستان کا جانتا ہون اور رعایا بھی تمھاری بادشاہ ہونے سے
خوش ہے اور مین تمھاری مدد کرونگا اور میرے دل کی تو یہ تمنا ہے کہ گوشہ عبادت مین

غرض کہ نہایت منافی تھی اپنے مذہب کے عقائد کا پابند رہا نماز اور تلاوت قرآن
مین مصروف رہتا تھا اور مباحثہ مذہبی کیا کرتا تھا طبیعت مین اوسکی انکسار تھا
اور بخشش مین تحمل اور مصیبت مین تسلیم اوسکی خو تھی سب سے زیادہ علامت
غلو مذہب کی یہ تھی کہ بت پرستی اور کفر کو دبانے اور اپنے مذہب کو فروغ دینے مین
ہمیشہ دل سے ساعی رہتا تھا باوجود اسکے حریص و طماع ایسا تھا کہ اپنے مطلب کے
استحصال مین مذہب و اخلاق کا لحاظ نہ رکھتا تھا۔ اور چونکہ اوسنے مدت تک
دکن کی فوج پر سپہ سالاری کی تھی تو وہ بہ نسبت اپنے بھائیون کے زیادہ تجربہ کار
اور فن سپاہگری مین بڑا قاعدہ دان ہو گیا تھا۔ اس اثنا مین شاہجہان
ایسا بیمار ہوا کہ بے حس و حرکت کئی دن تک پڑا رہا۔ دارا شکوہ بوجہ لاحق ہونے
اس بیماری کے حسب الحکم اپنے باپ کے بادشاہ ہوا اور سلطنت کا کاروبار کرنے لگا اور
بھائیون سے اس طرح پیش آیا جس سے رشک اور خیال برائی کا صاف پایا جاتا تھا
کیونکہ اوسنے حکم قطعی دیا تھا کہ کسی طرح کا خط یا اخبار اونکے پاس کوئی روانہ نہ کرے
اور اون تمام امرا کو جو اونکے خیر خواہ تھے جلا وطن کر دیا ان حرکتون سے اوسکے
بھائیون کے دل مین جو پہلے ہی سے اوس سے رنجیدہ تھے کینہ کی آگ زیادہ
بھڑک گئی اور اب توقف کرنے کا کوئی عذر نہ رہا باوجود ایسے بند و بست اور
روک ٹوک کے اونکو اپنے باپ کی بیماری کی خبر برابر پہونچتی تھی بلکہ اونکو اوسکے
مرنے کا شک بھی پڑ گیا تھا اونھون نے بھی ایسا طور اختیار کیا جس سے صرف

ایک سو سوار رہ گیٔ اور دارا کی پاس ایک ہزار او سو قت اورنگ زیب
مایوس ہو گیا تھا اتفاق سی بسبب صلاح ایک نمکحرام امیر کی دارا شکوہ ہاتھی پر سے
اوتر کر گھوڑی پر سوار ہو گیا فوج مین تہلکہ پڑ گیا اسلیے ساری فوج متفرق و
پراگندہ ہوئی دارا کی سپاہ بھاگ گئی اور اوسکو شکست ہوئی تفصیل اسکی
یہ ہی کہ ان دونون شاہزادون کی فوج کی دو حصہ تھی ایک حصہ پر مرزا مراد۔
دوسری پر اورنگ زیب حکمران تھا جس حصہ کا سپہ سالار مراد تھا اوسپر دارا نے
بڑی تیزی اور زور سی حملہ کیا یہانتک کہ صف سپاہ کی ٹوٹ گئی اور مرزا مراد
زخمی ہوا بلکہ اوسکی جان پر خطرہ تھا اورنگ زیب نے یہ چالاکی کی کہ اوسی عرصہ مین
بڑی سینہ زوری سے مقابلہ کر کی اوس فوج کو جو اوسکی مقابل تھی بھگا دیا اور اوسوقت
دوسری طرف کی فوج کی مدد کو گیا اور فتح پائی اب دونون شاہزادون کی فوج
مل کر آگرہ کو آئی اور چونکہ مراد زخمی ہو گیا تھا اس لیے اورنگ زیب کو خوش طالعی سے
تمام فوج کا اختیار حاصل ہو گیا پہلے ہی پہل دشمنی سلیمان شکوہ کی پاس ایلچی
بھیجکر اوسکو اپنی سے ملا لیا بعد ازان اپنی باپ شاہجہان کو قابو مین لانے کی
فکر مین ہوا مگر یہ امر اوسکو بہت نازک اور دشوار معلوم ہوتا تھا کیونکہ قلعہ
بہت مضبوط تھا اور اس خبر کی سننے سے کہ شہنشاہ کو اورنگ زیب نے قید کر لیا ہی
لوگ بہت بگڑ جاتے اور فساد پڑ جاتا اور شاہجہان ایسا بھی تھا کہ اوسکی قریب مین
آجاتا غرضکہ فریب سے باپ کو قابو مین کرنی کی تجویز کر کی ایک ایلچی شاہجہان

بیٹھکر اپنی زندگی یاد الٰہی مین بسر کرون یہ لکھا دیکھکر مراد فریب مین آگیا
دونون بادشاہزادون نے فوج لیکر کوچ کیا نربدا ندی کے کنارے پہلے بعد عبور
دریای مذکور کے جسونت سنگھ راجپوت کو جو بادشاہ کی طرف سے ایک فوج کثیر ساتھ
کی لیے ہوے مقابلہ کو گیا تھا شکست فاش دی +
شاہجہان یہ واردات سنکر بہت حیران اور ہراسان ہوا کیونکہ وہ خوب جانتا تھا
کہ انجام کو اسپر کیا مصیبت پڑیگی یہ سوچ کر شہنشاہ نے ارادہ کیا کہ دارا شکوہ کیطرف
ہوکر مین بھی میدان جنگ مین جاؤن پر دارا شکوہ کی بدقسمتی کے سبب سے
وہ باز رہا اور سلیمان ابن دارا کو حکم ہوا کہ شجاع سے صلح کرکے اس دشمن خوفناک پر
چڑھائی کرو اور دارا شکوہ کو حکم دیا کہ تاوقتیکہ سلیمان شکوہ نہ آجاوے دشمن سے
لڑائی کا ارادہ نکرنا دارا شکوہ ایک لاکھ سوار لیکر دریای چنبل کے کنارے گیا
جہان سے آگرے کو باسانی مراجعت ہوسکتی تھی مورچہ بندی کرکے پڑا رہا اورنگزیب
اور مراد جب قریب آگئے تو شاہی فوج دیکھکر بہت متعجب ہوے مرزا مراد نے صلاح دی کہ مجادلہ
تو ہو اورنگزیب نے عاقبت اندیشی اور ہوشیاری سے یہ بات بعید جانی
اور معلوم ہوا کہ ایک راہ پہاڑون مین سے سیدھی آگرے کو جاتی ہے اسلیے اپنے
لشکر گاہ کی جگہ چھوڑ کر فوراً آگرے کو روانہ ہوا مرزا شجاع کو اب سواے چھوڑنے
دار الخلافت کے پار اترنے کے چارہ نرہا پر اوسکی گرم مزاجی نے اوسکو آمادہ جنگ کیا
غرضکہ لڑائی ہوئی اور دونون طرف کی فوج بھاگ جانے کے بعد اورنگزیب کے پاس

کہ آپ خلق اللہ کے انصاف اور رعایا پر رحم کرنے کے لیے ارادہ حج کا دور کیجیے
اور پادشاہت اختیار کیجیے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بعد تھوڑی اعراض اوس کا
کے اپنی دلی مطلب کے برلانے کو مستعد ہو گیا اور تخت نشین ہوا اگرچہ اوسنے تمام عمر
اپنی باپ کو قید میں رکھا پر ہمیشہ اوسکی عزت کرتا رہا +

حال اورنگ زیب کا اور زوال سلطنت مغلیہ کا

۱۶۵۹ء میں اورنگ زیب جسکا لقب عالمگیر تھا تخت ہندوستان پر جلوس فرما ہوا
اور یہ خیال کیا کہ جبتک دارا شکوہ اور مرزا شجاع کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے
نہ مٹجائیگا تب تک میری سلطنت مستقل نہوگی کیونکہ دارا شکوہ کو خود شاہجہان نے
تخت پر بٹھا دیا تھا اور اوسکی اوصاف حمیدہ ایسی تھی کہ رعایا کی طبیعت اوسکی
طرف بہت مائل تھی اسلیے اورنگ زیب نے اول اوسی شاہزادی کی استیصال کی فکر کی
دارا شکوہ لاہور کو مراجعت کر گیا اور وہان پہونچکر اوسنے دشمن کی جمعیت سے
زیادہ فوج جمع کر لی مگر بدین سبب کہ اوسکی فوج نئی تھی اور اورنگ زیب کی سپاہ
آزمودہ کار تھی مقابلہ کرنا مناسب جانکر دریای سندھ کی پار چلا گیا اور اس سفر
مین بہت تکلیف اوٹھائی اور اوسکی فوج کی آدمی رفتہ رفتہ کم ہو گئی یہان تک
کہ بہت تھوڑی آدمی نمک حلال اوسکی ہمراہ رہے اسی اثنا میں اورنگ زیب کو یہ خبر پہنچی
کہ مرزا شجاع اوسکا دوسرا بھائی بنگالہ سے فوج لیکر اوسکے مقابلہ کو چلا ہے اسلیے

کیخدمت مین روانہ کیا اوسنے پادشاہ کی خاطر جمع کی اور محبت اور سعادتمندی کا
اظہار کیا شاہجہان سمجھ گیا کہ یہ سب اوسکا فریب ہی غرضکہ شہنشاہ نے فرمایا کہ اگر اوسکی
دلمین کچھ فریب نہین اور سعادتمند لڑکا ہی تو کسواسطے یہان آکر حاضر نہین ہوتا
اورنگزیب نے یہ سنکر اپنی بیٹی محمد کو بھیجدیا اوسنے جاکر دیکھا کہ قلعہ مین سپاہی اور سوار
کمینگاہ مین اورنگزیب کی گرفتاری کے واسطے کھڑے تھے اسلیے محمد نے عرض کی
کہ اس سپاہ کی یہان جمع ہونے سے شک پڑتا ہی اگر سپاہ نرہی تو میری والد حاضر ہون
پادشاہ نے سپاہ کو حکم دیا کہ چلی جاؤ پس اس طرحسے محمد مرزا نے قبضہ قلعہ آگرہ پر کرلیا
شاہجہان بہت عجز و انکسار کرتا رہا کچھ نہوا +
اب صرف مرزا مراد سے اورنگزیب کو فیصلہ کرنا باقی رہا سو اوسکی یہ صورت ہوئی کہ اوسکو
کہلا بھیجا کہ آجکی شب کو آپکی ضیافت ہی مرزا مراد خوشی سی آیا اورنگزیب نے
خوب ناچ اور راگ رنگ کروائی اور بڑی دھوم سی ضیافت کی تیاری کی مرزا مراد
جب بدمست ہوگیا اور ساری رات کو مزی کرکے اوسی جگہ پڑکر سو رہا اوسوقت حسب الحکم
اورنگزیب کے اوسکو باندھ لیا اور حکم دیا کہ اگر وہ میری تابعداری مین ذرا بھی
قصور کری تو فورًا مار ڈالو غرضکہ وہ بھی مقید ہوگیا اب کیا ہوسکتا تھا +
چونکہ اورنگزیب پہلی سی بڑا عالم اور متقی تھا اور دم زہد اور گوشہ نشینی اور نفرت
دنیا کا بھرتا تھا اور ارادہ حج کا مشہور کر رکھا تھا اسواسطے اب یکایک دعوی
شہنشاہی کا کرنا خلاف اوسکی وضع کی پاکر اس امر کا طالب ہوا کہ لوگ اوسکو سمجھا دین

صوبہ گجرات مین داخل ہوگیا اور صوبہ دار گجرات کو جسکی بیٹی مراد سی منسوب تھی اپنا
رفیق اور ہمدم بناکر فوج کثیر ہمراہ لیکر راجپوتانہ کو روانہ ہوا اور قریب اجمیر کے
جو دار الخلافہ اوسکا تھا ایک مقام مستحکم حاصل کیا اسلیے مرزا شجاع کا تعاقب
چھوڑکر بادشاہ وہان جلد پہونچا اور اوسکا لشکر ایک زمین بلند پر پڑا ہوا دیکھکر
ڈر گیا اور فوراً تیاری لڑائی کی کی دارا کو سخت سست لکھنا شروع کیا تاکہ میدان
مین آکر لڑائی شروع کرے پر اوسنے کچھ خیال نکیا تب ایک فریب اورنگزیب نے
اور کیا وہ یہ تھا کہ دو سردارون کی طرف سے اس مضمون کا خط لکھوایا کہ ہمسے بڑا
قصور ہوا جو آپ کی رفاقت سے جدا ہوئے اگر دروازہ قلعہ کا آپ فلان وقت پر
کھلا رکھیں تو ہم مع اپنے رفیقون کے حضور مین حاضر ہوکر جو حکم ہو بجا لاوین
ہر چند محسن اور عقلمند لوگون نے صلاح دی کہ اسمین فریب پایا جاتا ہے مگر دارا شکوہ
اپنی نادانی کے سبب سے نہ سمجھا بلکہ برخلاف اسکے اوسکے دماغ مین یہ سمایا کہ ان
سردارون کے ملنے سے فوج کی کثرت ہو جائیگی چنانچہ اوسنے وقت معین پر
دروازہ کھولدیا سردار مذکور داخل ہوئے اور اونکے پیچھے تمام فوج بادشاہی
اندر گھس گئی اوسوقت اوسکو معلوم ہوا کہ یہ فریب تھا مگر پھر بھی بہت شجاعت
اور مردانگی سے لڑا اور آخر کار کامیاب نہوا اور تھوڑے آدمیون کے ہمراہ گجرات
کیطرف بدینخیال کہ وہانپر اوسکو پناہ ملیگی بھاگا لیکن حاکم گجرات نے اوسکو
پناہ ندی اور مرہٹون نے جو اوسکی باقیماندہ سپاہ تھی اوسکا تمام اسباب لوٹ لیا

دارا شکوہ کا تعاقب چھوڑکر بنگالہ کیطرف لڑنے کو چلا الہ آباد مین اوسکو دیکھا کہ
بڑی بھاری فوج لیکر پڑا ہی جسونت سنگہ راجپوت کہ اورنگ زیب کے ہمراہ اثنا ئے
راہ مین ہو گیا تھا اوس سے جدا ہو کر اوسکی عقب مین حملہ آور ہوا اورنگ زیب کے
بڑی دقت واقع ہوئی سامنے دشمن سے مقابلہ تھا اور عقب مین ایک اور دشمن
ناگہانی پیدا ہوا اوسوقت بادشاہ حیران ہوا پر بڑی دلاوری سے اپنے ہاتھی پر
جما ہوا بیٹھا رہا اسی کارزار مین اورنگ زیب کو ایک تیر ار نے بڑھکر میر شجاع کے
ہاتھی کو زخمی کیا اور جانب مخالف سے ایک امیر نے اپنا ہاتھی آگے بڑھا کر
اورنگ زیب کے ہاتھی کی پلس لا کر ایسی ٹکر لگوائی کہ بادشاہ کا ہاتھی گھٹنونکے بل
بیٹھ گیا بادشاہ حواس باختہ ہو کر چاہتا تھا کہ ہاتھی سے اوتری اتنے مین ایک سردار
مسمے میر جملہ نے جو عہدہ وزارت پر معزز تھا پکار کر کہا کہ ہاتھی سے نہ اوترنا اس وقت
آپکا ہاتھی سے اوترنا گویا تخت سے اوترنا ہی یہ سنکر اورنگ زیب کو خاطر جمعی سے
ہوئی اور ہاتھی کے پیرمین زنجیر ڈلوا دی پر وہی غلطی جو دارا سے ہوئی تھی
اور اورنگ زیب بھی جسکو کرتے کرتے بچ گیا تھا مرزا شجاع سے وقوع مین آئی
یعنی ہاتھی سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوا فوج نے ہودہ خالی پاکر ہمت ہاردی
اور بھاگنا شروع کیا میدان اورنگ زیب کے ہاتھ آیا شجاع بنگالہ کو بھاگ گیا
اور قلعہ مونگیر مین متحصن ہو گیا اس اثنا مین خبر آئی کہ دارا شکوہ نے دوبارہ دریائے
سندھ سے عبور کیا ہی اور بعد قطع کرنے ریگستان اور مشقت زحمت بیحد سم کریا اور سفر

جمع کر لی تھی اسواسطے بادشاہ نے اپنی بیٹے شاہزادہ محمد سلطان کو ہمراہ میر جملہ اپنی
وزیر کے میرزا شجاع کے مقابلہ پر روانہ کیا وہان عجب ماجرا گذرا مرزا محمد سلطان ایام
طفلی مین اپنی چچا مرزا محمد شجاع کی لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا اور اس فساد کے سبب سے
جو اوسکی باپ اور چچا مین تھا اگرچہ اوسکا عشق فرو ہو گیا تھا مگر ایک خط جب
اوس لڑکی نے اپنی باپ کی سفارش مین مرزا محمد سلطان کو لکھا تو خط کی پڑھنے سے
عشق کی آگ پھر بھڑک اوٹھی اسلیے وہ فوراً اپنی چچا سے جا ملا مرزا شجاع نے
اوسکی بڑی خاطرداری کی اور اپنی لڑکی سے اوسکی شادی کر دی اور بعد رسوم
شادی اور خوشی کی لڑائی مین مصروف ہوئے چونکہ مرزا محمد سلطان کو یہ گمان
تھا کہ مجھکو دیکھکر تمام سپاہ اورنگزیب کی میری ہمراہ ہو جاوے گی اسلیے
وہ سب سے اول صف مین کھڑا ہوا اور جب اوسنے دیکھا کہ دشمن کے سوار اوسکی
طرف بڑھے تو اوسنے نادانی سے یہ خیال کیا کہ یہ لوگ ہمسے شریک ہونے کو آتے ہین
مگر جسوقت اونھون نے سخت حملہ کیا اوسوقت اوسکی آنکھین کھلین اور یہ چچا
اور بھتیجے دونون خوب لڑے مگر چونکہ بنگالہ کی فوج بزدل تھی اور میر جملہ کی
فوج کارآزمودہ تھی میدان جنگ میر جملہ کے ہاتھ آیا اب اس شاہزادہ
مرزا محمد سلطان کو بڑا خوف ہوا اور سمجھا کہ باپ کے فریب سے اب مین نہ بچ سکون گا
اسی اثنا مین اورنگزیب نے ایک خط مرزا محمد کو تمام اسطور پر لکھا کہ گویا اوسکو
خط کا جواب دیتا ہے اور اوسمین یہ مضمون تھا کہ تم اپنی سسر کی رفاقت چھوڑ دو

اب دارا بی سرو سامان ریگستان کی جانب بھاگا اور جسقدر ہمایون بادشاہ پر تکلیفین گذری تھین اوس سے زیادہ اوسکو برداشت کرنی پڑین غرضکہ چند ہمراہی لیکر ٹھٹھہ مین پہونچا اور یہان سے اگر چاہتا تو ایران کو جہان اوسکی بہت خاطرداری اور تواضع ہوتی چلا جاتا مگر اوسوقت اوسکی پیاری بیوی نادرہ بانو جان بلب ہو رہی تھی او سنے اوسکی مفارقت حالت نزع مین گوارا نکی قریب اس موضع کی سردار جیونخان کا مقام ریاست تھا اوس نے چاہا کہ وہ میری ساتھ مہمان نوازی کا طریق بجالائی یہ سردار بڑا ظالم اور خونریز تھا اور اوسکے قتل کے لیے شاہجہان بادشاہ نی دو دفعہ حکم دیا تھا مگر داراشکوہ کی شفاعت سی دونون دفعہ اوسکی خطا معاف ہوکر جان بچ گئی تھی اس توقع پر دارا کو خیال تھا کہ وہ مجھسے کچھہ حسن سلوک کریگا مگر بجای اسکی اوس محسن کش نے اسکا تعاقب کیا جبکہ دارا اپنی بیوی سی رخصت ہوکر چاہتا تھا کہ کسی طرف کو نکلجاوی سپاہیون نی اوسکو آگھیرا اور پکڑ کی جیونخان کی حوالہ کیا وہ دارا کو بکمال ذلت وخواری دہلی مین لایا اور عالمگیر کے سپرد کرکے لاہور کی طرف روانہ ہوا راہ مین جیونخان کو کسی نے قتل کر ڈالا بادشاہ نی چند قاضیونکو تجویز کر کے حکم دیا کہ انکو داراشکوہ کا سر کاٹ ڈالین چنانچہ ایسا ہی ہوا +

اب صرف ایک بھائی مرزا شجاع بادشاہ کی نظرون مین خار تھا اور صرف اوسکی جانب سی ایک خطرہ اوسکو تھا کیونکہ اوسنے فرصت پاکر بہت فوج

تاریخ وفات شاہجہان بادشاہ

خرد تاریخ نقلش چون گہر سفت
جمال خلد با شاہ جہان گفت

سلیمان شکوہ جو دارا شکوہ کا بیٹا اور اورنگ زیب کا بھتیجا تھا وہ اپنی جان بچانے کو کوہ ہمالیہ مین پھرتا تھا اوسکو راجہ سری نگر نے حسب الحکم اورنگ زیب کے پکڑکر ۲۳ جنوری ۱۶۶۱ع مطابق گیارھوین جمادی الاول ۱۰۷۱ ہجری مین دہلی کو روانہ کردیا اوسوقت اوسکو ہاتھی پر سوار کرکے شہر مین تشہیر کیا بعد ازان بادشاہ کے سامنے لائے پاؤن کی بیڑیان کاٹ ڈالی گئین مگر ہاتھون مین ہتھکڑیان پڑی ہوئی تھین حضار دربار اوسکا یہ حال دیکھکر رونے لگے اور اورنگ زیب نے بھی رنج کی شکل بظاہر بنالی سلیمان شکوہ نے عرض کی کہ اس تکلیف اور عذاب سے کہ ہر روز مجھکو بیفائدہ دوائین پلائی جاتی ہین یہی بہتر ہے کہ ایک دفعہ مین قتل کیا جاؤن بادشاہ نے نرم آواز سے فرمایا کہ نہین تمسے اچھا سلوک کیا جائیگا مگر یہ عہد پورا نہونے پایا تھا کہ سلیمان شکوہ اور اوسکا بھائی سپہر شکوہ اور مرزا مراد کا چھوٹا لڑکا یہ سب گوالیار مین تھوڑے ہی عرصہ مین مر گئے اور بادشاہ کا بیٹا سلطان محمد جو کہ اوسی قیدخانے مین محبوس تھا ...ی برس تک زندہ رہا لیکن آخر کو اوسکو حکم ربانی کا مل گیا +

مراد کا یہ حال ہوا کہ سلیمان شکوہ کے مقید ہونے کے چند مہینے کے بعد اس بادشاہزادے نے

اور اوس خط کو اس طرح پر روانہ کیا کہ شجاع کی ہاتھہ آجاوی چنانچہ ایسا ہی ہوا
شجاع نی جب وہ خط پڑھا تو اوسکو شک پیدا ہو گیا کہ وہ اپنی باپ سی ملا ہوا ہے
ہر چند اوسنی اظہار صداقت اور صفائی کا کیا پر اوسکو ایسا شک پیدا ہوا کہ
پھر اوسکا رفع ہونا محال ہو گیا اور راو رنگ زیب کا بھی اوس خط کی لکھنے سے
یہی مطلب تھا سو وہ بن پڑا چنانچہ مرزا شجاع نی حکم دیا کہ تم اپنی بیوی کو لیکر
بنگالہ سے چلے جاؤ ❖

اب مرزا محمد سلطان کو کوئی جگہہ امن کی نظر نہ آئی کیونکہ تمام ہندوستان مین
عملداری اوسکی باپ اورنگ زیب کی تھی ناچار اوسنی اپنی باپ کی طرف رجوع کی
اور اوسنی فوراً گرفتار کرکے گوالیار کی قلعہ مین اوسکو قید کیا جہان وہ سات برس کے
بعد رنج و مصیبت اوٹھا کے فوت ہوا اور مرزا شجاع اراکان کو بھاگ گیا
وہان کی راجہ نی اوسکو مع اوسکے عیال و اطفال کی دغا سی پکڑ کے مار ڈالا
شاہجہان نی زوال سلطنت کے بعد آٹھہ برس قید رہا مگر عالمگیر سے
اوسکی عزت و توقیر قید مین بھی بہت کی اور اوسکی سخت و سست باتون کی برداشت
بہت کی جب اوسکو خبر ہوئی کہ میرے باپ شاہجہان کی مرنے کا وقت قریب ہے تو اوسکو
اتنی جرأت نہوئی کہ وہ باپ کے سامنے جاوی اسلیے اپنے بیٹے شاہ عالم کو بھیجا
مگر وہ اوسکے پہونچنے سے پہلے ہی مر چکا تھا شاہجہان کی وفات
۱۶۶۶ عیسوی مین ہوئی ❖

اوسنے اپنا ملک سے انتظام پایا اور اسلیے غیر ملک پر عزم کیا پھر جابین ہین
صلح ہو گئی — اسی بادشاہ کی عہد مین ایک عورت مسماۃ بستامیہ نی داد و دہش
اور خلق اپنا دکھلا کر میوار کے ضلع سے بیس ہزار آدمی کا لشکر جنین جتی اور فقیر
اور جوگی اور منی شامل تھے جمع کر کے اس بادشاہ پر چڑھائی کی اور آگرے تک
فتح کرتی ہوئی چلی آئی اور یہ مشہور ہو گیا کہ اس عورت نے ایسی قسم کا کھانا تیار
کیا ہی کہ جب اپنی لشکر کو کھلا دیتی ہی بروقت جنگ وہ دکھلائی نہین دیتے
اور وہ ساحرہ ہی اسلیے اورنگ زیب کی لشکر پر خوف چھا گیا ہر چند اورنگ زیب
سپاہ کو سمجھاتا تھا پر وہ اعتقاد باطل اونکی دل سے نہ جاتا تھا اسلیے اوسنی چند تعویذ
لکھوا کر اپنی جھنڈون پر لٹکوائی اور سپاہ کو کہدیا کہ اب اوس عورت کا جادو
تمپر اثر نہ کریگا اسطرحپر خوف اونکے دل سے دور ہوا اور دشمن پر اوسکی سپاہ غالب
آئی اور سبکو تہ تیغ کیا — اوسی کی عہد مین ایک فساد کابل مین برپا ہوا مگر اوسنے
اپنی حکمت سے جلد دفع کر دیا اگرچہ اوس ملک کو اپنی قبضہ مین نرکھہ سکا اوسکو
گولکنڈہ اور بیجاپور کے مسخر کرنے کی بڑی آرزو تھی اگرچہ بادشاہان سابق
اور خود اورنگ زیب نے بھی کئی باران شہرون کو فتح کیا تھا اور لشکر وہان کا
تباہ کر دیا تھا مگر پھر بھی اونکو بہت زر حاصل تھا چند در چند فساد اور وقعات
کی باعث سے یہ مہم ملتوی رہی پھر ۱۶۸۲ع یعنی بائیسوین سال جلوس مین
اورنگ زیب نے لشکر شاہی کی تین حصہ کر کے تسخیر دکھن کو روانہ کیے اول شاہ عالم

قلعہ کی شہر پناہ سی ایک رسی لٹکا کر بھاگ جانی کا ارادہ کیا تھا اور اوس دیوار کے
نیچے ایک ہندو عورت رہتی تھی اوس سے اوسنے اجازت بھی نیچے اوترنے کی لی تھی
جسوقت کمند پر کود کر وہ نیچے اوترا وہ عورت اسی چلائی کہ نگہبانون کو خبر ہوگئی
اور اونکو معلوم ہو گیا کہ وہ بھاگنا چاہتا ہی اورنگ زیب نے یہ خبر پاکر دلمین خیال کیا
کہ جبتک میرا بھائی مراد زندہ رہیگا تب تک مجکو بیشک بڑا خطرہ ہی اسلیے اوسکو
پھر قید کیا اور ایک ایسا لڑکا تلاش کیا جسکے باپ کو مرزا مراد نی بحالت حکومت
گجرات کی قتل کیا تھا اوسکو سمجھایا کہ تو مرزا مراد پر خون کا دعوی پیش کر چنانچہ
ایسا ہی ہوا اور اوسکی مقدمہ کی تحقیقات کی بعد قصاص کا حکم دیا اور مرزا مراد کو
اپنی روبرو طلب کرکے قتل کرا ڈالا اب کچھ اندیشہ اس بادشاہ کو نر با سب
بھائیون اور بھتیجون کو اپنی باپ شاہجہان کی طور پر قتل کرکے ہندوستان کا
خود مختار بادشاہ ہوا - اس بادشاہ کے عہد مین شاہ عباس بادشاہ ایران سے
ایکدفعہ کچھ نالطفی ہوگئی تھی اوسکا باعث میرمنشی کا قصور تھا جسنے غلطی سے
نامہ پر یہ لکھا تھا کہ شہنشاہ جہانگیر کیطرف سی یہ نامہ والی ایران کو پہنچے
شاہ عباس یہ دیکھتے ہی برہم ہوا اور فورًا آمادہ جنگ ہو گیا ہرچند اس امر سے
اورنگ زیب کو بڑا تردد ہوا مگر بہت استقلال سی کام کیا اور اپنی امرا اور وزرا سے
بہت آشتی کی اور سب سے عہد اقرار کیے لیکن اسی اثنا مین شاہ عباس
بقضاے الٰہی فوت ہوگیا اور اسکی جگہ شاہ صفی اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا

اور کہدیا کہ جسوقت بگل کی آواز سنو فوراً دشمن کی فوج پر آپڑنا افضل خان پندرہ ہزار آدمیون کو جنکو وہ اپنے ساتھ لایا تھا الگ کرکے تنہا مقام معین پر گیا سیواجی بھی دلمین ڈرتا ہوا چار طرف سے ہوشیار ہوکر ایک ایک قدم پر پیچھے مڑ مڑکر دیکھتا ہوا اوس مقام معین پر پہنچا جاتے ہی افضل خان سے بغلگیر ہوا اور وہین افضل خان کے پیٹ مین خنجر مارا افضل خان نے تلوار نکالی اور سیواجی کے سر پر ماری مگر چونکہ اوسکی پگڑی کے نیچے خود تھا اسواسطے وہ بچ گیا اور وار خالی گیا اوسنے دوسرا خنجر مارا خان مذکور کا کام تمام ہوگیا جب فوج کا سردار مارا گیا لشکر متفرق ہوگیا اس فتح سے بہت سی لوٹ مرہٹون کے ہاتھ آئی اور سیواجی کا بڑا نام ہوا اور اوسنے ملک مین بہت دور تک لوٹ مار کی یہانتک کہ بیجاپور کے قریب تک اوسنے تمام ملک لوٹ لیا کئی دفعہ حاکم بیجاپور نے اسپر چڑھائی کی مگر وہ مغلوب ہوا آخر کار صوبہ بہار پر متصرف ہوگیا اور پچاس ہزار پیادے اور سات ہزار سوار رکھنے کی طاقت اوسکو حاصل ہوگئی بعد ازان اورنگ زیب نے ایک فوج بسر کردگی شایستہ خان کے روانہ کی اوسنے کئی لڑائیان لڑین مگر ایک خاص موقع پر گھر جانے کے سبب سے شایستہ خان کا بیٹا مارا گیا اور ایک اونگلی اوسکی بھی کٹ گئی اور وہ کھڑکی سے کودتے ہوئے زخمی ہوا بعد ازان اوسنے مراجعت کی درخواست کی اور چندروز مرہٹون سے لڑائی موقوف رہی +

جو ولیعہد تھا گولکنڈہ کو جاکر محاصرہ کیا بعد ازان بادشاہ نے خود مع تمام فوج کے
بیجاپور پر چڑھائی کی آخرکار قحط کے باعث سے بہت سے شرائط اور اقرار کے بعد
وہان کی رعایا نے اطاعت منظور کی سکندر علی شاہ جو وہان کے سلاطین مین
پچھلا بادشاہ تھا مقید ہوا بعد ازان گولکنڈہ پر چڑھائی کی اور سات مہینے کے
محاصرہ کے بعد کئی لڑائیون مین فریب و دغا سے اس شہر کو فتح کیا اور اس شہر کے
حاکم ابو الحسن کو بہت ذلت اور رسوائی سے قتل کیا جسکے بعد کوئی بڑا حاکم باقی
نرہا اسی اثنا مین ایک نئی قوم ہندوستان مین قوت پکڑنے لگی یعنے مرہٹی اسی
بادشاہ کے عہد مین غالب ہوئے یہ قوم گجرات سے کنارا تک ملک کوہی مین بستی
تھی اونمین سے ایک شخص سیواجی بڑا صاحب حوصلہ پیدا ہوا سیواجی مسلمانون
سے بڑا عناد اور دشمنی رکھتا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ اورنگ زیب عالمگیر نے
ہندوون کو بزور شمشیر مسلمان کرنا شروع کر دیا تھا اسلیے مرہٹا اور اور بہت سی
قومین اوسکی دشمن جان ہو گئی تھین اور یہی امر سلطنت مغلیہ کے ضعف کا باعث ہوا
سیواجی کے ہمراہ پہاڑی قوم بہت تھی جو جنوبی کوہستان مین رہتی ہین
یہ لوگ شہرون کو لوٹتے اور روپیہ جمع کرتے تھے کہ بیجاپور کے حاکم نے اونکے مطیع کرنے
کیواسطے ایک لشکر جرار افضل خان کو دیکر سیواجی پر چڑھائی کرنے کو روانہ کیا
سیواجی نے یہ کہلا بھیجا کہ مجھے اطاعت منظور ہے لیکن ایک ملاقات آپ سے تنہا
کرنا چاہتا ہون اوسنے منظور کیا سیواجی نے اپنی سپاہ گھاٹ مین چھپا دی

جاری کر دیا اور اپنی برابر سونا تول کر برہمنون کو دیا اور ہمیشہ دان پن کرنی لگا
اس سے اوسکا نام اور زیادہ ہوگیا۔

پھر سیواجی نے گولکنڈہ پر بارہ ہزار سوارون سے حملہ کیا وہان کی رعایا نے بہت سا روپیہ دیکر شہر کو تاراج ہونے سے بچایا اور سیواجی نے شہر مذکور مین شاہانہ دربار کیا اور گولکنڈہ کا راجہ مشہور ہوا اور مقام جنجی اور دیلور وغیرہ مین اپنی فوج متعین کی اور مدراس او سرنگاپٹم تک سب ملک فتح کرلیا پھر بمبئی پر حملہ کیا مگر غالب نہ ہوسکا غرضکہ ترپن برس کی عمر مین پھیپھڑے کی سوزش مین مبتلا ہوکر بتاریخ پنجم اپریل ۱۶۸۰ء مین وفات پائی اگرچہ اورنگ زیب اوسکی وفات کی خبر سنکر خوش ہوا مگر عطوفت و کرم شاہانہ کو کام فرمایا اور اوسکی دلاوری اور جرات کی تعریف کی ✚

سیواجی کی وفات کے بعد اوسکا بڑا بیٹا سنبھاجی گدی پر بیٹھہ گیا تھوڑے دنون تک مغلون سے مقابلہ کرتا رہا آخر کو پکڑا گیا اور مسلمان ہونے سے انکار کیا اس لیے ۱۶۸۹ء مین قتل کیا گیا اور اورنگ زیب نے اراکان اور چاٹگام کو فتح کیا اوسکے بعد بیجاپور اور گولکنڈہ فتح کرکے پٹھانون کی بغاوت کا مزہ اونکو چکھایا اور ستارا تک جو مرہٹون کی دارالحکومت تھی اپنی قبضہ مین لایا لیکن مرہٹے پھر بھی بڑھتے جاتے تھے اور ہر طرف لوٹتے پھرتے تھے اور اورنگ زیب اونکے ہاتھہ سے بہت تنگ تھا۔

سیواجی نے فرصت پاکر شہر سورت کو لوٹا اور مرہٹون کا لشکر یکایک سورت مین گھس گیا اہل انگلنڈ اور فرنچ اپنی اپنی کوٹھیون کے اندر رہی اور یہ فوج مرہٹہ کی تین دن تک لوٹتی پھرا کی جواہرات بیش بہا اور اجناس قیمتی ایک کرور روپیہ کے انکی ہاتھہ آئی اورنگزیب یہ حال دیکھکر بہت افروختہ ہوا اور ایک بڑی فوج بسرداری راجہ ناہر اوسکی تنبیہ کو روانہ کی وہ اوسکو دہلی مین پکڑ لایا اور یہ شرط کی کہ تیرا اعزاز واکرام بدستور قدیم کیا جائیگا مگر یہان وہ مقید ہوگیا اور پھر ایک فریب کی چال چلا یعنی وہ اور اوسکا بیٹا دونون دو ٹوکرون مین بیٹھہ گئے اور اونکے اوپر مٹھائی رکھکر حلوائی اونکو باہر لائے اس طور پر مخلصی پاکر متھرا پونہچا اور وہان سے جگنناتھ کو گیا اور حسب دستور سابق قزاقی اختیار کی عالمگیر نے جو اوسکی گوشمالی مین دیر کی اسکی دو وجہین ہین ایک تو یہ کہ یہ مفسد ایسا دغا باز اور مکار تھا کہ عالمگیر کو اس سے نفرت ہوگئی تھی اور دوسری وجہ یہ تھی کہ اوسوقت شاہ ایران کی مقابلہ کی تجویز ہو رہی تھی اور علاوہ اسکی پٹنہ کی فساد دفع کرنی مین بھی بادشاہ مصروف تھا اس سبب سے سیواجی کو جو فرصت ملی تو اوسنے تمام ضلاع مغربی کو لوٹ کر تباہ کردیا اور سورت کو پھر دوسری دفعہ غارت کیا اور اگرچہ تیسری دفعہ اوس شہر مین داخل نہوا مگر بہت سا روپیہ وصول کرکے لیگیا قلعہ سنگ جو بہار مین واقع ہے اپنی قبضی مین کرکے اپنا لقب راجہ مقرر کیا اور سکہ بھی اپنی نام کا

کی باعث شوق سے خدمت کرتے تھے عہدہ داروں کی نسبت خفیہ تحقیقات ہوتی تھی
ایک دوسرے پر نگران رکھا جاتا تھا تاہم کبھی کسی بادشاہ کے ساتھ اوسکے ملازموں نے
اتنی دغا نکی نہ ایسی بری طرح سے خدمت کی جسطرح عالمگیر کے ملازم اوس سے
کرتے تھے مذہبی معاملات میں وہ بڑا متعصب تھا اور ہندوؤں سے دلی تنفر اور
عناد قلبی رکھتا تھا اس تعصب کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو اوس سے باغی ہو گئے اور سلطنت
مغلیہ کے استحکام میں تزلزل کی بنا اسی وجہ سے اوسکے عہد میں پڑی اگر دربار
میں کوئی رسم اس قسم کی جاری کی گئی ہو اوس سے ہندوؤں کے مذہب کی پابندی
پائی جائے تو موقوف کر دی جاتی تھی مگر باوجود تعصب کے مذہب کے باب میں
وہم اس بادشاہ کی طبیعت میں نہ تھا ہندوؤں سے تو اوسکو قلبی نفرت تھی
مگر اوسنے مسجدوں وغیرہ پر روپیہ بہت سا صرف نکیا دین کے خادموں کو
بمل نہیں پاتا تھا اور فقیروں اور درویشوں کی ساختہ بزرگی سے نفرت کرتا تھا
القصہ مختصراً بروز وفات بادشاہ زیب النسا بیگم دختر اورنگ زیب نے
باستعجال تمام قاصد محمد اعظم شاہ کے پاس روانہ کیا اور اوس حادثہ کی اطلاع دیکر اوسے
لکھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہاں پہونچ جاؤ ـ یہ خبر سنتے ہی فوراً اعظم شاہ
لشکر شاہی میں داخل ہوا چند روز اورنگ زیب کی وفات کا غم کیا اور
مراسم ماتمداری ادا کرکے دسویں تاریخ ذی الحجہ بروز عید قربان تخت پر
جلوس کیا لشکر اور رعیت کی استمالت اور خاطرداری کرنی شروع کی خزانہ جو لشکر میں تھا

القصہ بعد مراجعت کے مہم بیجاپور دکھن سے احمدنگر مین پہونچ کر اورنگ زیب نے
قیام کیا عمر اوسکی اوس زمانہ مین قریب ۹۰ سال کے تھی اور ضعف قوی بسبب
امراض مزمنہ کے مستولی ہوتا جاتا تھا اوس زمانہ مین دو لڑکے اوسکے ایک اعظم شاہ
ملقب عالیجاہ و محمد کام بخش پسر خورد اوسکے ہمراہ تھے بادشاہ نے ان لڑکون کو
کسی مشورہ کے لیے طلب کرکے اپنے ساتھ رکھا تھا مگر باہمی نفاق کی خبر پاکے
دفع فساد کے لیے محمد کام بخش کو بتاریخ ۱۷ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ ہجری خدمت
صوبہ داری بیجاپور و حیدرآباد کی عطا فرمائی اور اعظم شاہ کو فتنہ و فساد گھر کا
دور کرنے کے واسطے اوجین کو روانہ کیا۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ
بادشاہ نے کام بخش کو حکم دیا کہ بعجلت تمام دکھن مین پہنچے اور اعظم شاہ کو
تین دن بعد اوسکے روانہ کیا اور حکم دیا کہ پانچ کوس سے زیادہ کسی دن نہ چلے
اور ہر منزل پر دو روز مقام کرے اوسی مہینے مین ۲۸ تاریخ کو بادشاہ نے
رحلت کی تمام لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا بدمعاشون نے دست غارتگری دراز کیا
اور رعایا کی امن و عافیت مین خلل واقع ہوا اگرچہ اورنگ زیب شجاع
متقی دانا اور معاملات ملکی مالی و جنگی مین اوس کا آزمودہ تھا مگر اوسکی
حین حیات ہی سلطنت کے استحکام مین فرق آچکا تھا اس امر سے حیرت
ہوتی ہے کہ اوسکی سلطنت کا انتظام اچھا کیون نہین ہوا ظاہراً وجہ اسکی
یہی معلوم ہوتی ہے کہ اوسکا دل اچھا نہین تھا اور ملازم اوسکے اوسکی بدگمانی

عظیم الشان بھی جو فوج جرار اور بہت سا خزانہ اور ساماں لیکر آیا تھا اکبر آباد
مین پہونچا بعض تواریخ سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ آٹھ کرور روپیہ لیکر آیا اور
اوسکو اثنای راہ مین ایک کرور روپیہ سے زیادہ ہاتھ آیا اور مختار خان صوبہ دار
اکبر آباد کو جو شاہزادہ بیدار بخت کا خسر اور عظم شاہ کا خیر خواہ تھا پکڑ کر
قید کیا اور تمام خزانہ اور اسباب سلطنت پر جو اکبر آباد مین باافراط موجود تھا
قابض ہو گیا مگر قلعہ اوسکے ہاتھ اسوقت نہ آیا کہ قلعہ دار نے یہ عذر کیا کہ شاہ
عالمگیر کے تین بیٹے سلطنت کے وارث ہین ابھی تک اون مین سے کوئی تخت پر
نہین بیٹھا جبکہ ایک شخص اون مین سے تخت نشین ہو جاوے گا اوسوقت یہ قلعہ
اوسکا ہوگا بالفعل مین قلعہ کسیکو سپرد نہین کرون گا چونکہ عظیم الشان کو
سوای قلعہ گیری کے اور امور کا انتظام بھی ضرور تھا اس سبب سے اس
مشکل کیطرف اوسنے کچھ توجہ نہ کی یہانتک کہ اوسکا باپ معظم شاہ اوس خزانہ کو
دیکھکر نہایت خوش ہوا کیونکہ اوسکی سپاہ بسبب قلت روپیہ کے اور ضرورت
خرچ کی بہت تنگ تھی اور اوسنے نہایت شکر خدا کا کر کے جمعیت
خاطر سے سپاہ کی ضرورت رفع کی اعظم شاہ نے خبر آمد بہادر شاہ بمقام آگرہ
سنکے بقصد مقابلہ اپنے مقام سے کوچ کیا اور پہلے گوالیار مین آسکے
اسد خان کو مع دیگر امراء ساتھ لیکر دھولپور مین آیا بہادر شاہ نے
اوسکی دھولپور جانے کی خبر سنکے خود بھی اوس طرف کوچ کیا اور مقام جاجو

اوسپر قابض ہوا اُمرا کو حکم دیا کہ دربار عام مین باریاب ہون ہر ایک پر اوسکی رتبہ کے
موافق نوازش کی آصف الدولہ اسدخان بہادر بدستور عہدۂ وزارت پر
معمور رہا اور اوسکا بیٹا ذوالفقار خان جیسا کہ سابق مین سپہ سالار تھا
اوسی طرح برقرار رہا محمد معظم ملقب بہ بہادر شاہ جو اعظم شاہ سی بھی بڑا تھا اوس
زمانہ مین سرحد ایران پر کابل مین تھا۔ محمد معز الدین جہاندار شاہ خلف اکبر
بہادر شاہ ملتان مین بعہدۂ صوبہ داری معمور تھا۔ اور عظیم الشان خلف
دوم بہادر شاہ بنگالہ کا صوبہ دار تھا۔ سلطان معظم شہر کابل سی اور اوسکا
بڑا بیٹا عظیم الشان بنگالہ سی عالمگیر کی شدت بیماری کا حال سنکر اکبر آباد کی طرف چلے
اور جب اثنای راہ مین سلطان معظم بہادر شاہ نی سُنا کہ بادشاہ کا انتقال ہوگیا
تو اوسنے اول تاریخ ماہ محرم روز سہ شنبہ ۱۱۱۹ ہجری مین اوسی مقام پر
جلوس فرمایا اور محمد اعظم کو لکھا کہ چونکہ ملک دکھن وسیع ہی لہذا تمکو مناسب
ہی کہ بموجب مرضی والد کی اوسپر اکتفا کرو اور ملک ہند کی سلطنت میری لیے چھوڑ دو
اور جنگ سی صلح بہتر ہوتی ہی اور امن سے فوائد بیشمار ظاہر ہوتی ہین اعظم شاہ
چونکہ اپنی بھائی کو کچھ نہ سمجھتا تھا اوسنی صرف اسی قدر جواب دیا کہ دو بادشاہ
در اقلیمی نہ گنجند یہ سنکر معظم شاہ نے اپنی بھائی پر چڑھائی کی محمد معز الدین
حاکم ملتان بہت لشکر اور سامان فراوان لیکر بمقام لاہور اپنی والد کی خدمت
مین حاضر ہوا اور وہان سی ملکر دونون اکبر آباد کو گئی اور بنگالہ کی طرف سی

محمد معظم بہادر شاہ بادشاہ

١٧٠٧ عیسوی سے ١٧١٢ عیسوی تک

اس بادشاہ نے تخت پر بیٹھتے ہی چاہا کہ اوسکی قلمرو مین امن صلح رہے اور کوئی کسی پر ظلم نکرنے پاوے چنانچہ اسی لیے اوسنے راجپوتون سے بھی ایک اقرارنامہ اس مضمون کا لکھوا لیا کہ وہ بادشاہ کی تابعدار رہینگے اور کچھ فساد اور لوٹ اوسکی ملک مین نکرینگے اگرچہ یہ اطاعت صرف نام ہی کی تھی مگر پھر بھی اوسنے اپنی ملک کی اچھی اچھی زرخیز صوبی مرہٹون کی لوٹ اور بربادی سے بچائی اور اونکو چوتھہ لکھدی یعنی ملک کی خراج سے چوتھائی آمدنی اونکو دینی منظور کرلی تاکہ رعایا امن سے رہے اور مرہٹون کی ظلم اور لوٹ مار سے آرام و چین حاصل ہو دوسری موقع پر اس بادشاہ نے یہ بھی دکھلا دیا کہ مین فن جنگ مین بھی مہارت کامل رکھتا ہون اور جنگ کرنے سے بھی عاری نہین ہون اور یہ طاقت اس بادشاہ نے بمقابلہ سکھون کی دکھلائی قوم سکھہ کا ظہور بابر شاہ کی وقت مین ہوا تھا اوس وقت مین یہ نیا فرقہ مشہور ہوا تھا اس فرقہ کا بانی گرو نانک رحمدل اور عقیل و نرم مزاج آدمی تھا اوسنے اپنی دل مین یہ منصوبہ باندھا کہ ہندوستان مین دو قومون کی بہت آدمی بستی ہین مسلمان اور ہندو کوئی عبادت ایسی تجویز کرنی چاہیے جس مین یہ دونون قومین شامل ہو جاوین چنانچہ اوسنے دونون مذہبون کی کتابون سے وہ مسائل اور اعتقادات جو دونون کی نزدیک

کی قریب قیام کا قصد تھا ہنوز خیمی بھی نہ ایستادہ ہوئی تھی کہ بیدار بخت پسر اعظم شاہ مع چند اُمرای نامدار مثل ذوالفقار خان وغیرہ کی آپڑا دکھنی لوگ جو اوسکے ساتھ تھے اونھون نے لوٹ مار شروع کی اور خیمون مین آگ لگادی۔ لوگون نے عظیم الشان خلف بہادر شاہ کو اس دست درازی کی خبر کی وہ بھی مع اپنی فوج کی مستعد مقابلہ وکارزار ہوا ہنگامۂ جدال وقتال گرم ہوا قریب تھا کہ عظیم الشان کی طرف شکست ہو مگر بہادر شاہ اور جہاندار شاہ عین موقع پر کمک کی لیے پہونچ گئے۔ آخر کو اعظم شاہ کی دونون لڑکے اوس لڑائی مین کام آئے اس حادثہ سے جہان اعظم شاہ کی نظر مین تیرہ وتار ہو گیا اور اوسنے قصد کیا کہ خود بھی جسطرح ہو میدان کارزار مین جا کی مر جائے۔ بڑی شجاعت اور استقلال سی فوج مین ہاتھی پر سوار لڑتا رہا مگر چونکہ موت اوسکی قریب تھی اور اقبال تنزل پر تھا بہت ہمراہی اور رفیق اور بہادر اوسکی طرف کی مارے گئے آخر کو مخالف کی فوج سی کسی شخص کی بندوق کی گولی اوسکے ماتھے پہ لگی اور فوراً ہاتھی سی گر کر جان بحق تسلیم ہوا۔ بہادر شاہ نے بعد حصول فتح اپنی بھائی کی لاش کو دیکھا اور بکمال افسوس سی اوسے دفن کرا کی خود بلا دغدغہ اب تخت شاہی پہ جلوس کیا۔

ایک سکھہ تھا جو گرد گوبند سنگ کا چیلا اور گدی نشین تھا اور جسنے آخرکو
اپنا نام بھی گرو گوبند سنگہ رکھا تھا اوسنے سرہند پر قبضہ کیا مگر جب اوسنے
سنا کہ شاہ عالم مجھپر چڑھائی کرکے چلاہی اوسی وقت دابر کے قلعہ مین جو کوہ ہمالہ
مین واقع ہی بھاگ گیا بہادر شاہ نے وہ قلعہ بھی لے لیا پہ بندا جان بچاکر پہاڑون
کی راہسی بھاگ گیا +

تمام پادشاہان سابق سی شاہ عالم بڑا عادل اور لائق بادشاہ گذرا ہی وہ بڑا فیاض تھا
اور ہمیشہ مہمات عظیم کو سر کرنے کی کوشش کرتا تھا اگرچہ یہ پادشاہ بڑا دیندار
مسلمان تھا اور بہت خوب اسلام کی حقیقت اوسکی روح اور خون مین پیوستہ
تھی مگر پھر بھی اوسنی اپنے ایام حکومت مین مثل اور پادشاہون کے کلی اور مذہب کے
لوگون کو بسبب تعصب کے نہین ستایا یہ پادشاہ شہر لاہور مین ۱۷۱۲ء مین فوت ہوا +

معز الدین جہاندار شاہ

۱۷۱۲ء سے ۱۷۱۳ء تک

بہادر شاہ کی وفات کے بعد اوسکے چارون بیٹون مین تخت کے واسطے باہم لڑائی
ہوئی مگر چونکہ بڑی بیٹے معز الدین کا طرفدار نواب ذوالفقار خان تھا جو کہ
اوسوقت مین ایک بڑا طاقتور رئیس تھا اس سببسے معز الدین کی فتح
ہوئی اور باقی تینون بیٹون کی شکست ہوئی اور لڑائی مین مارے گئے

مسلم تھے چن کر ایک پنا گرنتھ بنایا اور اپنی تابعین کو اوسکے مسائل سکھلائی
اور وحدانیت و سجزا اور سزا کا پانا ثابت کیا پر جو مسائل کہ دونون فرقون کے
معتقد علیہ تھے صرف وہی اوسنے لیے تاکہ اوس سے کوئی انکار نکرے اسلیے
بہت لوگ جانبین کے اوسکی مذہب کو ماننے لگے مگر چونکہ اکبر بادشاہ کیوقت تک
یہ قوم کچھ طاقت نرکھتی تھی اور مثل ہندو فقیرونکی تھی اور رعایا کی مانند رہتی تھی
اسواسطے ایام سلطنت اکبر بادشاہ مین کوئی اونسے متعرض نہوا مگر جب اورنگ زیب نے
جہاد پر کمر باندھی اور اون لوگون کو تکلیف دی تو اوسوقت سے یہ قوم خاندان
مغلیہ کی سخت دشمن ہوگئی چنانچہ اورنگ زیب نے تیغ بہادر کو جو اوسکی زمانہ
مین اوس قوم کا گرو تھا پکڑوا کر مروا ڈالا گرو گوبند سنگھ جو گرو تیغ بہادر کا
بیٹا تھا اپنی تمام عمر اس خون کا عوض لینے مین صرف کی اور اوسکی قوم کے
لوگ فقیری ترک کر کے سپاہی اور شہسوار ہوگئے اور بڑے دلیر اور سخت لوٹیرے
ہوگئے پر اورنگ زیب کی کار آزمودہ فوج کے سامنے انکی کیا حقیقت تھی ایک ہی
لڑائی مین منتشر ہوگئے گرو گوبند سنگھ کے دو بیٹے پکڑے گئے اور قتل کیے گئے
اور اوسکو جلا وطن کر دیا وہ اسی غم مین دیوانہ ہوکر مرگیا پر اوسکے تابعین کو
یہ حوصلہ تھا کہ متفق ہوکر لڑے اور مدت سے کوہ ہمالہ مین بیٹھے ہوئے
انتظار کر رہے تھے کہ اورنگ زیب کے مرنے کی اونکو خبر پونہچی اور اس سبب سے
اونکو صوبجات شمالی کے قریب آنے کا موقع ملا اسوقت اونکا سردار بندا نامی

معلوم ہوئی اور اوسنے چاہا کہ اب انکی اطاعت نہ کریں مگر بادشاہ کی یہ سازش انپر کھل گئی اس لیے اونھون نے بادشاہ ہی کو مارڈالا پھر ان سیدون نے اورنگزیب کے بڑے پوتے کو تخت پر بٹھایا مگر پانچ مہینے کی حکومت کے بعد وہ مرگیا پھر اونھون نے اوسکے بھائی کو تخت پر بٹھایا جسنے صرف تین ہی مہینے بادشاہت کی بعد ازان روشن اختر کو جو بہادر شاہ کا پوتا تھا تخت نشین کیا اور اوسکا لقب محمد شاہ مقرر کیا گیا +

محمد شاہ بادشاہ

۱۷۱۹ء سے ۱۷۴۸ء تک

اس بادشاہزادہ نے پہلے پہل تو بلا عذر سیدون کی خاطر داری اور عزت بدستور قدیم کی مگر آخر کو اونکی قتل کے درپئے ہوا کہ اس عرصہ مین ان دونون بھائیون یعنے سید عبداللہ اور سید حسین اور نظام الملک حاکم مالوہ مین کچھہ نااتفاقی ہوگئی اور یہ صلاح ٹھہری کہ بادشاہ مع سید حسین کے اس کے حاکم مالوہ پر چڑھائی کرین چونکہ سید حسین کے مارڈالنے کی لیے سازش ہو چکی تھی اسلیے اوسکو راہ مین جا کرسے مارڈالا سید عبداللہ نے یہ خبر پاکر ایک نیا بادشاہ قائم کردیا اور اپنے بچاؤ کی صورت پیدا کری مگر اوسکو شکست ہوئی اور قید کیا گیا +

معز الدین جب تخت پر بیٹھا تو اوسنے اپنا لقب جہاندار شاہ مقرر کیا مگر بڑا
نالائق پادشاہ نکلا سید عبداللہ اور سید حسین نے جو قوم کے سید اور
آپس مین بھائی تھے فرخ سیر کو جو بہادر شاہ کا پوتا تھا پادشاہت کیواسطے
برانگیختہ کیا فرخ سیر نے ملک بنگالہ مین علم بغاوت بلند کر کے جہاندار شاہ اور نواب
ذوالفقار خان کو شکست دی اور وہ دونون مارے گئے اور فرخ سیر ہندوستان کا
پادشاہ ہو گیا جہاندار شاہ نے صرف ایک برس بادشاہت کی +

فرخ سیر

سنہ ۱۷۱۳ء سے ۱۷۱۸ء عیسوی تک

اس پادشاہ کے وقت مین سیدون کا بڑا زور ہو گیا تھا چنانچہ فرخ سیر کو
سید عبداللہ اور سید حسین جنھون نے اوسکو تخت دلوایا تھا اپنا غلام تصور
کرتے تھے اور اپنی مرضی کے موافق تمام قلمرو مین احکام جاری کرواتے تھے
اور بڑی قوت پکڑی تھی اس پادشاہ کے وقت مین بندا نامی سکھ پھر پہاڑ سے
نیچے اوترا اور دریای اٹک کے کناری پر لوٹتا پھرتا تھا کہ فوج شاہی نے اوسکو
شکست دی اور مار ڈالا سید عبداللہ اور سید حسین کی حکومت پر اور امرا
کو رشک ہوا اور آپس مین انکا چرچا پھیلا اور تمام امرا اون سیدون کی
حکومت و اختیار سے جلنے لگے اور پادشاہ کو بھی اونکی تابعداری ناگوار

چھین لیا اور شاہ حسین کو جو اوس ملک کا بادشاہ تھا قتل کر ڈالا اور ساری اولاد کو مار ڈالا اوسکی نسل مین سی ایک لڑکا مسمی طہماسپ باقی رہا تھا اس لڑکی نی گذرون مین جا کر پناہ لی اونھون نی اوسکی بڑی حمایت کی اون سردارون مین سی کئی شخص خود بخود حاکم ہو گئی تھی ایک سردار کا نادر نام تھا اوسنی اپنا نام طہماسپ قلیخان رکھا اور اپنی کوشش اور لیاقت سی سپہ سالا ہو کر پھر اصفہان کو افغانون سی لی لیا اور اوس ملک سی اونھین نکالدیا اور سپاہ کی رضا و رغبت سی بادشاہ بن گیا اور نادر شاہ اپنا لقب مشہور کیا +

نادر شاہ نی افغانستان پر حملہ کیا اور کابل اور قندھار کو مطیع کر کے ہندوستان کی حدود پر آپونہچا اتفاق سی اوسکے ملک کا کوئی آدمی ہندوستانکو بھاگ آیا تھا نادر شاہ نی ایک قاصد روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ یہ آدمی میری حوالہ کیا جاوی وہ قاصد جسوقت جلال آباد مین پونہچا تو وہانکی باشندون نی اوسکو قتل کر ڈالا اور اس ظلم کا انصاف محمد شاہ بادشاہ ہند نی کچھ نکیا اسلیئی نادر شاہ نے اٹک دریای اوتر کر ایسا جلد کوچ کیا کہ چار روز کا راستہ دہلی تک رہ گیا اور محمد شاہ کو اوسکی آنی کی خبر تک نہوئی غرضکہ جھٹ پٹ فوج تیار کی گئی اور نواب سعادت علیخان لڑنیکو بڑھی پر انھون نی بالکل شکست پائی اور اسیر ہوئی تب نواب سعادت علیخان نی ایک عہد نامہ نادر شاہ کو اس مضمون کا لکھدیا کہ دو کرور روپیہ لیکر اپنی ملک کو پھر جایئے

محمد شاہ نے بھی بہت دنون حکومت بھی نہ کی تھی کہ اوسکی نالیاقتی ظاہر ہوگئی اور یہ دریافت ہوا کہ وہ بادشاہت کے لائق نہین ہے کیونکہ اوسکی اوضاع اور اطوار ایسے خراب تھے کہ اوسکے دو بڑے لائق وزیر ایک نظام الملک اور دوسرا سعادت علیخان اوس سے منحرف ہوگئے اور مستقل حاکم ہوگئے نظام الملک نے تو اپنی حکومت ملک دکھن مین قائم کرلی اور سعادت علیخان نے ملک اودہ مین علاوہ برین اس نازک وقت مین مرہٹون نے بھی سر اوٹھایا اور ملک کو لوٹ لیا اور سلطنت لینے کے واسطے کئی لڑائیان لڑے چنانچہ صوبہ مالوہ اور گجرات کو لوٹ کر آگرے کے دروازے تک جا پہونچے یہ حال دیکھکر سعادتعلیخان نواب اودہ نے کوچ کیا اور اونسے مرہٹون کو ایسا مغلوب کیا کہ اگر بادشاہ اوسکو نہ روک دیتا تو وہ مرہٹون کا زور بالکل توڑ دیتا مگر بادشاہ نے اوسکو حکم دیا کہ آپ مرہٹون سے نہ لڑین کیونکہ بادشاہ اپنے وزیر خاص کو مع سردارون کے اونکے مقابلہ کیواسطے روانہ کرے گا یہ حکم پاکر سعادت علیخان اپنے دلمین ذلیل ہوکر پھر گیا مرہٹون کو جو فرصت ملی اونھون نے دہلی پر حملہ کیا اور بہت سا مال لوٹکر مالوہ کو چلے گئے اور سوا اسکے تمام قلمرو مین کئی جگہہ لوٹ مار کرنی شروع کردی +

علاوہ برین ایک اور بڑا حادثہ ہندوستان مین واقع ہوا جسکا حال بیان آیندہ سے ظاہر ہوگا ۔ ملک فارس مین جبکہ خاندان صفوی کو زوال ہوا تو وہان افغانون نے حملہ کیا اور اصفہان کو جو کہ پارس کا دار السلطنۃ تھا

اوسکو بھی نادرشاہ کی جہات کا لالچ آیا چنانچہ ۱۷۴۸ء میں اوسنے دریای اٹک کو عبور کرکے شہر سرہند کو آکر غارت کیا اور وزیر کو جو اوس سے لڑنی کو گیا تھا شکست دی اور وہ لڑائی مین مارا بھی گیا اس واقعہ کے بعد محمد شاہ بادشاہ مرگیا اور اوسکا بیٹا احمد شاہ بجای اوسکے تخت پر بیٹھا +

احمد شاہ بادشاہ

۱۷۴۸ء سے ۱۷۵۴ء عیسوی تک

اس پادشاہ کے عہد مین بار مین بڑا ہنگامہ اور فساد رہا کرتا تھا کیونکہ احمد شاہ بادشاہ اور اوسکی وزیر صفدر جنگ مین خانگی رنجش ہمیشہ چلی جاتی تھی چونکہ صفدر جنگ وزیر نے ایک خواجہ سرا کو جسکو بادشاہ بہت چاہتا تھا مار ڈالا تھا اسلیے بادشاہ اوس سے بہت ناراض تھا چنانچہ اوسنے باعانت امیر الامرا غازی الدین خان کے جو نظام الملک کا پوتا تھا صفدر جنگ کو اپنے دربار سے نکلوا دیا اور غازی الدین کو وزارت دی غازی الدین پہلے وزیر سے بھی بدتر نکلا اسلیے پادشاہ نے اوسکے نکلوانے کی بھی تجویز کی مگر غازی الدین نے بمدد ہلکر مہاراجہ مرہٹہ کے احمد شاہ کو پکڑ کر قید کیا اور اوسکی آنکھیں نکلوا ڈالین اور جہاندار شاہ کے ایک بیٹے کو جسکا خطاب عالمگیر ثانی مشہور ہے تخت پر بٹھا دیا +

عالمگیر ثانی

نادر کا ارادہ تھا کہ پھر جاۓ مگر محمد شاہ کی بیوقوفی سے نظام الملک مع محمد شاہ کے نادر شاہ کے
قبضہ مین آگئے اسلیے نادر شاہ آگے بڑھکر دہلی مین آیا اور تخت دہلی پر بیٹھکر بادشاہ
دہلی ہوگیا دو روز تک تو بڑا انتظام اور چین رہا دوسرے روز رات کو افواہ اوڑا
کہ نادر شاہ مارا گیا یہ خبر سنکر ہندوون نے اوسکے کئی سپاہی ڈالے جب نادر شاہ نے یہ حال سنا تو
اوسکو ایسا غصہ آیا کہ اوسنے قتل عام کا حکم دیا رات کو یہ حکم دیا تھا دوپہر تک دہلی کے
کوچون مین خون کی ندیان بہ گئین تب حکم دیا کہ اب قتل موقوف ہوا وسیوقت
قتل عام موقوف ہوگیا اور پینتیس دن تک شہر کے لوٹنے کا حکم جاری رہا اس عرصہ
مین جو لوٹ کا مال جمع ہوا تھا تین کرور بیس لاکھ روپیہ کا تھا جس مین سے
قریب نصف کے تو ہیرے اور باقی جواہرات تھے سلطنت مغلیہ کی برسون کی
کمائی تھی نادر شاہ نے ہندوستان کو اپنے قبضہ مین رکھنے کی کچھ خواہش نہ کی بلکہ
کابل اور قندھار اور اون صوبجات کو جو دریاے اٹک کے مغرب کیطرف واقع ہین
اپنے قبضہ مین رکھنا مناسب جانکر محمد شاہ کو پھر تخت پر بٹھا کر سنہ ۱۷۳۹ع مین ہندوستان
سے کوچ کیا اور اپنی فوج کا کوئی سپاہی ہند مین نہ رکھا ہندوستان سے کوچ کرنے
کی تاریخ سے آٹھ برس کے بعد نادر شاہ بمقام مشہد خراسان مین مارا گیا اور اوسکا
ملک کئی حصون مین منقسم ہوگیا احمد ابدالی جو قوم کا افغان اور ایک افسر ان
نادر شاہ سے تھا یہ حال دیکھکر گھر کو گیا اور وہان جاکر اپنے شہر کا بادشاہ بن بیٹھا
جب اوسنے دیکھا کہ میرا ملک بخلل میرے قبضہ مین رہیگا اور کچھ اندیشہ نہین ہے اوسوقت

اکے

ہر ایک طرف کا فتنہ و فساد نہ دفع کر سکا اس لیے جاٹون مین جا کر اونسے پناہ لی
اب افغانون اور مرہٹون مین لڑائی ہوئی مرہٹون نے جب دیکھا کہ میدان خالی ہی
اور کوئی اونکا حریف نہین دکھائی دیتا تو اونھون نے ملک کا دعوی کیا اور چاہا
کہ ہم ہندوستان کے مالک بنجاوین چنانچہ سکھون سے مدد لیکر دہلی اور آگرہ اور
ملتان اور لاہور اونھون نے فتح کر لیے اور افغانون کو مار کر دریای اٹک کے
پار اوتار دیا یہ خبر سنتے ہی چوتھی دفعہ احمد ابدالی بڑا لشکر لیکر ہندوستان پر
حملہ آور ہوا اور پانی پت پر ایک جنگ عظیم احمد شاہ ابدالی اور مرہٹون سے
ہوئی جس مین مرہٹون نے شکست پائی اسّی ہزار آدمی مرہٹون کا مارا گیا اور
وتا سندھیا اونکا سپہ سالار میدان مین کام آیا افغانون کی طرف شجاع الدولہ
صوبہ دار اودہ اور حافظ رحمت خان اور دوندی خان روہیلہ تھے اور دوسری
لڑائی سکندرہ کے قریب ہلکر سے ہوئی اونسے ایسی تباہی اور مصیبت اوٹھائی
کہ اوس میدان سے چند ہمراہیون کے ساتھ وہ خود تو بچ کر بھاگ گیا مگر
سب فوج میدان مین کام آئی ابھی یہ سال پورا نہونے پایا تھا کہ مرہٹون نے
ایک فوج ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی کی جمع کی اور اس فوج کا افسر شیودیو راے
مرہٹا پیشوا کا بھتیجا تھا اوسنے وزیر سے ملکر اور جاٹون کو ہمراہ لیکر دہلی کیطرف
کوچ کیا احمد شاہ ابدالی دریای جمنا سے پار ہو کر دشمن کے مقابلہ کو گیا اگرچہ اوسکی
فوج دشمن کی فوج کے سامنے کچھ حقیقت نرکھتی تھی پر مرہٹون کو حوصلہ نہوا کہ اوسکے

۱۷۵۴ء سے ۱۷۵۹ء عیسوی تک

اس بادشاہ کے وقت مین تمام قلمرو مین تہلکہ پڑ گیا تھا افغانون نے پنجاب پر حملہ کر کے ملتان اور لاہور پر قبضہ کر لیا اور اوسی نواح مین سکھونکی بھی طاقت اور تعداد بڑھنی شروع ہو گئی اور جاٹون اور روہیلون نے جا بجا لوٹ مچا دی اور مرہٹے بھی ڈاکہ مارتے پھرتے تھے یہانتک کہ روہیلکھنڈ کے شہر بھی اونھون نے لوٹ لیے ایسے وقت مین غازی الدین نے پھر پنجاب کے فتح کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ ایک عورت کو جو قوم کی پٹھانی تھی اور جسکو احمد شاہ ابدالی لاہور کی حکومت سپرد کر گیا تھا غازی الدین نے گرفتار کر لیا یہ خبر سنکر احمد شاہ ابدالی پھر تیسری دفعہ ہندوستان پر چڑھکر آیا اور بڑا لشکر لایا اور دہلی مین پہونچکر ۱۷۵۶ء مین اوس شہر کو ایسا غارت اور برباد کیا جیسا کہ نادر شاہ کے ہاتھ سے ۱۷۳۹ء مین ہوا تھا عالمگیر ثانی نے احمد شاہ ابدالی سے درخواست کی کہ کوئی شخص بطور محافظ کے اپنی طرفسے یہان مامور کر دیجیے تاکہ غازی الدین جو میرا وزیر ہے آپکے جانے کے بعد مجھسے بدسلوکی سے نہ پیش آئے چنانچہ اوسنے عالمگیر کی حفاظت کیواسطے قوم روہیلہ کا ایک سردار دہلی مین متعین کر دیا تاکہ وہ غازی الدین کی قوت کو بڑھنے نہ دے غازی الدین نے احمد شاہ ابدالی کے جانے کے بعد مرہٹون کی مدد سے فوراً بادشاہ کو بھی پکڑ لیا اور دارالسلطنت پر بھی اپنا قبضہ کر لیا اور بادشاہ کو مار کر جمنا مین اوسکی لاش پھینک دی مگر اوسوقت اوسکو اپنی جان بچانی دشمنون سے مشکل ہوئی اور

سر کوبی ہو گئی سرکار کمپنی بہادر کی عملداری کا خاتمہ ہوا اور جناب ملکہ معظمہ وکٹوریا دام ملکہا کی حکومت کے شروع ہوئی تب یعنی ۱۸۵۸ء تک گدی نشینان مغلیہ کی ایک لاکھ روپیہ ماہواری تنخواہ جاری رہی شاہ عالم کل پینتالیس برس تخت پر بطور بادشاہان سابق کے رہا +

اکبر شاہ ثانی

۱۸۰۶ء سے ۱۸۳۷ء تک

اوسکا نام ابو النصر معین الدین اکبر شاہ ہے یہ بیٹا شاہ عالم ثانی کا تھا۔ تاریخ ماہ رمضان ۱۱۷۳ ہجری مطابق ۱۷۵۹ء کے شب چار شنبہ کو پیدا ہوا اور اپنے باپ شاہ عالم کی وفات کے بعد ۔ رمضان ۱۲۲۱ ہجری مطابق ۱۸۰۶ء بروز چار شنبہ کو تخت نشین ہوا اکتیس برس نو مہینے اکیس یوم اوسنے قلعہ کی حکومت کی بروز جمعہ ۲ جمادی الثانی ۱۲۵۳ ہجری مطابق ۱۸۳۷ء کو وفات پائی مدت عمر اس بادشاہ کی ۷۹ سال دس ماہ اکیس یوم ہے وفات کے بعد بستی قطب صاحب واقع جنوب دہلی میں مدفون ہوا اگرچہ اس بادشاہ کے وقت میں کمپنی بہادر کی حکومت پنجاب کے حدود تک بخوبی ہو گئی تھی اور فوجداری اور دیوانی صاحبان انگریز بہادر کے سپرد تھی الا مقدمات وابستگان قلعہ کی بادشاہ خود فیصل کرتا تھا اور لقب بادشاہی اور علم شاہی اور چتر

سامنے آوین مگر پانی پت کی مورچون پر اونھون نی اگرانی تئین چھپایا احمد ابدالی نے اونکا تعاقب کیا پر کچھ فائدہ نہوا پھر میدان کی لڑائی ہوئی مرہٹون کی فوج متفرق ہوگئی او بائیس ہزار قیدی اور پچاس ہزار گھوڑی اور بہت مال غنیمت کا احمد ابدالی کی ہاتھ آیا نوین ماہ جنوری ۱۷۶۱ء کو احمد شاہ ابدالی نے دہلی کو چھوڑکر ولایت کو کوچ کیا اور عالمگیر ثانی کی بڑی بیٹی عالی گوہر کو جسکا لقب شاہ عالم تھا اور جسکو غازی الدین نی بروقت مارڈالنی عالمگیر ثانی کی ۱۷۵۹ء مین تخت پر بٹھادیا تھا برای نام بادشاہ کردیا +

شاہ عالم ثانی

۱۷۵۹ء سی ۱۸۰۶ء عیسوی تک

شاہ عالم مرہٹون کی مدد سی پھر دہلی پر قابض ہوا لیکن تھوڑی روز کے بعد غلام قادر ایک روہیلہ نے بادشاہ کی آنکھیں نکلوا ڈالین جب سیندھیا مرہٹون کی سردار نے دہلی کو فتح کیا تو اوسنے شاہ عالم کو قید مین رکھا اور جبکہ ۱۸۰۳ء مین دہلی انگریزون کی قبضہ مین آئی تو اونھون نے ایک لاکھ روپیہ ماہواری تنخواہ بادشاہ کی مقرر کردی چنانچہ اوس تاریخ سی اس خاندان مین بادشاہون کی جان بچی عام لوگو مین ملک کی ترقی ہوئی آبادی بڑھ گئی علم ہندوستان مین پھیل گیا سڑکین درست ہوگئیں مرہٹون اور جاٹون اور روہیلون او سب دشمنون کی

چنانچہ ایک رسالہ شاہی میرٹھ رہنی والا تھا قسمت نے جو گردش کھائی تو فوج
انگریزی بسبب تکرار کی جو اونکی افسرون سی کارتوس کاٹنی کی بابت واقع ہوئی
جسکا حال مفصل خاتمہ حکومت کمپنی بہادر مین لکھونگا منحرف ہو کر
اس بادشاہ کی پاس جا کر جمع ہوئی انگریزون نے دہلی کا محاصرہ کر لیا کئی
لڑائیان ہوئین انجام کار بہت مفسد کچھ مارے گئی کچھ بھاگ گئی اس لیے
اس بادشاہ کو انگریزون نے ملک برہما مین لیجا کر مقید رکھا اوسکی بیوی زینت محل اور
مرزا جوان بخت اوسکا چھوٹا بیٹا بھی اوسکی ہمراہ تھا یہ بادشاہ سنہ ۱۲۷۹ ہجری
مطابق ۱۱ تاریخ نومبر سنہ ۱۸۶۲ع کی فالج کی بیماری سے فوت ہوا سپہ خاندان تیموری
تمام ہوا یہ تاریخ کسی شاعر نے اس بادشاہ کے جلوس اور وفات کی کہی ہے

تاریخ جلوس و وفات سراج الدّین ابو ظفر

سراج دین بوظفر مسافر وہ سوی جنت ہوا روانہ
کہ جسکے باعث سی خوشی سے چھلک اٹھا ایاغ دہلی
چراغ دہلی جلوس کا سال ہے سو اب بھی مطابق اسکی
۱۲۵۲ھ
سروش غیبی نے سال رحلت کہا بجھا ہے چراغ دہلی
۱۲۷۹ھ

فقط

اور تخت اور قلعہ بدستور سابق اوسکے قبضہ مین رہا +
شاہ اکبر فرخ بخش جہان + صبح غرق گشت از قضا چون بدر + پی سال وفات لفت ظفر + عرش آرامگاہ علی قدر ۱۲۵۳ھ

سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ

۱۸۳۷ء سے ۱۸۵۷ عیسوی تک

یہ آخر بادشاہ خاندان تیموری کا ہی جسپر اس خاندان کا نام بھی تمام ہوگیا اوسکی تاریخ پیدایش لفظ ابو ظفر سے نکلتی ہی یعنی ۱۱۹۱ ہجری مین پیدا ہوا تھا اوسکو شعر گوئی مین بہت دخل تھا چنانچہ اوسکے اکثر شعر ہندوستان مین ہر ایک آدمی کی زبان پر جاری ہین محفل رقص و سرود مین اوسکی غزلین اکثر گائی جاتی ہین اور محفل حال و قال صوفیان مین اوسکے شعرون پر رقت آتی ہی اس بادشاہ کی تمام عمر کتب تصوف کے مطالعہ اور شعر کہنے اور عیاشی مین صرف ہوئی یہ بادشاہ علم موسیقی مین بھی مہارت کامل رکھتا تھا اور اپنے دو بزرگون کی مانند برای نام بادشاہ تھا سرکار کمپنی نے اس خاندان کا نام قایم رکھنے کو کئی تجویزین بہت خوب کی تھین ایک تجویز یہ تھی کہ اس خاندان مین بڑا بیٹا گدی نشین ہوتا رہی اور علاوہ آمدنی دخل ملک شاہی کے تنخواہ ایک لاکھ روپیہ ماہواری بھی برابر جاری رکھی جاوی بلکہ تجویز تھی کہ چونکہ بادشاہ قرضدار ہی سوا لاکھ روپیہ اسکو ماہواری دیکر قرض اوسکا ادا کیا جاوے اور سرکار کا ارادہ تھا کہ بادشاہزادونکو تعلیم علم کی جاوے

وارن ہیسٹنگز صاحب لارڈ کارنوالس صاحب سر جان شور صاحب
لارڈ مارننگٹن صاحب لارڈ منٹو صاحب مارکوئیس آف ہیسٹنگز
لارڈ ایمہرسٹ لارڈ ولیم بینٹنگ لارڈ آکلنڈ لارڈ النبرا
لارڈ ہارڈنگ لارڈ ڈلہوسی لارڈ کیننگ لارڈ الجن صاحب کا
ذکر کیا جاتا ہی - ابتدا مین چند سوداگران باشندگان انگلستان سے
ملکہ ایلیزبتہ صاحبہ سی جو اون ایام مین تخت شاہی انگلنڈ پر جلوس فرما
تھین ایک سند سوداگری کی بدین مضمون حاصل کی کہ یہ لوگ پندرہ برس تک
ہندوستان مین سوداگری کرین اور سوا انکی کوئی شخص باشندہ انگلنڈ کا اس امر کا مجاز
نہو کہ وہ بھی وہان جاکر سوداگری کرے یہ لوگ سنہ ۱۶۰۰ء مین یہ سند لے کر
ہندوستان کو آئے اور بعد انقضا چند مدت کے پھر سند حاصل کی غرضکہ اسی طرح
انکا کام جاری تھا کہ سنہ ۱۶۹۳ء مین چند اور شخص بھی متفق ہو کر بادشاہ انگلستان
سی ملتجی ہوئے کہ ہمکو بھی سند ہندوستان کی سوداگری کی مرحمت ہو چنانچہ
اونھون نے بھی سند پائی دوسری کمپنی جب دار دہند ہوئی تو ان دونون مین
رشک اور نا اتفاقی ایسی بڑھی کہ ایک کمپنی دوسری کمپنی کی تخریب کی
درپئے ہوئی مگر بعد غور اور فکر کے اونکو یہ بات دریافت ہوئی کہ متفق
ہونے سے استحکام کی رونق زیادہ ہوگی اور کوئی دشمن ہمپر زور نہ پاسکے گا
لہٰذا سنہ ۱۷۰۲ء مین دونون کمپنیان مل کر متفق ہو گئین چنانچہ اسی واسطے اونکا

تیسرا حصہ

اس مین حکومت انگریزی اور سلطنت شاہان لندن کا بیان ہے

باب اول

عملداری سرکار کمپنی بہادر کی سنہ ۵ عیسوی تک

باب دوم

ختم ہونا حکومت کمپنی بہادر کا اور ہوجانا سلطنت ملکہ معظمہ دام ملکہا کوئین وکٹوریا فرمانروای لندنکا

باب اول

ابتدای حکومت انگریزی سرکار کمپنی بہادر کی

سنہ ۱۶۰ عیسوی سے سنہ ۴۳ عیسوی تک

اگرچہ بہت سی لارڈ اس ہندوستان مین گورنر ہوی ہین مگر انمین سے بعضے ایسے ہین کہ جنکے وقت مین کوئی حادثہ قابل یادداشت نہین گذرا اس لیے اونکا ذکر چھوڑکر صرف مشہور گورنر جنرل جنکا حال یاد رکھنا تاریخ کے سلسلہ کے واسطے ضرور ہے بیان کیا جاتا ہے

اوس ایلچی کی ہمراہ ایک ڈاکٹر مسمی ہیملٹن صاحب جو فن طبابت مین بڑی مہارت
رکھتا تھا وارد دارالسلطنتہ شاہ ہند ہوا یہان آکر اوسنی یہ خبر سُنی کہ بادشاہ
سخت بیمار ہی اور اوس بیماری کی باعث سی بادشاہ کی شادی جو راجہ جودھپور
کی لڑکی سی قرار پائی تھی جسکا بادشاہ نہایت شائق اور عاشق تھا ملتوی
ہو گئی اور ہندوستانی حکیم بادشاہ کی بیماری سی ناچار ہین ہیملٹن صاحب
نی علاج کی درخواست کی اور باشتیاق تمام منظور ہوئی آخر کار صحت کی بعد
بادشاہ بہت خوش ہوئی اور ارشاد کیا کہ اس علاج کی عوض جو تم مانگو مین دون
ہیملٹن صاحب نی اپنی غرض ذاتی پر توجہ نکرکے اپنی قوم کی بھلائی اور خوش اقبالی
مقدم سمجھکر عرض کی کہ حضور یہ جو کمپنی تجار انگلنڈ بادشاہ کی قلمرو مین سوداگری
کرتے ہین بندہ صرف یہ چاہتا ہی کہ اونکی اجناس کا محصول معاف ہو جاوے
اور کچھ زمین کا پٹہ مرحمت ہو تاکہ اپنی حفاظت کی واسطی مکانات تعمیر کرکی سپاہ
اور ہتھیار رکھین چنانچہ یہ درخواست فوراً منظور ہوئی اسلیے انگریزون نے
ایک قلعہ کلکتہ مین تعمیر کرکے اوسکا نام فورٹ ولیم رکھا اور زمینداری اپنی
بہت بڑھائی فرانسیس لوگ پانڈی چری پر قابض تھے اونکی گورنر ڈوپلی
نی یہ چاہا کہ نظام الملک مظفر جنگ کی پوتی کو صوبہ دار دکھن کا اور اوسکی رشتہ دار
حیدر علی کو نواب کرناٹک کا بناؤن انگریزون نی اون دونون کو اپنی برخلاف
پایا اور ناظر جنگ اپنی نظام الملک کو اپنی سی ملا کر اوسکو کمپنی کا نواب بنانا چاہا

لقب یونائیٹڈ ایسٹ انڈیا کمپنی (یعنی متحد کمپنی ہند) مقرر ہوا +
سنہ ۱۶۱۳ع مین باجازت نور الدین جہانگیر بادشاہ ابن اکبر بادشاہ کی اس کمپنی تجار
نی سورت احمد آباد کمبھائی مین چند کارخانجات سوداگری کے مقرر کیے اور باجازت
راجہ مدراس کے ایک قلعہ درمیان مدراس کی تعمیر کر کر اوسکا نام قلعہ سینٹ جارج
رکھا جب چارلس دوم بادشاہ انگلستان کی شادی سنہ ۱۶۶۲ع مین شاہ پرتگال کی
بیٹی کیتھرائن سی ہوئی تو بادشاہ پرتگال نی اپنی بیٹی کی جہیز مین چارلس دوم کو
جزیرہ بمبئی عنایت کیا اونھون نی یہ جزیرہ کمپنی بہادر کو مرحمت فرمایا
اسلیے کمپنی تجار ہند نی بمبئی کو اپنا دار الحکومۃ کر لیا پھر سنہ ۱۶۹۸ع مین کمپنی تجار
ہند نی بامید اسکی کہ کچھ زمینداری اور ریاست اس ملک مین حاصل کرنی
ضرور ہی اور اس خیال سی کہ فرنچ لوگون نی بہ نسبت سوداگری کی ملکیت زمین
زیادہ حاصل کرکی ولایت مین ناموری اور تعریف حاصل کی تھی شاہزادہ
عظیم الشان ابن عالمگیر جو بادشاہ فرخ سیر کا باپ تھا اور اون ایام مین
بنگالہ کا صوبہ دار تھا اور اوسی روپیہ کی ضرورت تھی کلکتہ اور اوسکی مضافات
کی زمینداری خریدی اسوقت مین انگریزون کی کوٹھی کلکتہ مین اور فرانسیسون کی
چندر نگر مین اور ڈچ کی چنسرہ مین تھی یہ تینون کوٹھیان دریای ہوگلی کے
کنارہ پر تھین پھر سنہ ۱۷۱۵ع مین کمپنی تجار ہند نے بارادہ حصول مراحم
سلطانی ایک ایلچی مع تحائف اور نذر بحضور شاہ فرخ سیر بادشاہ دہلی روانہ کیا

میر جعفر سے جو الہ وردی خان کا بہنوئی تھا سازش کرکے نواب سراج الدولہ
پر چڑھائی کی اور بمقام پلاسی ۲۳ - جون ۱۷۵۷ء میں جنگ کر کے
فتح پائی اب انگریزون نے میر جعفر کو ملک بنگالہ کا صوبہ دار مقرر کیا مگر بسبب
اسکے کہ وہ نالائق نکلا پھر اوسکو معزول کرکے قاسم علیخان اوسکے داماد کو
صوبہ دار بنایا قاسم علیخان نے اول تو رام نرائن صوبہ دار پٹنہ کو قید کیا
اور اوسکا مکان اور خزانہ لوٹا اور پھر اوسے ہلکیاہ کو قتل کروا ڈالا چونکہ
سرکار کمپنی کے اجناس پر محصول معاف تھا اسلیے وہ انگریز بھی جو
کمپنی کی ملازم تھے اپنے مال اور اسباب کا محصول نہ دیا کرتے تھے اور اگر کبھی نواب کے
نوکر اونسے تقاضا کرتے تھے تو اونکو پکڑ کر لیجاتے تھے اور اونکی بری گت بناتے
تھے یہ حال دیکھکر نواب نے کئی بار کلکتہ کو لکھا پر کچھ جواب نپایا اسلیے نواب نے
تنگ ہوکر ہندوستانی سوداگرون سے بھی محصول لینا معاف کردیا یہ بات
انگریزون کو ناگوار گذری کیونکہ اونکا اسمین نقصان تھا اسلیے نواب کو
اونھون نے لکھا کہ ہندوستانی سوداگرون سے محصول لینا معاف نکرو
نواب نے کچھ جواب نہ دیا اور یہ امر لڑائی کا باعث ہوا فوراً جنگ برپا ہوئی
نواب نے شکست پاکر شجاع الدولہ صوبہ دار اودھ سے پناہ لی انگریزون سے
میر جعفر کو پھر مسند حکومت پر بٹھا دیا ۱۷۶۵ء مین نواب قاسم علیخان
نے چڑھائی کی اور نواب اودھ شاہ عالم بادشاہ دہلی کو اپنی کمک پر

اور نواب محمد علی جو کرناٹک کا نواب تھا اوسی کو اپنی جگھہ پر بحال رکھنا چاہا
چنانچہ اس باعث سے کئی لڑائیان فرانسیسون اور انگریزون مین ہوئین
جنکا انجام یہ ہوا کہ فرانسیسون نے شکست پائی اور اونکے کارخانہ جات
تباہ اور برباد ہو گئے +

جسوقت نواب سراج الدولہ کہ حریص اور عیاش اور ظالم تھا اپنے
نانا الہ وردیخان صوبہ دار بنگالہ کے بعد مسند نشین صوبہ داری بنگال کا ہوا
تو اوسنے بطمع زر کلکتہ پر حملہ کیا انگریز تاب مقابلہ نہ لاکر جہازون پر
چڑھکر بھاگ گئے پر ایک سو چھالیس آدمی جو قلعہ مین رہ گئے تھے اونکو سراج الدولہ
نے گرفتار کر کے حکم دیا کہ انکو بحفاظت رکھین ہندو لوگ جو پہرے والے تھے
اونھون نے بسبب غلط فہمی کے ایسے ایک تنگ و تاریک مکان مین جہان
ہوا بھی نہ جاتی تھی اونکو بطور اسباب کے بھر دیا اور صبح تک اونکو اسی مشقت
اور گرمی مین بند رکھا اسلیئے صبحکو ایک سو تیئس آدمی مردہ نکلے جب یہ خبر وحشت اثر
اون انگریزون کو پونچی جو مدراس مین رہتے تھے اونھون نے کرنیل کلائیو صاحب بہادر
اور میر بحر واٹسن صاحب کو کلکتہ کے فتح کرنے کے واسطے روانہ کیا چنانچہ
کلائیو صاحب بہادر نے پھر کلکتہ کو فتح کیا اور چندر نگر بھی فرانسیسون سے
چھین لیا اور نواب سراج الدولہ سے صلح ہو گئی مگر چونکہ کلائیو صاحب بہادر کو
نواب سراج الدولہ کے اقرار اور عہد کا اعتبار کامل نہ تھا اس لیئے اوسنے

عہدی مگر تھوڑی عرصہ کے بعد اونھون نی انتقال کیا اور بجاے اوسکے
انگ سر جارج بارلو صاحب قائم مقام مقرر ہوئے +
سلطار

دی کراور

لارڈ منٹو پنجم گورنر جنرل

راجہ پیشوا اور

سنہ ۱۸۰۷ء سے سنہ ۱۸۱۳ عیسوی تک

ملک اوسنے دیا اسر منٹو گورنر جنرل ہندوستان کی مقرر ہوکر آئی اوسکے
ایجاد ہوئے یہ صاحب
اور جاوا جوکہ فرانسیسون اور ہالنڈیون کے

سر جان شور سوم گورنر کمپنی بہادر مین آئی +

سنہ ۱۷۹۳ عیسوی سے سنہ ۱۷۹۸ء تک --- ۱۰ اہند

جبکہ کارنوالس گورنر جنرل ولایت کو چلے گئی تو سر جان شور بجاے اوسکے
ہندوستان کی گورنر ہوی اونھون سنے اپنے وقت مین سب رئوسا
اور نوابون اور حکام سے صلح رکھی +

لارڈ مارنگٹن چہارم گورنر جنرل

سنہ ۱۷۹۸ عیسوی سے سنہ ۱۸۰۵ عیسوی تک

یہ صاحب بنام مارکوئیس آف ولزلی بہی مشہور تھی جبکہ وہ عہدہ گورنری پر

چڑھا کر لایا یہ لڑائی مقام بکسر پر ہوئی انگریزون نے فتح پائی اور شاہ عالم بھی انگریزون کے بس مین آگئے +

وارن ہیسٹنگز اول گورنر جنرل ہند

۱۷۷۳ء عیسوی سے ۱۷۸۵ء عیسوی تک

یہ صاحب اول گورنر جنرل ملک بنگالہ کے مقرر ہو کر ۱۷۷۳ء مین ولایت سے ہندوستان مین آئے انھون نے نواب حیدر علی والی میسور کو شکست دی مرہٹون کو مغلوب کیا نواب اودھ سے زمینداری بنارس کی خرید کی اسی گورنر جنرل کے وقت مین لڑائی فتح گنج کی جو قریب پندرہ کوس کے شہر بریلی سے واقع ہی درمیان روہیلون اور نواب اودھ کے ہوئی تھی اسکے وقت مین کمپنی بہت کم طاقت تھی دس برس تک ایوان گورنری اون سے مزین رہا +

لارڈ کارنوالس دوم گورنر جنرل

۱۷۸۶ء عیسوی سے ۱۷۹۳ء عیسوی تک

اس گورنر جنرل نے ارتباط و اتحاد بہین نواب وزیر اودھ اور نظام حیدرآباد اور انگریزون کے از سر نو مستحکم اور مضبوط کیا۔ اور نواب لکھنو سے از سر نو

آئی مگر تھوڑی مدت کے بعد اونھون نی انتقال کیا اور بجاے اونکے
سر جارج بارلو صاحب قائم مقام مقرر ہوئے +

لارڈ منٹو پنجم[۵] گورنر جنرل

سنہ ۱۸۰۷ع سے سنہ ۱۸۱۳ عیسوی تک

سنہ ۱۸۰۷ع مین لارڈ منٹو گورنر جنرل ہندوستان کے مقرر ہوکر آئی اونکے
وقت مین جزیرۂ موریشس اور جاوا جو کہ فراسیسون اور ہالنڈیون کے
قبضہ مین تھے مفتوح ہوکر قبضۂ سرکار کمپنی بہادر مین آئی +

مارکوئیس آف ہیسٹنگز ششم[۶] گورنر جنرل ہند

سنہ ۱۸۱۳ع سے سنہ ۱۸۲۳ع تک

یہ صاحب ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۸۱۳ع کو گورنر جنرل ہندوستان کے مقرر ہوکر
کلکتہ مین وارد ہوئی انکے ایام حکومت مین راجہ نیپال سی لڑائی ہوئی
اور اوسکا تھوڑا سا ملک زیر حکومت انگریزی آیا - پیشوا باجی راو
اور راجہ ناگپور ر دونون برسر پرخاش ہوکر انگریزون کے مقابلہ کو
میدان مین آئی جنگ عظیم دونون سے ہوئی آخرکو دونون راجہ پکڑے گئے
اور مقید ہوئے اور اونکا ملک سرکار کمپنی بہادر کے قبضہ مین آیا سارس کا

چڑھا کر لایا یہ لڑائی مقام بکسر پہ ہوئی انگریزوں نے فتح پائی اور شاہ عالم
بھی انگریزوں کے بس میں آگئے +

لے لیا

وارن ہیسٹنگز اول گورنر جنرل ہند

مقرر کر دیا

سنہ ۱۷۷۳ عیسوی سے سنہ ۱۷۸۲ عیسوی تک

اودھ سے ... اور راگھوجی بھونسلا

یہ صاحب اول گورنر جنرل ملک بنگالہ کے مقرر ہو کر ... شکست پائی - اسی وقت
ہندوستان میں آئے انھوں نے نواب حیدر علی ...
... میں کہ مندر جگناتھ کا واقع ہے
مرہٹوں کو مغلوب کیا نواب اودھ ...
روپے سے چھوڑایا اور خود اوس پر حاکم ہوئے
اسی گورنر جنرل کے وقت ... حصہ لنکا کا اور مغربی حصہ گجرات کا احاطہ سلطنت کمپنی
شہر بہادر میں داخل ہوا - ایک لڑائی راجہ ہولکر سے بھی ہوئی جس میں
انگریز فتحیاب ہوئے مگر بعد صلح کے راجہ ہولکر کو اوسکا ملک سرکار نے
دے دیا سنہ ۱۸۰۵ء میں لارڈ لیک صاحب نے بھرتپور کا محاصرہ کیا اگرچہ
چار دفعہ بھرتپور پر چڑھائی کی پر ایک دفعہ بھی کامیاب نہوئے +

کارنوالس گورنر سابق

سنہ ۱۸۰۵ عیسوی سے سنہ ۱۸۰۵ء تک

سنہ ۱۸۰۵ء میں کارنوالس صاحب پھر گورنر جنرل مقرر ہو کر ہندوستان میں

علداری مین آبسے تھے اسلیے راجہ برہما اور حاکم اراکان انگریزون سے
ناراض ہو گئے اور جزیرہ شاہ پوری پر جو کمپنی بہادر کی قبضہ مین تھا
برہما کی فوج نے حملہ کیا انگریزون نے اونکا مقابلہ کما ینبغی کیا یہ
لڑائی سنہ ۱۸۲۴ع مین ہوئی سرکار کمپنی کی فوج رنگون کو فتح کر کے
آوانک جا پونہچی اسلیے والی برہما نے آسام اور اراکان اور تناسرم کے
صوبے سرکار کمپنی بہادر کے حوالے کیے اور ایک کرور روپیہ نقد دیا
تب صلح سرکاری ہوئی اسی گورنر کے وقت مین قلعہ بھرت پور فتح ہوا تھا

لارڈ ولیم بینٹنک ہشتم گورنر جنرل

سنہ ۱۸۲۷ عیسوی سے سنہ ۱۸۳۵ عیسوی تک

بعد ازان لارڈ ولیم بینٹنک گورنر ہوئے اونھون نے ایک رسم بد یعنی ستی ہونا
ہندوستان سے یک قلم موقوف کر دیا۔ صرف راجہ کورگ نے سرکشی کی تھی
اوس نے شکست پائی اور قید ہوا اور ملک اوسکا سرکار کمپنی بہادر کے
ہاتھہ آیا پھر یہ صاحب استعفا دیکر ولایت کو چلے گئے اور تا تجویز ثانی
اونکی مقام پر سر چارلس مٹکاف صاحب عہدۂ گورنری ہندوستان پہ
مامور رہے اور اونھون نے ہندوستان کے اخبار نویسون کو اجازت دی کہ
جو بات واقع مین ظلم یا بے انتظامی کی کسی حاکم یا خود گورنمنٹ سے صادر ہو گو

قلعہ اسی عہد مین مفتوح ہوا- پنڈارون سے بھی انھین گورنر جنرل کی وقت مین
لڑائی ہوئی اور وہ قوم متفرق ہوگئی- شہر بریلی مین ایک بلوے بسبب مقرر کرنے
محصول چوکیداری کی ہوا اور اوسکا بانی مفتی محمد عوض تھا اسی وقت مین
۱۵- اپریل سنہ ۱۸۱۶ع کو اس بلوے کی دفع کیواسطے ایک لڑائی ہوئی جسکی سبب سے
دو ہزار آدمی جانبین کی مارے گئے- راجہ ہولکر کے سردارون نے بھی سامان
لڑائی کا کیا پر آخر کو ہار گئے اور ملک بھی اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھے اور جب
صلح قرار پائی تو سرکار انگریزی نے ملک پونا اور کچھ مرہٹون کا ملک
تو رہنے دیا پر باقی ملک کے سب علاقے سیواجی کی اولاد کو جو ملک ستارہ کے
حاکم تھے بخشدیے اور بجای آپا صاحب راجہ ناگپور کی جو قید سے بھاگ گیا
تھا قدیم راجہ کے پوتے کو مسند ریاست پر بٹھا دیا ان تدبیرون سے اکثر
اضلاع ہندوستان مین فرمان کمپنی بہادر کے اسی گورنر کے عہد مین ہوگئی +

لارڈ امہرسٹ ہشتم گورنر جنرل

سنہ ۱۸۲۳ عیسوی سے سنہ ۱۸۲۷ع تک

یہ صاحب سنہ ۱۸۲۳ع مین گورنر جنرل ہندوستان کی مقرر ہوئے انکی وقت
مین برہما کی لڑائی ہوئی وجہ اسکی یہ تھی کہ باشندگان اراکان یعنی قوم مگ
بسبب ظلم اور تعدی راجہ برہما کی اپنا دیس چھوڑکر سرکار کمپنی بہادر کی

اوسنے ایک فوج جرار بسرکردگی فتح خان اپنے وزیر اعظم کے ایرانیون کے مقابلہ پر روانہ کی بعد مقابلہ سخت کے شاہ ایران نے شکست کھائی اور اوسکی فوج پارس کو مراجعت کر گئی چونکہ فتح خان وزیر کابل طامع اور حریص اور بدباطن تھا اوسنے ہرات مین داخل ہوکر بادشاہ کے بھائی کو گرفتار کیا اور اوسکے مال اور خزانہ پر قابض ہوکر بطمع زر کنیز محلسرا مین گھسکر سب عورتون کو بیپردہ کرکے جواہرات اور زیور کی تلاش کی شاہزادہ کامران ولد محمد شاہ والی کابل کو یہ بات بہت بری معلوم ہوئی کہ اوس نے نامعقول نے میری چچا کی ایسی بیعزتی کی کہ جسکے سننے سے شرم آتی ہے تب اوسنے موقع پاکر اوس وزیر بدتدبیر کو قید کیا اور اوسکی آنکھین اوس جرم کی پاداش مین نکلوا ڈالین اور محمد شاہ والی کابل نے بعد پانچ یا چھ مہینے کے اوسکو قتل کیا محمد عظیم خان جو بڑا بھائی فتح خان وزیر مقتول کا تھا یہ خبر سنکر منحرف ہوگیا اور اوسنے ارادہ کیا کہ شاہ شجاع کو پھر تخت پر بٹھلاؤن مگر بسبب اسکے کہ ایکدن شاہ شجاع نے محمد عظیم کے کسی دوست کو پالکی مین بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اور بسبب بے ادبی کے اوس سے بہت ناراض ہوا تھا محمد عظیم نے پھر اوس سے ناراض ہوکر ارادہ کیا کہ کسی اور شخص کو تخت پر بٹھاوے + ایوب شاہ برادر شاہ شجاع عظیم خان کے لشکر مین گیا اور کہا کہ مجھے کابل کا بادشاہ کردو میں صرف اپنے نام کا سکہ اور خطابہ اور روٹی چاہتا ہوں حکم

بشرطیکہ صحیح ہو درج اخبار کر دیا کرین او سوقت سے اہل مطابع ہند آزاد ہین *

لارڈ آکلنڈ نہم گورنر جنرل

۱۸۳۶ء سے ۱۸۴۲ء تک

۴- جولائی ۱۸۳۶ء کو لارڈ آکلنڈ صاحب بہادر گورنر جنرل ہندوستان کے مقرر ہوکر آئی اس عہد مین شاہ چین سے خصومت کی بنیاد پڑی اور بسبب اسکے کہ افواہ عام تھا کہ روسی لوگ ہندوستان پر حملہ کرینگے اور اس خیال سے بھی کہ حقدار کو حق ملے جنگ افغانستان شروع ہوئی چنانچہ اس لڑائی کا مختصر حال اس مقام پر لکھا جاتا ہے-

جنگ افغانستان

شاہ شجاع کو جو ملک کابل ورافغانستان کا بادشاہ تھا فتح خان نے تخت سے اوتار کر محمد شاہ برادر شاہ شجاع کو تخت پر بٹھایا اور خود تمام کاروبار سلطنت افاغنہ کا مالک و متصرف ہوگیا اسی اثنا مین ایک اور واقعہ یہ ہوا کہ حاکم ہرات شاہ ایران سے پھر گیا اور اوسنے محصول سالانہ بھی ادا نہ کیا اسلیے شاہ ایران نے ہرات کا محاصرہ کیا محمد شاہ بادشاہ جدید کابل نے جب یہ خبر سنی کہ میرے بھائی پر شاہ ایران نے چڑھائی کی ہے

اور اونکو سیٹون ہی اور شاہ شجاع الملک جو اصل مین مالک سلطنت کا تھا
وہ بہت مظلوم تھا اوسکی مدد کرنی بھی سرکار کو ضرور تھی پاپی گورنر جنرل
بہادر نی واسطے حملہ کابل کے فوج جمع کی اور بہت سی تکلیفات اوٹھا کر فوج
انگریزی قندھار مین پہونچی اور بدون مقابلہ کے شہر مین داخل ہوئی
کیونکہ سردار لوگ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے شہر قندھار مین شجاع الملک
شاہ افغانستان مشہور کیا گیا سلامی توپون کی سر ہوئی اور بعد
تخت نشینی کے ہر ایک نی نذر گزرانی +

۲۱ - جولائی کو سپاہ انگریزی قریب قلعہ غزنی کے پہونچی چونکہ قلعہ شکن توپین فوج
انگریزی کی ہمراہ نہ تھین اسلیے سرکاری فوج نے ارادہ حملہ کا کیا
تین بجے رات کو انگریزون نی قلعہ پر حملہ کیا اور باروت کی تھیلیان
دروازون مین لٹکا کر اوڑائین باروت کی تھیلیان اوڑتی ہی قلعہ
کے دروازے گر پڑے فوج انگریزی داخل قلعہ ہوئی افغان بڑی
بہادری سے لڑی لیکن بڑی خونریزی کی بعد قلعہ مذکور جو کہ تمام ایشیا
کے ملکون مین مشہور اور مضبوط تھا آسانی تمام فتح ہو گیا +

بعد ازان کابل پر چڑھائی ہوئی ۷ - تاریخ اگست کو کابل مین پہونچے
دوست محمد خان اپنا اسباب وغیرہ چھوڑ کر ہزارہ کی پہاڑون مین جو
بخارا سے متعلق ہین بھاگ گیا اوسی وقت مین مہاراجہ رنجیت سنگھ نی

بادشاہ بنادو اور حکومت خود کرو چونکہ اوسکی مرضی کی موافق یہ شخص ملگیا اسلیے اوسنے اوسکو تخت پر بیٹھادیا مگر ۱۸۲۳ء مین بعد انتقال محمد عظیم خان کے اوسکے بیٹون اور بھائیون مین کئی لڑائیان ہوئین انجام کار اونھون نے ملک آپس مین تقسیم کرلیا پر ملک ہرات شاہ محمد کی قبضہ مین رہا چنانچہ اوسکا بیٹا کامران وہان کا بادشاہ بدستور سابق رہا *

ایوب شاہ یہ حال دیکھکر کابل سے بھاگا اور رنجیت سنگھ کے پاس آیا جسنے اوسکا کچھ روزینہ مقرر کردیا یہ حال دیکھکر دوست محمد خان اپنے برادر زادہ پر غالب آکر حاکم کابل ہوگیا شیر دل خان قندھار پر قابض ہوا۔ سلطان محمد خان پشاور پر۔ صوبہ بلخ اور کشمیر شاہ بخارا نے چھین لیا لحال بدعملی اور بے بندوبستی ہوگئی *

چونکہ دوست محمد خان کمال ظلم اور زیادتی کرتا تھا اور جس شخص کے پاس کچھ مال یا اسباب پاتا تھا تہمت لگاکر چھین لیتا تھا اس لیے رعیت اوس سے بہت بیزار تھی یہ حال رنجیت سنگھ نے دیکھکر پشاور پر چڑھائی کی اور اوسکو اپنی سلطنت مین ملالیا اسی اثنا مین دوست محمد خان کا ارادہ ہوا کہ پنجاب پر حملہ کرے اور رنجیت سنگھ کا ارادہ اوس سے مقابلہ کرنے کا ہوا دوست محمد خان کو ایرانیون سے مدد لینے کی زیادہ توقع تھی

مسلمان حاکمون نے ان اسباب پر سازش کی کہ انگریزون کو ملک افغانستان سے
نکالدینا چاہیے شاہ بخارا نے سب سے زیادہ اپنی نیک نیتی میں لگاؤ دوست محمد خان کا
ظاہر کرکے اوسکو لکھا کہ میرے پاس تم چلے آؤ اور مطلب اوسکا یہ تھا کہ جب
دوست محمد خان اوسکے پاس آجاوے تو جواہرات اور زیور جو اوسکے خاندان کے
پاس ہے چھین لیوے مگر چونکہ دوست محمد خان عقیل تھا تن تنہا اوسکے پاس گیا
اسلیے شاہ بخارا اوس سے بہت ناراض ہوا اور اوسکو قید کر لیا مگر بعد چند روز
کے دوست محمد خان نے پہرہ والون کو رشوت دیکر قید سے نجات پائی
اور کابل کو بھاگ آیا +

جبکہ دوست محمد خان شاہ بخارا کے پاس مقید تھا اوسوقت بلوچون اور
انگریزون مین کئی لڑائیان ہوئی تھین مگر انگریزون کی فتح ہوئی پر تشنگی
اور گرمی نے فوج انگریزی کو ناچار کر دیا تھا القصہ دوست محمد خان نے قید سے
رہائی پاکر اور کابل مین آکر فوج جمع کی قلعات جسکو جنرل لشائر صاحب نے
فتح کیا تھا محراب خان کے لڑکے نے چھین لیا قوم بلوچ ہر طرف منحرف ہوکر
انگریزونکی تخریب کے درپے ہوئی دشمنون نے خبر آمد ورفت بالکل بند کردی
اگرچہ کئی لڑائیان چھوٹے چھوٹے سردارون سے جو دوست محمد خان کے
طرفدار تھے ہوئی تھین پر جبکہ یہ خبر پہونچی کہ خان موصوف نے مقام بامیان مین
فوج جمع کی ہے اوسوقت کرنیل سال صاحب تھوڑی فوج لیکر مقام کوہستان کی طرف

وفات پائی اہلی سکھون کی فوج جو کابل کو گئی تھی دل شکستہ ہوگئی ✤
غرضکہ بعد فتح کابل اور قندھار اور تخت نشینی شاہ شجاع کی فوج انگریزی نے
درۂ خیبر اور پشاور سے ہندوستان کو مراجعت کی قوم افغان نے یہ مشہور کیا
کہ شاہ شجاع نے اپنی قوم کو فرنگیون کے ہاتھ بیچا ہی اور اوسنے اپنے
ملک کے آدمیون سے دغا کی اور دین محمدی چھوڑ کر عیسوی مذہب اختیار
کر لیا ہی چنانچہ اسی باعث سے سید حسین حاکم قلعہ کوناٹ نے پادشاہ کو
ایک خط گستاخانہ اس مضمون سے لکھا کہ روسی لوگ اس طرف کو
آنے والے ہین مین اونسے جا ملون گا یہ خط دیکھکر سر ڈبلیو میکناٹن صاحب
نے جو ایک حصہ فوج کا لیکر ہندوستان کو مراجعت کیا چاہتے تھے
اوس باغی کی سزا دہی کے واسطے کرنیل ہیرڈ صاحب کو روانہ کیا
اس سپاہ نے راہ مین بہت تکلیف اوٹھائی بارش بشدت فوج پر ہوئی
اور برف اسقدر پڑی کہ سپاہیون کی ٹانگین بالکل سُن ہوگئین
غرضکہ بعد برداشت کرنے تکلیفات بیشمار کے فوج انگریزی ۱۸-۱۷
جنوری سنہ ۱۸۴۰ع کو قلعہ کوناٹ پر پہونچی اور اس قلعہ کو جو باغی سید حسین کا
مامن تھا فتح کیا ✤
اگرچہ دوست محمد خان حکومت کابل سے بالکل مایوس ہوگیا تھا مگر چونکہ
تمام رعیت شاہ شجاع الملک سے ناراض تھی اسلیے دوست محمد خان نے

فوج انگریزی پانچوین جنوری سنہ ۴۲ء کو جلال آباد کی طرف روانہ ہوئی لیکن
افغانون نے فوج انگریزی پر ایسا حملہ کیا کہ اونکو مراجعت کرنا گویا ایک لڑائی
تھی ایسی اس حالت مین انگریزون نے اپنی بیویونکو محمد اکبر خان کی پناہ مین شہر
کابل کے اندر بھیجنا مناسب سمجھکر اوسکے سپرد کر دیا +

جبکہ اس بلوے کی خبر جرنیل ناٹ صاحب کو جو قندھار مین تھے پہونچی تو اونھون نے
کرنیل مکلارن صاحب کو مفسدون کی تنبیہ و تادیب کے واسطے روانہ کیا۔ اگر یہ فوج
کابل مین پہونچ جاتی تو یقین تھا کہ فوج انگریزی کو اسقدر تکلیف نہوتی اور
نہ اسقدر سپاہی تباہ ہوتے۔ یہ فوج جب غزنی کے قریب پہونچی تو بسبب کثرت بارش
و شدت برف کے پھر قندھار کو مراجعت کی افغانون نے بعد فتح کرنے کابل
اور غزنی کے پھر قندھار پر حملہ کیا لیکن جنرل ناٹ صاحب نے اونکو شکست دی
اکثر لڑائیون مین افغانون نے شکست کھائی پھر بھی نامور افسران انگریزی
ان لڑائیون مین کام آئے +

لارڈ النبرا صاحب دہم گورنر جنرل ہند

سنہ ۱۸۴۲ عیسوی سے سنہ ۱۸۴۴ عیسوی تک

جنگ کابل ابھی ختم نہونے پائی تھی کہ آخر ماہ فروری سنہ ۱۸۴۲ء مین لارڈ النبرا صاحب
گورنر جنرل ہندوستان کے مقرر ہو کر وارد کلکتہ ہوئے اونکے عہد مین ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۴۲ء

روانہ ہوئی اور ایک لڑائی ہوئی جسمین انگریز لارڈ اور تین افسر مارے گئی اور بہت سے مجروح ہوئے +
اگرچہ دوست محمد خان کا ارادہ بالکل بھاگنے کا ہوگیا تھا پر شام کو سر ولیم مکناٹن صاحب
سے اوسنے پناہ لی اسلیے خان موصوف کو پہلے پشاور کو اور وہان سے بمعہ اونکی بیویون
اور باقی خاندان کے لودھیانہ کو بھیجدیا اب طرح سے ملک کے آثار اچھے تھے
اور بندوبست بھی ہوتا جاتا تھا پر ایک ناگہانی بلوہ دوسری نومبر ۱۸۴۱ء کو
شہر کابل مین ہوا یہ امر تحقیق نہین ہوا کہ باعث اس بلوی کا کیا تھا بعضے کہتے ہین
کہ مسلمانون نے بسبب اختلاف مذہب یہ بغاوت کی تھی ۔ بعضے کہتے
ہین کہ شاہ زمان اسکا بانی تھا ۔ بعضی بیان کرتے ہین کہ شاہ شجاع الملک خود
شریک تھا اور افواہ یہ ہی کہ اکبر خان بیٹا دوست محمد خان کا اس بلوے عام کا بانی تھا +
اسکا حال یہ ہی کہ ان باغیون نے سر الیگزینڈر برنس صاحب اور تین اور افسران انگریز کو
جو کہ دربار شجاع الملک سے پھر کر آگئے تھے اثنای راہ مین مار ڈالا اور بعد ازان
بازار اور مکانات افسران انگریزی اور خزانہ شاہی کو غارت کیا اوس وقت سے
آخر ماہ دسمبر تک فوج انگریزی پٹھانون سے لڑتی رہی اور اکثر فتحیاب ہوئی
لیکن جبکہ انکو سب باتون سے تکلیف پہونچی اونھون نے یہ ارادہ کیا کہ افغانونکی
پناہ مین آوین اسلیے سر ولیم مکناٹن صاحب مع اور چار افسرن کے اکبر خان کے
پاس شرائط مصالحہ مقرر کرنیکے واسطے گئے پر اکبر خان نے صاحب موصوف
کی تقریر سے ناراض ہوکر اونکو قتل کیا غرضکہ بعد منعقد ہونے عہد و پیمان کے

اس لڑائی مین انگریزون کی فتح ہونے سے امرای سندھ ایسی خائف ہوگئے
کہ تیس لاکھہ روپیہ چار ہزار سپاہ انگریزی کے واسطے دینا منظور کرلیا او نصف
محاصل ملک کا بھی بطور خراج سرکار انگریزی کو دینا مان لیا چنانچہ لارڈ اکنبرا صاحب
بہادر نے سر چارلس نیپیر صاحب کو فوج انگریزی کا افسر اول مقرر کرکی اوس ملک کے
انصرام اور انتظام کے واسطے روانہ کیا +

اوسوقت مین میر رستم علی ایک امیر خیرپور کا جو سن رسیدہ اور تجربکار تھا اور
سرگروہ حملہ اوسکا تھا اوس نے یہ چاہا کہ اپنی بیٹے کو اپنا ولیعہد اپنی حین
حیات مین مقرر کردی تاکہ وہ اوسکی وفات کی بعد اوسکا گدی نشین ہو یہ حال
دیکھکر اوسکے بھائی علیمراد نے سر چارلس نیپیر صاحب بہادر کو لکھا کہ حسب دستور
ملک سندھ کی مین مستحق گدی کا ہون آپ میری مدد فرمائین نیپیر صاحب نے
جنکا ارادہ یہ تھا کہ اس ملک کے حاکم کو انگریزون کا تابعدار رکھین اوسکی مدد کا
اقرار کرلیا اور میر رستم علی کو کہلا بھیجا کہ تم اپنے بھائی کی پاس چلی جاؤ چنانچہ
اوسنے ایسا ہی کیا پر چند روز کے بعد پچتاکر مع اپنی خاندان اور ہمراہیون کے
بھاگا اور قلعہ ایمان گڈہ مین اوسنے پناہ لی نیپیر صاحب بہادر نے تین سو
آدمیون کی ہمراہ قلعہ مذکور کو فتح کیا اور میر رستم علی سے وہان کی حکومت
چھین کر اوسکے بھائی کے حوالے کردی اس سبب سے تمام بلوچ سرکار انگریزی
سے ناراض ہوگئی اور درپے فساد ہوئے چنانچہ جانبین مین ایک بڑی سخت

مین ایک اور ایسا ہنگامہ کابل مین برپا ہوا کہ اوسمین شاہ شجاع بھی مقتول ہوا اور وقت
جنرل ناٹ صاحب نے جو قندھار مین مقیم تھے غزنی کو پھر فتح کر کی تباہ اور برباد کر دیا
اور ایک جنگ عظیم کے بعد فوج انگریزی نے جانب ہند مراجعت کی پر اکبر خان نے
اون سب بیویون کو جو اوسکی سپرد تھین اس شرط پر رہائی دینے کا اقرار کیا کہ اوسکے
باپ دوست محمد خان کو سرکار کمپنی بہادر رہا کر کے کابل کو بھجوا دے چونکہ سرکار کمپنی کو
افغانستان سی زیادہ علاقہ رکھنا آیندہ کو منظور نتھا اسلیے دوست محمد خان کو قید سے
آزاد کر کے کابل جانے کی اجازت دیدی چنانچہ وہ کابل مین آ کر سابق دستور
اس جگہ کا بادشاہ ہو گیا اور اوسی جگہ اب تک حکومت کرتا رہا اب ۲۶ مئی
سنہ ۱۸۶۳ء مطابق ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۲۷۹ ہجری کو بیمار ہو کر مقام ہرات مین
اوس شہر کے فتح کرنے کے بعد جو اوسکے قبضہ سی نکل گیا تھا راہی ملک بقا ہوا

جنگ سندھ

جبکہ انگریزون نے افغانستان پر حملہ کیا تو وہ فوج انگریزی جو احاطہ بمبئی سے
ملک کو آئی تھی اوسکو امرای سندھ نے اپنے ملک سی راستہ دینے سی انکار کیا تھا اور
وہ عہود و مواثیق جو مابین سرکار انگریزی اور نواب سندھ کی سابق مین کبھی
ہوی تھے اونکے ایفا مین اونکو انکار تھا اسلیے سرکار کمپنی بہادر کی فوج نے
حیدرآباد سندھ اور کراچی پر حملہ کیا اور دونون شہرون کو فتح کر لیا

مہاراجہ متوفی کی بیوہ نی جسکی عمر تیرہ برس کی تھی بصلاح ارکان سلطنت
کو جو عزیز قریب مہاراج کا تھا گود لیکر گدی پر بٹھایا کرنیل اسپیر صاحب نے یہ
چاہا کہ ماما صاحب کو جو ماموں راجہ متوفی کا تھا عہدہ وزارت کا عنایت ہو
چنانچہ بروز جلوس مہاراجہ بھاگیرتھ راو کی خلعت وزارت ماما صاحب کو عنایت ہوا
پر اکیسوین مئی ۱۸۴۳ء کو رانی صاحبہ نے وزیر موصوف کی شکایت ریذیڈنٹ
صاحب بہادر کو لکھی اور چند روز کے بعد عہدہ وزارت سے اوسکو معزول کر دیا
اور اوسکی جگہہ دادا خاصگی والا کو وزیر اعظم مقرر کیا وہ مہارانی صاحبہ کو ہر طرح کی
خراب صلاحین دینے لگا اسوقت حقیقت مین بالکل اختیار فوج کی ہاتھہ مین تھا
فوج جو چاہتی تھی سو کرتی تھی یہ فوج دارالسلطنت مین دولت راو کے
عہد سے رہا کرتی تھی اور وہ تعداد مین چودہ ہزار آدمی تھی - جب اس امر کی
خبر گورنر جنرل کو پہونچی کہ دربار گوالیار نے ماما صاحب کو نکالدیا ہے اور ان
شخصونکو جو سلطنت انگریزی کی برخلاف عمل کرتے تھے اختیار حکومت کا
دیا ہے تو اونھون نے حکم دیا کہ قریب دریای چنبل کی فوج جمع کیجاوے اس عرصہ مین کہ
فوج وہان جمع ہوتی جاتی تھی گوالیار مین تنازع اور فساد بڑھتا گیا +
مہارانی نے ریذیڈنٹ صاحب کو جو بمقام دھولپور خفا ہوکر چلے گئے تھے کئی بار
لکھا کہ تم یہان آو اونھون نے صرف یہ جواب دیا کہ جب تک دادا خاصگی والا انگریزون
کو سپرد نہ کیا جائیگا یا جلاوطن نہ کیا جائیگا میں ہرگز شہر میں قدم نرکھونگا +

لڑائی ہوئی جس مین ایک سو پچانوی سرکاری آدمی مجروح اور باسٹھ[۶۲] مقتول ہوئی پر کہتے ہین کہ طرف مخالف کی پانچہزار آدمی ضائع ہوئی + علاوہ اسکے ایک اور لڑائی شیر محمد حاکم میرپور سے ہوئی تھی اس لڑائی مین بھی کئی نامور انگریز مارے گئے تھے اور بہت سی مجروح ہوئے تھے غرض کئی لڑائیون کے بعد ملک سندھ انگریزون کے قبضہ مین آیا اور کمپنی کے دشمن بالکل پامال اور تباہ ہوگئے +

جنگ گوالیار

جبکہ دولت راو سیندھیا راجہ گوالیار ۱۸۲۷ء مین بی اولاد مرگیا تو اوسکی رانی بیوہ نے سلطنت پر قبضہ کرکے پہلے تو اپنی خاندان ہی کسی شخص کو مسند ریاست پر بٹھانا چاہا لیکن جب وہ اس ارادے مین کامیاب نہوئی تو لاچار ہوکر خاندان سیندھیا سے ایک لڑکا گود لیا اور جب وہ بالغ ہوا تو کاروبار سلطنت کا خود انجام دینی لگا کچھ تنازعہ اور فساد کے بعد اوس لڑکے نے جب اختیار کل حاصل کرلیا تو مہارانی صاحبہ آگرہ کو چلی گئین مدت تک اسبات کا جھگڑا رہا کہ مہارانی صاحبہ کے خرچ کے واسطے کسقدر روپیہ ماہواری مقرر ہونا چاہیے اور کونسا مکان اونکے رہنے کے لیے تجویز کرنا چاہیے یہ سب باتین ابھی تک فیصل ہونے پائی تھین کہ مہاراجہ گوالیار ۱۸۴۳ء مین لاولد ہی ملک بقا ہوئے +

ہین ہوئی تھین بہت نامناسب جانا اسلیے اونکو ملزم ٹھہرا کر ولایت کو طلب کیا اور اونکی جگہ لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر کو ہندوستان کا گورنر جنرل مقرر کیا +

لارڈ ہارڈنگ یازدہم گورنر جنرل

۱۸۴۴ عیسوی سے ۱۸۴۸ عیسوی تک

۲۳ - جولائی ۱۸۴۴ء کو یہ صاحب بعہدہ گورنری ہند کلکتہ مین وارد ہوے یہ گورنر نہایت عقیل اور مدبر اور کہنہ سال تھے اونکا دلی ارادہ یہ تھا کہ ہندوستان مین جاکر سب رئیسون اور امیرون سے بصلح و آشتی پیش آوینگے اور کسی کی بربادی کے درپے نہونگے مگر مشیت ایزدی یون تھی کہ حکومت سکھون کی نیست و نابود ہونیکی بنیاد اس گورنر کے ہاتھ سے قائم ہو اسلیے پنجاب کا ہنگامہ برپا ہوا جسکا بیان آگے آتا ہے - اسی گورنر جنرل نے ایک قانون اس مضمون کا جاری کیا تھا کہ طلبای مدارس جو سرکاری مدرسون مین پڑھکر تیار ہون اونکو اور لوگون پر جو تربیت یافتہ مدارس سرکاری نہون دربابِ اعطای عہدہای جلیل ترجیح دینی مناسب ہے +

جنگ پنجاب

مہاراجہ رنجیت سنگہ کی ابتدا اور عروج کا بیان

اسی اثنا مین گورنر جنرل صاحب بہادر نی ارادہ کیا کہ گوالیار کیطرف کوچ کیجی اور وہ
فساد جو مدت سے درمیان سلطنت انگریزی اور مہارانی صاحبہ کے رہتا ہی رفع کیجی
سیندہیا کی فوج نے دادا خاصگی والہ کو قید کرکے انگریزون کے سپرد کر دیا اور ماہ
دسمبر مین گورنر جنرل صاحب بہادر بھی ملک سیندہیا مین جا پونہچی ایک
لڑائی مقام مہاراجپور مین میان انگریزون اور مرہٹون کے واقع ہوئی اگرچہ
اس لڑائی مین مرہٹی بہت بہادری اور دلاوری سے جم کر لڑی اور انگریزون کے
آدمی بہت ضائع بھی ہوئی پر آخر کو شکست کھائی +
سوای اوسکے دو اور لڑائیان ایک مقام چاندا پر اور دوسری موضع پنیر مین ہو
اور ان مین بھی مرہٹون نے شکست کھائی ان سب لڑائیون کے بعد مہارانی صاحبہ
نے صلح کی درخواست کی اور حسب مرضی انگریزون کے شرائط عہد نامہ مقرر ہوئی
اسوقت سے خاندان سیندہیا کی طاقت اور حشمت بالکل جاتی رہی اگرچہ راجہ
گوالیار جو بالفعل گدی پر ہین خاندان سیندہیا سے ہین اور اونہین کے نام سے
بالکل کاروبار سلطنت ہوتا ہی لیکن حقیقت مین ان مہاراج کو کچھ اختیار نہین
اور نہ کسی ایسی شخص کو جو خلاف مرضی انگریزون کے ہو نوکر رکھ سکتے ہین غرض کہ
اب سلطنت گوالیار کی برای نام ہی ہی +
چونکہ کورٹ آف ڈائرکٹرس اس انتظام مین لارڈ النبرا صاحب سے ناراض ہوئی
اور اونھون نے اون لڑائیون کو جو گورنر جنرل اور امرای سندھ اور مہاراجہ گوالیار

شاہ زمان نے بعد فتح کرنے لاہور کے کابل کو مراجعت کی اور تین سکھ سرداروں
یعنی چیت سنگھ مہر سنگھ اور صاحب سنگھ کو لاہور کا حاکم مقرر کر گیا مہاراجہ رنجیت سنگھ
یہ خبر سنکر لاہور میں آیا اور اوس شہر کا محاصرہ کر کے ان تینوں سرداروں سے
جو کہ نالائق اور بیوقوف اور عیاش تھے شہر لاہور چھین لیا +
جبکہ شاہ زمان کابل کو لوٹ گیا تھا تو اوسکی چند توپیں دریا میں رہ گئی تھیں
اور مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اون توپوں کو دریا سے نکلوا کر شاہ موصوف کے
پاس بھجوا دیا تھا اسلیے وہ مہاراجہ رنجیت سنگھ سے ایسا خوش ہوا کہ اوسکو ایک سند
لاہور پر قبضہ کرنے کے واسطے عطا کی +
مہاراجہ رنجیت سنگھ نے لاہور پر قبضہ کر کے چار طرف اپنی حکومت پھیلانی
شروع کی چنانچہ پشاور ملتان کشمیر امرتسر جو مسلمانوں کی قبضہ
میں تھے لے لیے اور ہر لڑائی میں افغانوں کو شکست دی اوسکی پاس
فوج بہت برجستہ و شائستہ تھی اور ایسا خوش اقبال تھا کہ اوس نے
کبھی شکست نہیں کھائی یہ مہاراجہ بہت عقلمند اور مدبر اور صاحب اقبال
پنجاب میں گذرا ہے ۲۷ جون ۱۸۳۹ء کو اوسنے وفات پائی اور اوسکی
نعش مع چند رانیوں کی جلا دی گئی +
بعد مرنے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے اس ملک کا انتظام خراب ہو گیا
اور بڑی بے انتظامی پڑ گئی +

چونکہ یہ قلم بیان جنگ پنجاب کا ہی اسواسطے سلطنت پنجاب کے بانی یعنی مہاراجہ رنجیت سنگہ کا مختصر حال بیان کرنا یہان مناسب ہی تاکہ طلبا کو اوسکی اصل و نسل سے واقفیت پیدا ہو ایک شخص غریب کاشتکار مسمی بسو بہ پنجاب کی کسی گاون مین رہا کرتا تھا اوسکے بیٹے مسمے نودہ سنگہ کا بیاہ ایک زمیندار مسمے گلاب سنگہ مجیٹھیہ کی بیٹی کے ساتھ ہوا اوس سے تین لڑکے پیدا ہوئے جبکہ نودہ سنگہ ۱۷۵۰ع مین مرگیا تو اوسکی بڑے بیٹے چڑت سنگہ نے اپنی بھائیون دل سنگہ اور جودہ سنگہ کے اتفاق سے موضع گوجرانوالہ مین ایک گڑھی تعمیر کی چونکہ چڑت سنگہ گوجرانوالہ کی گڑھی پر قبضہ رکھتا تھا اس سبب سے اور سردار اوسکی تعظیم و تکریم کرتے تھے اور اوسکی خوش تقریری اور شیرین بانی سے بھی خوش رہتے تھے بعد ازان مہان سنگہ کو خطاب سرداری کا ملا یہ شخص مہاراجہ رنجیت سنگہ کا باپ تھا جبکہ مہان سنگہ نے وفات پائی مہاراجہ رنجیت سنگہ کی عمر اوسوقت صرف بارہ برس کی تھی لیکن آثار خوش اقبالی اوسکی پیشانی سے ظاہر تھی غرض کہ پانچ برس تک اوسکی ساس سدا کور اور اوسکی والدہ نے کاروبار ریاست کو انجام دیا لیکن ۱۷۹۳ع مین مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اپنی والدہ کو مار ڈالا اور خود ریاست پر قابض ہوا ۱۷۹۶ع اور ۱۷۹۷ع مین شاہ زمان پسر شاہ تیمور ستونی حاکم کابل نے پنجاب پر حملہ کیا مہاراجہ رنجیت سنگہ تاب مقابلہ کی نہ لا کو ستیلج کے اس پار چلا آیا اور غارت و تاراج کرنے لگا

بھیجا اور کنور موصوف کو یہ لکھا کہ اگر آپ پنجاب کے راجہ ہوا چاہتے ہین تو اکدن
رات کو لاہور مین تشریف لائیے اسوقت چند کنور جو والدہ کنور نونہال سنگھ
کی تھی خود سر حاکم ہونا چاہتی تھی ایلیے اوسکی یہ مرضی ہوئی کہ شیر سنگھ کو گدی نشین
نہونے دی اور خود کاروبار سلطنت پر حاوی رہی +

القصہ جب گلاب سنگھ لاہور مین آیا تو برخلاف توقع باشندگان شہر اور راجہ دھیان سنگھ
کی رانی صاحبہ کیطرف ہو گیا اور شیر سنگھ سے لڑنے کو تیار ہوا +

شیر سنگھ نے جب یہ سنا کہ رانی صاحبہ میری تخریب کے درپے ہین اوسنے اپنی
دارالسلطنت پٹیالہ کو مراجعت کی لیکن تھوڑے عرصے کے بعد بصلاح جنرل ونتورا صاحب
پھر لاہور مین آیا تین دن تک شیر سنگھ اور گلاب سنگھ کی فوج سے چھوٹی چھوٹی لڑائیان
ہوتی رہین انجام کار وہ سکھ جو لاہور کے قلعہ پر متعین تھے اپنی پچھلی تنخواہ کے
ملنے کے سبب سے شیر سنگھ سے آملے اس طرح سے شہر لاہور پر شیر سنگھ کا قبضہ ہو گیا +

شیر سنگھ خود تو بڑا عیاش تھا پر تمام کاروبار سلطنت اوسکا وزیر کرتا تھا ایک روز
مہاراج شیر سنگھ سوارون کا جائزہ لے رہا تھا کہ اجیت سنگھ بہ بہانہ دکھلانے
ایک بندوق کے کنور شیر سنگھ کے پاس آیا اور اوسکو اوس بندوق سے ہلاک کیا
اور اوسی وقت بڑا بیٹا شیر سنگھ کا بھی مارا گیا اس طور پر اس سلطنت مین پھر بڑی نقصانی
پڑ گئی وزیر دھیان سنگھ بھی اسی روز قاتلون کے ہاتھ سے مقتول ہوا چنانچہ اسواسطے
اوسکے لڑکے ہیرا سنگھ نے کمپو مین جا کر مہاراجہ شیر سنگھ اور اپنے باپ کے قتل کا حال ظاہر کیا

وزیر دھیان سنگہ نے جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت سی مدار المہام سلطنت پنجاب کا
تھا اور حقیقت مین مثل نیک آقا کی عقلمند اور مدبر تھا کھڑک سنگہ
پسر مہاراجہ رنجیت سنگہ کو گدی نشین کیا یہ مہاراجہ بڑا کم ہمت اور بیعزم تھا
اور چونکہ وہ ایک نالائق شخص مسمی چیت سنگہ کی صلاح پر عمل کرتا تھا بلکہ اوسکو
امور سلطنت مین دخیل کیا چاہتا تھا اس سبب سے وزیر دھیان سنگہ اور کنور نونہال سنگہ
کہ بیٹے کھڑک سنگہ نے بہت ناراض ہوکر باہم صلاح کی اور اوس مکان مین جہان
کھڑک سنگہ اور چیت سنگہ دونون سوتے تھے جاکر چیت سنگہ کو قتل کر ڈالا
اوسوقت سی کھڑک سنگہ برای نام راجہ رہ گیا اور حقیقت مین کنور نونہال سنگہ
بالکل کاروبار سلطنت کی انجام دیتا تھا اور جبکہ ماہ نومبر سنہ ۱۸۴۰ء مین کھڑک سنگہ نے
وفات پائی تو لوگون کو یقین تھا کہ کنور نونہال سنگہ اب رونق افروز گدی کے
ہونگے اور موافق عہد مہاراجہ رنجیت سنگہ کے پھر بندوبست اس ملک کا
ہو جائیگا اور سب بدانتظامی رفع ہوگی لیکن لوگون کی اندیشہ کی برخلاف
کچھہ اور ہی بات ظہور مین آئی یعنی اوس روز جبکہ کنور نونہال سنگہ اپنی باپ کو
جلاکر آتے تھے قلعہ کے دروازہ پر بدبختی سے ایک سنگی شہتیر قلعہ کے دروازہ کا
کنور نونہال سنگہ کے سر پر گرا جسکے صدمہ سے کنور موصوف بھی راہی ملک بقا ہوا
اس حادثہ کی بعد راجہ دھیان سنگہ وزیر مہاراج نے ایک قاصد اپنے بھائی
راجہ گلاب سنگہ کی پاس روانہ کیا اور دوسرا کنور شیر سنگہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے بیٹے پاس

اور فوج کثیر جمع کرنے لگا اور ہر سپاہی سے کہا کہ میں بروقت کامیابی اپنے
مقصد کے ہر ایک آدمی کو کھتے طلائی قیمتی ڈیڑھ ڈیڑھ سو روپیہ کے عنایت
کرونگا جواہر سنگھ وزیر مہاراجہ دلیپ سنگھ کا یہ بات سنکر بہت گھبرایا اور
فوج سے کہا کہ تم باغی سے جاکر لڑو اونھوں نے کہا کہ ہم رنجیت سنگھ کے لڑکے سے
ہرگز نہ لڑینگے بلکہ بعضے اونمیں سے پشورا سنگھ کی مدد کیواسطے مستعد ہوگئے
جواہر سنگھ نے امداد فوج سے مایوس ہوکر کم ہمتی اور دغا بازی کی اور ایک
خط رانی صاحبہ کیطرف سے کسی اپنے دوست کے ہاتھ پشورا سنگھ کے پاس
بدیں مضمون بھجوادیا کہ تمہارے واسطے آمدنی ایک لاکھ روپیہ کی اضلاع شمالی سے
تجویز ہوگئی ہے اسلیے تمکو چاہیے کہ دعویٰ سلطنت سے دست بردار ہوجاؤ +
جبکہ کنور پشورا سنگھ اس خط کو کہ ملک الموت کا پیغام تھا ملاحظہ کرنے لگا
قاصد نے تلوار نیام سے کھینچکر اوسے قتل کیا جو فوج کہ ایک مہینے کی رخصت لیکر گئی
تھی یہ خبر سنکر طیش میں آئی اور بلا طلب خود بخود لاہور میں آکر میگزین
وغیرہ پر قابض ہوگئی اور مقام میامیر پر جمع ہوکر جواہر سنگھ کی طلبی کی
اور کہلا بھیجا کہ اگر وہ حاضر نہوا تو قلعہ پر حملہ کیا جاویگا اوسوقت رانی جندہ صاحبہ
کو اپنے بیٹے دلیپ سنگھ کیطرف سے نہایت خوف ہوا تھا اسلیے اونھوں نے اپنے
بھائی کو سمجھایا کہ تم فوج میں جاؤ اگر نہ جاؤگے تو سپاہ قلعہ پر چڑھ آویگی
چنانچہ وہ مع مہاراجہ دلیپ سنگھ کے ہاتھی پر سوار ہوکر اور رانی صاحبہ کو بھی

اور سپاہیون سے کہا کہ اگر تم میری شریک ہوگی تو مین تمھاری تنخواہ مین اضافہ کرون گا فوج کہ تخمیناً قریب پچاس ہزار کی تھی بمجرد سننے اسبات کی خوش ہوئی اور اوسکے ساتھ سرکشی پر مستعد ہوگئی چنانچہ ہیرا سنگہ نے فوج ہمراہ لیکر قلعہ لاہور پر حملہ کیا اور بعد ایک خفیف لڑائی کے شہر پر قابض ہوگیا اور اون مخالفون کو جنھون نے اوسکے باپ دھیان سنگہ وزیر کو اور مہاراجہ شیر سنگہ کو قتل کیا تھا تہ تیغ کرکی اونکی نعشون کو کوچہ بکوچہ گھسٹوایا +

دلیپ سنگہ بیٹا مہاراجہ رنجیت سنگہ کا جسکو کہ مفسدون نے بعد قتل شیر سنگہ کے تخت پر بٹھایا تھا سابق دستور تخت سلطنت پر قائم رہا اور ہیرا سنگہ اوسکا وزیر ہوا لیکن والدہ مہاراجہ لاہور کی اور اونکا بھائی جواہر سنگہ اس ہیرا سنگہ سے حسد رکھتے تھے اور ہمیشہ اوسکی تخریب کے ساعی رہتے تھے انجام کار فوج نے بھی اس بہادر کا ساتھہ ندیا اور وہ مع اپنے چند ہمراہیون کے قریب لاہور کے لڑائی مین بھاگتا ہوا مارا گیا اب بجای اوسکے جواہر سنگہ وزیر اعظم ہوا لیکن یہ بڑا ہی عیاش اور کم ہمت آدمی تھا +

فوج سکھہ باضافہ تنخواہ ہر سپہ سالار سے نچاتی تھی اور ہر انقلاب پر اضافہ تنخواہ کی درخواست کرتی تھی چنانچہ عہد سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگہ مین پیادہ کی تنخواہ صرف سات روپیہ تھی پر جواہر سنگہ کے وقت مین بارہ روپیہ ہوگئی +

اسوقت مین پشورا سنگہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے بیٹے نے سلطنت کا دعوی کیا

اور اوسمین سکھون کی شکست ہوئی اور اونکی چند ضرب توپ مین انگریزون کے
قبضہ مین آگئین اور اس مین بہت سی افسران نامور انگریزی کام آئے
اور بہت سے مجروح ہوئے +

جنگ دوم دوسری لڑائی مقام فیروزشہر پر بتاریخ ۲۱ دسمبر ۱۸۴۵ء مین
ہوئی اس لڑائی مین سکھون کے پاس کچھ اوپر سو ضرب توپ تھی اور اونکی
آتشبازی سی بہت سی انگریزی سپاہی ضائع ہوئی اور چونکہ انگریزون کے
پاس چھوٹی چھوٹی توپین تھین تو وہ کچھ نکرسکے لیکن فوج سرکاری نے
یکبارگی اونپر حملہ کیا اور اونکے مورچون پر جاگری فوج انگریزی کی پہونچی ہی
سکھ بکمال شجاعت اور مردانگی سی لڑی اور اس سبب سی انگریز اونکی توپون پر
قابض نہوسکے جسوقت کہ آدھی رات گذری سکھون نے ایک توپ ایسی موقع پر
لاکر لگائی کہ اوس سی بہت سی افسران فوج انگریزی مجروح ومقتول ہوئی لیکن
جبکہ فوج نے اونپر حملہ کیا وہ توپ چھوڑکر بھاگ گئی پر اسپر بھی جب چاندنی
کے اوجالے سے دشمن کو انگریزی فوج نظر آتی تھی ایک آدھ باڑھ مارتی تھی
اسی طرح پر فوج انگریزی نے بڑی مصیبت سی یہ رات بسر کی صبح ہوتے ہی
انگریزون نے حملہ کیا اور فتح حاصل کی اس لڑائی مین ۷۳ ضرب توپ قبضہ
سپاہ انگریزی مین آئی تھوڑی دیر گذری تھی کہ سردار تیج سنگہ تیس ہزار
سوار سے فوج انگریزی پر حملہ آور ہوا اور اس بہادری سی لڑا کہ فوج انگریزکو

ساتھ لیکر فوج کیطرف گیا وہان پہونچتے ہی فوج نے رانی صاحبہ کو ایک خیمہ
مین بٹھلا دیا اور راجہ صاحب کو ہاتھی سے اوتار کر اونکی مان کے پاس بھیجدیا اور
جواہر سنگھ سے پشورا سنگھ کے قتل کا باعث دریافت کیا یہ اجل رسیدہ کچھ جواب
باصواب نہ دے سکا اسلیے فوج نے اوسکو مع اوسکے رفقا کے کہ اوسکے ہم پیالہ و
ہم نوالہ تھے قتل کیا اب مقام غور ہے کہ بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ کے کیسی ابتری
اور بدانتظامی اور خودسری ہو گئی تھی اور سردار لوگ کیسے بے ایمان اور عیاش
ہو گئے تھے - فوج کو اسقدر انعام دیا گیا کہ خزانہ خالی ہو گیا اور اوسوقت مین
امور ریاست کی ذمہ داری کرنا گویا اپنی موت کو آپ بلانا تھا +

جبکہ سلطنت کی یہ حالت تھی اور انتظام کی یہ صورت فوج سکھ جسکی تعداد
مین اسی ہزار تھی مع دو ضرب توپ کے دریای ستلج سے عبور کرکے ماہ اکتوبر
۱۸۴۵ء مین بطمع نہب و غارت سرحد انگریزی پر حملہ آور ہوئی اور جبراً
سردارون کو بھی اپنے ہمراہ لے گئی دسوین دسمبر سے دسوین فروری ۱۸۴۶ء تک
چار بڑی لڑائیان سکھون اور انگریزون مین ہوئین چنانچہ ایک لڑائی مین
تو یہ حال ہوا کہ سکھ اسن بہادری اور جوانمردی سے لڑے اور اسقدر پای ثبات
میدان جنگ مین جمایا کہ دونون طرفون کو شکست کا خوف برابر تھا لیکن
بخوش اقبالی سے انگریزون کو فتح کلی نصیب ہوئی +

جنگ اول اوّل لڑائی مقام مدکی مین ۱۸ دسمبر ۱۸۴۵ء کو ہوئی

والی لاہور نے ایک کروڑ روپیہ کے عوض صوبہ کشمیر سرکار کمپنی کو دیا تھا اب
سرکار نے اوسی قدر روپیہ کو صوبہ مذکور مہاراجہ گلاب سنگہ کے حوالے کیا جب
فوج مہاراجہ گلاب سنگہ کی واسطے دخل کشمیر کے گئی تو شیخ امام الدین صوبہ دار کشمیر نے
اوسکو دخل نہ دیا بلکہ اوسکی فوج کو کئی شکستیں دین اسلیے کچھ فوج سرکار لاہور کی
اور کچھ فوج انگریزی واسطے تنبیہ و تادیب شیخ مذکور کے روانہ کی گئی شیخ مذکور
نے فوج کشی کا سامان دیکھکر رزیڈنٹ کو لکھ بھیجا کہ مین وزیر لال سنگہ کی بہکانے سے
منحرف ہو گیا تھا اور میرا اسمین کچھ قصور نہین ہے چنانچہ اپنی کلام کی صداقت
کے واسطے تین خط دستخطی وزیر لال سنگہ کا اوسنے پیش کیے اس لیے واسطے تحقیقات
اس مقدمہ کے ایک کمیٹی مقرر ہوئی اور اسمین لال سنگہ ملزم ہوا اور اس سبب سے
سرکار نے وزیر مذکور کو مقید کر کے اکبر آباد کو روانہ کیا عہدہ وزارت سے راجہ لال سنگہ کے
معزول ہونے کے بعد اہالی دربار لاہور نے گورنمنٹ انگریزی سے واسطے حفاظت
مہاراجہ دلیپ سنگہ کے کہ ابھی خردسال تھے اور واسطے بند و بست ملک کے
کہ موجب آرام خلائق کا ہو درخواست کی اس لیے بنظر استدعا اون لوگون کے
۱۶ دسمبر ۱۸۴۶ء کو کچھ شرائط جدیدہ بترمیم صلحنامہ مورخہ ۹ مارچ ۱۸۴۶ء
سرکار کمپنی بہادر اور دربار لاہور کے قرار پائی جسکا ذکر کرنا موجب تطویل ہے +
جسوقت سے کہ رانی چندہ صاحبہ سے اونکا ہمراز راجہ لال سنگہ جدا ہوا تھا وہ
بہت شکستہ خاطر اور رنجیدہ تھین بلکہ اسی سبب سے ارکان سلطنت سے ناحق

پس پا ہونا پڑا سکھوں کی طرف سی برابر باڑھیں پڑتی تھیں اور چونکہ انگریزوں کے پاس گولہ باروت وغیرہ نہیں ہاتھا لہذا اونکی طرف سی ایک گولی بھی نکلتی تھی اسلیے کمانڈرن چیف صاحب نے لاچار ہوکر سواروں کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور اونکے وسیلے سے سپاہی آگے بڑھے اور نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ دشمن کی فوج بھاگ نکلی اور فتح انگریزوں کو نصیب ہوئی +

جنگ سوم تیسری لڑائی مقام الیوال پر بتاریخ ۲۸ جنوری ۱۸۴۶ء میں واقع ہوئی اسمیں بہت سی عہدہ داران نامور انگریزی ضائع ہوئے اور اکثر مجروح ہوے گو کہ سکھ اس لڑائی میں بھی کمال شجاعت سی لڑے لیکن موافق اپنی عادت کے میدان جنگ سی اس جلدی سی بھاگے کہ اونکی بہت سے آدمی دریای ستلج میں ڈوب کر مر گئے +

جنگ چہارم چوتھی لڑائی مقام سوبراون میں ۱۰ تاریخ فروری ۱۸۴۶ء کو ہوئی اسمیں بھی سکھوں کو شکست ہوئی اور انگریزی فوج دریای ستلج سے عبور کرکے داخل پنجاب ہوئی بعد ازاں درمیان سرکار انگریزی اور مہاراجہ دلیپ سنگھ وارث سلطنت پنجاب کے صلح ہوگئی اور آیندہ کیواسطے صلحنامہ جانبین سی لکھا گیا جسکا لکھنا اس جگہہ موجب تطویل بلا طائل ہی ازانجملہ ایک اقرارنامہ راجہ گلاب سنگھ سی لیکر ملک کوہستانی اوسکی سپرد کیا گیا کیونکہ وہ موجب رفع فساد ہمدیگر اور باعث مصالحت و رفع شور و شر ہوا تھا

بہت سا روپیہ اونکو دینے کا وعدہ کیا اور نقد روپیہ پیشگی اس کام کیواسطے نوکرون کو تقسیم بھی کردیا اور تجویز یہ ٹھہری کہ جس روز صاحب لوگون کا کوئی بڑا کھانا سکوٹ گھر مین ہو اوس روز سب کو زہر دو بعد پوری ہونے اس کام کی تمکو سوا اس نقد روپیہ کی جاگیرین اور انعام کثیر مرحمت ہوگا یہ راز بیشتر آنی روز موعود کے کھل گیا اسلیے گنگارام اور کاہن سنگہ مع جملہ خدمتگاران اور خانسامان کی جو کہ اس تجویز اور منصوبہ مین شریک تھے پھانسی ہوئی اور رانی صاحبہ کو بنارس مین رہنے کا حکم ہوا چنانچہ رانی صاحبہ کاشی جی کو روانہ کی گئین چندماہ وہان رہکر ایک روز پوشیدہ ہوگئین اور ڈاک مین بیٹھکر راجہ نیپال کی پاس بھاگ گئین اور وہان کئی برس تک رہین اوران ایام مین یعنی سنہ ۱۸۶۲ء مین حسب خواہش مہاراجہ دلیپ سنگہ کہ وہ انگلستان مین رہتے ہین ولایت کو تشریف لے گئین تھوڑے دنون وہان رہکر سنہ ۱۸۶۳ء مین رانی صاحبہ نے وفات پائی ٭

جنگ ملتان

یہ لڑائی بھی لارڈ ڈلہوسی صاحب کے وقت مین ہوئی اور اسکا اصل حال یہ ہے کہ دیوان مولراج قوم کا کھتری باشندہ قصبہ اکال گڑھ کا تھا جو ضلع گوجرانوالہ کا ایک قصبہ ہے وہ بجای اپنے باپ کے دربار لاہور کیطرف سے صوبہ ملتان کا

کشیدہ خاطر رہا کرتی تھین جب کسی شخص کو کسی صورت سے وہ مضرت پہونچاتی تھین
تو مہاراجہ دلیپ سنگھ کو برخلاف ارکان سلطنت کے ورغلاتی برہم کرتی تھین
چونکہ یہ بات انتظام حکومت کی برخلاف اور خطرناک تھی اسلیئے گورنر جنرل صاحب
بہادر نی باتفاق سب ممبران دربار لاہور کے یہ تجویز کی کہ رانی صاحبہ کو مہاراجہ
دلیپ سنگھ سی علیحدہ رکھنا مناسب ہے چنانچہ بیسوین تاریخ ماہ اگست ۱۸۴۷ء
کو انہین وطن چھوڑنا پڑا اور قلعہ شیخوپورہ مین جو انکے رہنے کے واسطے مقرر ہوا تھا
اور شہر لاہور سی ۲۵ میل دور ہے رہنا پڑا یہ واقعات ایام حکومت لارڈ
ہارڈنگ صاحب بہادر گورنر جنرل مین ظہور مین آئے ؀

لارڈ ڈلہوسی صاحب دوازدہم گورنر جنرل

۱۸۴۸ء عیسوی سے ۱۸۵۶ء عیسوی تک

ماہ جنوری ۱۸۴۸ء مین لارڈ ڈلہوسی صاحب گورنر جنرل مقرر ہو کر آئی انکے
ایام حکومت مین رانی چندہ صاحبہ نی باتفاق سب چند سرداران لاہور مثل
گنگارام منشی رانی صاحبہ و رکاہن سنگھ وغیرہ یہ تجویز کی کہ جسقدر انگریز
لاہور کی چھاونی مین ہستی ہین انکو زہر دیکر مار ڈالنا چاہیے چنانچہ یہ تجویز
اس طرح پختہ کی کہ جملہ خدمتگاران اور خانساماں سکوٹ کہر اور اکثر حکام
کے ملازمون کو جو سکوٹ مین بروز معہود نہ آوین اپنی سنی متفق کر کے

اگرچہ ملتانی لوگ کمال شجاعت سے لڑی پر انگریزی فوج کی سامنی زیادہ نہ ٹھہر سکی
آٹھوین اگست سنہ صدر کو فوج انگریزی نے دیوان مول راج پر حملہ کیا اور
ایک گانون سے جہان اوسکا لشکر پڑا تھا اوسکو مار کر ہٹا دیا اور اس گانون پر
فوج انگریزی قابض ہوگئی دشمن کی فوج ایک باغچہ مین کہ اس گانون کی قریب تھا
بھاگ کر مقیم ہوئی اور وہان سے دن بھر گولہ اندازی کرتی رہی اسلیے فوج انگریزی نے
متغیر ہوکر اوس باغ پر حملہ کیا ڈیڑھ گھنٹے تک وہان لڑائی رہی عہدہ داران انگریزی
جو جنگہای سابق پنجاب مین شریک تھی یہ بیان کرتی ہین کہ ہمنی سکھون کو ایسی
جوانمردی سے لڑتے ہوئی کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ کبھی اونکی توپین ایسی جلد جلدی
چلتی تھین اس لڑائی مین کئی افسران انگریزی مجروح و مقتول ہوے بعد ازان
فوج سرکاری نے قلعۂ ملتان کا محاصرہ کیا اور یقین تھا کہ قلعہ جلد فتح ہو جاتا
لیکن چونکہ راجہ شیر سنگہ مع اپنی ہمراہیون کی کہ قریب دس ہزار کی تھی مول راج سے
ملگیا تھا اسلیے فوج سرکاری کو اولٹا ہٹنا پڑا اور قلعہ کی فتح ہونی مین بھی
کمال توقف ہوا شیر سنگہ چند روز تک ملتان مین رہا اور پھر بسبب اسکی کہ
مولراج سے اور اوس سے کچھ رنج ہوگیا تھا نوین تاریخ کو ہزارہ کیطرف
اپنی باپ چتر سنگہ کے پاس چلا گیا +

اٹھائیسوین اکتوبر ۱۸۴۸ء کو ایک بلوہ مقام پشاور مین ہوا چنانچہ
میجر لارنس صاحب اور لفٹنٹ بوئی صاحب وغیرہ وہان سے بر قت تمام بھاگ نکلے

منتظم تھا چونکہ اوسکی وقت مین کئی طرح کی بدانتظامی ظہور مین آئی تھی اسلیے
دربار لاہور نے اوس سے استعفا طلب کیا اور اوسنے بخیال اسکے کہ صرف دھمکی ہے
میرا استعفا منظور نہوگا فوراً استعفا لکھکر روانہ کیا وہ استعفا یہان منظور ہوگیا
اور دربار لاہور نے بجاے اوسکے صوبہ ملتان کا ناظم ایک سکھہ مقرر کرکے
قلعہ ملتان کی کاروبار اور کنجیون کو دلانے کے واسطے دو انگریزون یعنی ایک
وینس اگنیو صاحب اور دوسرے لفٹننٹ اینڈرسن صاحب کو اوسکی ہمراہ ملتان کو
روانہ کردیا دیوان مذکور کو یہ بات بہت بری معلوم ہوئی اسلیے اوس نے
اون انگریزون کو مار ڈالا اور باغی ہوکر بسر فساد ہوگیا جب یہ خبر انگریزونکو
پہونچی تو اونہون نے فوج کشی کی اور نواب بہاولپور سے مدد طلب کی نواب نے
بھی فوج کی کمک دی اور ایک سخت بھاری لڑائی بسر کردگی کپتان
ایڈورڈ صاحب ۱۸ جون ۱۸۴۸ء کو ہوئی ملتان کی فوج بھی کمال
بہادری اور جوانمردی سے لڑی صبح سے دو بجے تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار
ملتان کی فوج شکست کھاکر بھاگ نکلی اور کئی ضرب توپ سرکار کمپنی کے ہاتھہ آئی
یکم جولائی سنہ صدر کو قلعہ ملتان کی فصیل کے نیچے ایک اور لڑائی ہوئی
اس لڑائی مین مولراج بذات خود لڑتا رہا لیکن اتفاق سے ایک گولہ اوسکے
ہاتھی کے ہودہ مین جو لگا تو اوسکے صدمہ سے وہ ہاتھی پر سے نیچے گر پڑا اور
ایک گھوڑے پر سوار ہوکر ملتان کو بھاگ گیا یہ لڑائی چھہ گھنٹہ تک رہی

قلعہ کہ اوڑانے کی تدبیر کی اور سُرنگ بنانی شروع ہوگئی مگر ۲۲ جنوری ۱۸۴۹ء کو مولراج نے بغیر کسی شرط کے اپنی تئین خود حوالہ سرکار انگریزی کر دیا اور تین ہزار آدمیون نے جو اوسکے ہمراہ تھے ہتھیار ڈالدیئے یہان مولراج کو لاہور مین لے گئے اور بعد تجویز کونسل کے حکم ہوا کہ کلکتہ کو بھیجا جاوے اتفاق سے اثنای راہ مین بنارس پہونچکر اپنی موت سے مرگیا بعضے کہتے ہین کہ ہیرے کی کنی یا کچھہ زہر کھا کر جان بحق ہوا +

اب یہ بات قابل بیان کے ہے کہ شیر سنگہ جب ملتان سے گیا تو اوس نے قلعہ اٹک اور حسن ابدال کو فتح کیا اور اوس نواح مین لوٹ مچادی یہ حال دیکھکر فوج انگریزی قریب چالیس ہزار کے بارادہ جنگ اوس جانب کو روانہ ہوئی اور سکھون پر حملہ کیا اس لڑائی مین بہت سا کشت وخون ہوا اور جنرل کیورٹن جو نامور سپہ سالاران انگریزی مین سے تھا مقتول ہوا یہ لڑائی دریای چناب کے کنارے پر ہوئی تھی +

ایک اور لڑائی ۳ دسمبر ۱۸۴۸ء کو مقام سعد اللہ پور مین ہوئی وہان سے سکھہ شکست کھا کر رسولپور کیطرف بھاگے بعد ازان ایک لڑائی مقام چلیانوالہ مین ہوئی اگرچہ فوج انگریزی نے دشمن کو پسپا کردیا تاہم نقصان سرکار انگریزی کا بہت زیادہ ہوا اور بہت آدمی مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے +

پر مفسدون نے اون سبکو گرفتار کر لیا انکا حال آگے بیان کیا جائیگا +

ماہ نومبر کی چھٹی اور ساتوین تاریخ کو فوج مولراج اور انگریزی سپاہ مین قریب ملتان کی ایک لڑائی ہوئی اور بہت سی کشت و خون کی بعد سرکار انگریزی کی فتح ہوئی اور کئی توپین سرکار کی ہاتھہ آئین اسوقت ملک پنجاب مین بڑا فساد برپا تھا ہر ایک سکھہ اپنی تئین پادشاہ خیال کرتا تھا ہر جگہہ بلوی کا خوف تھا تجارت مسدود تھی راستے لٹتے تھے رعیت کو اپنی جان اور مال کی بچانے کی بڑی فکر تھی ستائیسوین دسمبر کو جبکہ انگریزون کے پاس سندھہ اور بمبئی اور فیروزپور سی کمک آگئی تب مولراج پر ایک اور حملہ ہوا اور انجام کار یہ ہوا کہ دشمن بھاگ گئی اور اونکا مقام انگریزی فوج کے قبضہ مین آیا اس لڑائی مین قریب چار سو سپاہی اور بیس عہدہ دار اونکے مجروح و مقتول ہوئے +

۳۱ دسمبر کو اتفاقاً ایک گولہ انگریزی توپ کا مولراج کی میگزین کی بارود مین جا کر پڑا اور اوسکے صدمہ سے جنوبی دیوار قلعہ کی بالکل منہدم ہو گئی اور سوا اسکے اور بہت سا نقصان ہوا بعد ازان فوج سرکاری نے شہر پر حملہ کیا اور اگرچہ مولراج کی فوج مقابلہ کرتی رہی پر یہ امر کچھہ کارگر نہوا آخر غرض شہر پر قبضہ کر لیا اور لوٹ کا بہت سا مال فوج سرکاری کی ہاتھہ آیا اس لڑائی کی بعد بھی دونون طرف سی بار با گولہ چلتا رہا اور پھر انگریزون نے

دربار مین پڑھکر سنایا گیا بعد ازان ایک اشتہار اس مضمون کا کہ ملک پنجاب ممالک مقبوضہ کمپنی بہادر مین شامل کیا گیا حاضرین مجلس کو سنایا گیا اور اوس پر مہاراجہ صاحب اور اراکین سلطنت اور جملہ صاحبان عالیشان کے دستخط کرائے گئے اور مہاراجہ دلیپ سنگہ کا چار لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کیا گیا اور اون سردارون کی جاگیرین جو خیرخواہ سرکار رہے تھے بحال رہین اور مہاراجہ دلیپ سنگہ کو انگلستان روانہ کردیا وہان جاکر مہاراجہ مذکور نے زبان اور علوم انگریزی مین بڑی ترقی کی اور بڑی خوش قسمتی مہاراجہ دلیپ سنگہ کی یہہ ہی کہ ایسے ملک مین جہان کی سیر کرنیکا ایک عالم مشتاق ہی اونکو توطن نصیب ہوا اور وہان اونکی شادی بھی ایک بڑے نامور امیر کی لڑکی سے ہو گئی ہے +

شمول راج ناگپور بہ سلطنت انگریزی

انھین گورنر جنرل صاحب کے وقت مین راج ناگپور کا ممالک مقبوضہ سرکار کمپنی بہادر سے ملحق کیا گیا اور اوسکی کیفیت یہہ ہے کہ ۱۱ دسمبر ۱۸۵۳ء مین راگھوجی بھوسلا راجہ ناگپور نے وفات پائی یہہ شخص اس ملک کی سلطنت حاصل کرنے مین سرکار انگریزی کا بڑا ممنون احسان تھا کیونکہ جب وہ آپا صاحب ہمیشہ کو شکست کھا کر بھاگا تھا تو اوسوقت وہ طفل نابالغ تھا اور انگریزون کی مدد سے ۱۸۱۸ء مین پھر کر اوسکو گدی ملک برار کی نصیب ہوئی تھی اور جبتک وہ نابالغ رہا یعنی آٹھہ برس کے عرصہ تک

اخیر لڑائی مقام گجرات پر ۲۱- فروری ۱۸۴۹ء کو ہوئی اسمین سکھونکی بالکل ہمت ٹوٹ گئی اور کئی ہزار آدمی زخمی ہوئے اور مارے گئے سکھہ لوگ ایسے بیدل ہوکر بھاگے کہ سوا ڈیرے اور خیمہ کے ساٹھہ ضرب توپ بھی انگریزونکے ہاتھہ آئی اکرم خان خلف دوست محمد خان بھی اسی لڑائی مین مارا گیا +

بعد ازان فوج سرکاری نے بسرکردگی کپتان گلبرٹ صاحب حریف کا ایسا تعاقب کیا کہ سکھہ لوگ تنگ ہو گئے اور آٹھوین مارچ سنہ حال کو جمیع سردارانِ صاحب موصوف کے پاس آکر پناہ چاہی اور اکیس ۲۱ ضرب توپین صاحب موصوف کے حوالہ کین اور میجر لارنس صاحب مع اپنی بیوی اور لفٹنٹ بوئی اور لفٹنٹ ہربرٹ اور ماسن صاحب کو مع اونکی بیوی کے جو کہ اونکی قید مین تھے رہا کیا اور چودھوین مارچ کو سردار چتر سنگہ اور راجہ شیر سنگہ نے مع سولہ ہزار سپاہ اور اکتالیس ضرب توپ کے اپنی تئین میجر گلبرٹ صاحب کے حوالہ کیا صاحب موصوف بعد ازین پشاور و اٹک کو جسپر کہ افغانون نے قبضہ کر لیا تھا روانہ ہوئے اور بدون مقابلہ کے اونپر قابض ہو گئے اسطرحپر پنجاب کی لڑائی ختم ہوئی اور پھر صورت امن و امان کی دکھلائی دینے لگی جبکہ پنجاب مین سبطرح امن ہو گیا تو ایک دربار مقام لاہور مین ہوا اُس دربار مین رزیڈنٹ لاہور اور بہت سے اور عہدہ داران جلیل القدر اور سکرٹری گورنر جنرل صاحب بہادر - اور اہالیان بلد لاہور - اور مہاراجہ دلیپ سنگہ جمع تھے اول وہ عہدنامہ جو کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد مین لکھا گیا تھا

شمولِ ملکِ اودھ بہ سلطنتِ انگریزی

ملک اودھ جس مین پچیس ہزار میل مربع زمین اور پچاس لاکھ آدمی کی بستی ہے وہان کی رعایا پچاس برس سی بڑی بڑی ظلم اور بے انصافیان اُن کے حکام سے برداشت کرتی تھی اور گورنمنٹ انگریزی سے ان حکام کو ہمیشہ تاکیدین ہوتی رہتی تھین کہ تم اپنی ملک کا انتظام قرار واقعی کرو اور رعایا سے جہانتک ہوسکے انصاف و عدل سے پیش آؤ پر باوجود اسقدر تاکیدات اور اونکے اقرارات کے کبھی وہان کے حکام نے انصاف پر ذرا بھی توجہ نکی ظلم زیادہ ہوتا گیا اور عیاشی اور حرامکاری کی تاریکی ملک پر زیادہ چھا گئی ۔

نواب ملک اودھ جو مطلق العنان اور خودسر حاکم تھا شب و روز عیاشی اور حرامکاری اور لذائذ نفسانی مین غلطان و پیچان رہتا تھا اور اپنا وقت اور عقل اور آمدنی ملک خوشامدیون اور حرامکارون اور ڈومڑھاڑیون کی صحبت مین برباد کرتا تھا ناچ اور راگ کی محفل رات دن گرم رہتی تھی ملک کا انتظام ظالمون کے سپرد تھا عملہ نے ایسی لوٹ مچا رکھی تھی کہ جو جسکے ہاتھ آیا صاف اوڑا دیا رعایا کو ہمیشہ جان کا خطرہ اور مال کے لُٹ جانے کا خوف رہتا تھا زمیندارون سے محصول زمین کا لینا بڑی جوانمردی کا کام تھا ہر ایک زمیندار کے گھر پر سپاہ نوکر رہتی تھی زمیندار لوگ گڑھی مین متحصن ہو کر

انگریزون نے اوسکے ملک کا انتظام ایسا کیا کہ وہ ملک زرخیز ہو گیا پھر ۱۸۲۶ء مین اوس ملک کی حکومت اوسکی سپرد کی گئی ستائیس برس تک اس راجہ کی عملداری بہت اچھی طرح رہی اور وہ انگریزون کا بہت شکر گزار رہا لیکن جب وہ مر گیا تو کوئی لڑکا وارث نہ تھا چونکہ بھوسلا کے خاندان مین یہ دستور تھا کہ سوا وارث مرد کے کوئی عورت گدی نشین نہین ہو سکتی تھی تو جب کوئی ایسا مدعی وراثت کا نپایا گیا تو بیشک اوسکی خاندان ہی حکومت جاتی رہی اگرچہ اوسکی بیوہ رانی نے ایک لڑکا بعد انتقال راجہ کے گود لیکر چاہا کہ بجای اپنے خاوند متوفی کے اوسکو گدی نشین کرے پر لارڈ ڈلہوسی صاحب نے اس امر کی حقیقت حال دریافت کر کے اور یہ جانکر کہ یہ درخواست قابل پذیرائی کے نہین ہے انکار کیا اور حکومت ناگپور داخل ممالک مقبوضہ سرکار کمپنی بہادر کر دی اگرچہ رانی صاحبہ نے اپنے مقدمہ کی پیروی انگلستان مین کی اور وکیل بھیجے مگر چونکہ گورنر صاحب نے اپنی رای کو بوجوہ قویہ لکھا تھا اوسکا مرافعہ کارگر نہوا بلکہ اسی اصول پر اور حکومتین بھی جنکا کوئی وارث حقیقی خاندانی نہ پایا گیا ممالک سرکار کمپنی بہادر مین شامل کر دی گئین ان ایام مین ناگپور دار الحکومت ممالک متوسطہ ہند کا شمار کیا جاتا ہے اور وہان ایک چیف کمشنر حاکم اعلے ہے اور سررشتہ تعلیم بھی اب جاری ہو گیا ہے اور روز بروز اوس ملک مین ترقی ہوتی جاتی ہے ؛

رپورٹ بھی مثل رپورٹ کرنیل سلیمن صاحب کے بلکہ اوس سے بھی زیادہ تھی یہ حال دیکھکر
گورنر جنرل صاحب نے بطور خود بھی خوب تحقیقات کر کے اون رپورٹون کی تصدیق
کی اور اونکو مناسب معلوم ہوا کہ اب اغماض کرنا اور یہ ملک ظالمون کے قبضہ مین
رکھنا ایک قسم کا گناہ ہی کیونکہ گورنمنٹ نے جبکہ خوب طرح پر ظلم اور ظالم اور طریق
ظلم جان لیا اور طور اوسکے دفع کا پہچان لیا تو تساہل کرنے مین بیشک گناہگار
ہونے کا اندیشہ تھا اسلیے انھون نے ولایت کو رپورٹ کی اور وہان سے حکم آنے کے بعد
اٹرم صاحب بہادر نے وزیر اعظم ملک لکھنؤ سے گفتگو کی لیکن بادشاہ کو
تین دن کے بعد وزیر نے خبر دی ایسے کار سے تین دن کی مہلت دی کہ اس عرصہ مین
اگر لکھنؤ کی سلطنت سے دست بردار ہو کر قبضہ سرکار مین دیدی جاوے
تو بہتر ہی ورنہ تیسرے دن اشتہار دیا جاویگا کہ اب سے عملداری سرکار کمپنی
بہادر کی ہوگئی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بادشاہ سے ملاقات کیوقت ریذیڈنٹ نے
عرض کیا کہ حضور اس اقرارنامہ پر جو درباب تبدیل حکومت کے لکھا گیا ہی
کہ اب سرکار کمپنی نے بسبب اسکے کہ انتظام اس ملک کا بہت خراب تھا اور
بدیں خیال کہ زیادہ دنون تک اس ملک کو نواب کی عملداری مین رکھنا
گویا خدا کے نزدیک گنہگار ہونا اور ظلم کا بڑھانا ہی اپنے قبضہ مین کر لیا ہی
اور بادشاہ کی تنخواہ بارہ لاکھ روپیہ سالانہ اور تین لاکھ روپیہ سال واسطے
حفاظت محل اور تنخواہ نوکرون کے مقرر کر دی ہی دستخط کر دین بادشاہ

باامن ہتی تھی بدون فوج کشی ایک پیسہ بادشاہ کو نہ ملتا تھا اور زمینداروں کی نوکروں کا یہ پیشہ تھا کہ جب اونکی تنخواہ بہت چڑھ جاتی تھی اونکو حکم ہو جاتا تھا کہ کم زور رعایا کو لوٹ کر اپنی تنخواہ وصول کر لو دربار شاہی میں تمام جہان کے دہیات کا سامان مہیا اور عیاشی کی اسباب تیار رہتی تھی *

پچاس برس تک یہ حال گورنمنٹ انگریزی نے دیکھا پر گورنمنٹ کو یہ انتظار رہا کہ شاید کبھی تو کوئی بادشاہ اچھا نکلے جو اس ملک کی خرابیوں کی اصلاح کرے مگر جو بادشاہ تخت نشین ہوا وہ اول ہی بدتر ہی نکلا اسلیے گورنمنٹ انگریزیکو سوای اسکے کہ یہ ملک بھی شامل ممالک مقبوضہ سرکار کمپنی بہادر کی کر لیا جاوے اور کوئی تدبیر بن نہ پڑی کس لیے کہ کرنیل سلیمن صاحب بہادر جو لکھنؤ کی رزیڈنٹ اور نواب کی طرفدار تھے اونھوں نے بھی یہ خرابیاں دیکھکر اپنی رپورٹ میں یہ رائے اپنی درج کی تھی کہ تاوقتیکہ یہ ملک سرکار کے قبضہ میں نہ آئیگا کسی صورت سے یہاں کی بدانتظامی کو باصلاح نہو گی جبکہ یہ صاحب رخصت لیکر ۱۸۵۶ء میں ولایت کو تشریف لے گئے تو اثنای راہ میں جہاز پر اونھوں نے انتقال کیا اور اونکی جگہہ جیمس اوٹرم صاحب رزیڈنٹ ہوئے اونھوں نے تمام صوبہ اودھ میں گشت کر کے تباہی رعایا اور ظلم حکام اور بیخبری والی لکھنؤ کی رپورٹ گورنر جنرل صاحب کو کی اور اونھوں نے بھی یہی رای دی کہ تاوقتیکہ یہ ملک سرکار دولتمدار کے قبضہ میں نہ آویگا اسکی خرابیاں ہرگز دفع نہوں گی انکی

باب دوم

ختم ہونا حکومت کمپنی بہادر کا اور شروع ہوجانا سلطنت ملکہ معظمہ وکٹوریا فرمانروای لندنکا

لارڈ کیننگ صاحب گورنر جنرل ۱۳ سیزدہم

سنہ ۱۸۵۶ عیسوی سے سنہ ۱۸۶۲ عیسوی تک

ابتدای بغاوت ہند سنہ ۱۸۵۷ عیسوی

بعد جنگ محمرہ و شکست فوج ایرانی یہ فساد عظیم شروع ہوا۔ اسکی کیفیت مجمل یہ ہی کہ کئی سال سی ہندوستانی فوج مین بڑا فتور پڑا تھا اور اکثر بلوے ہوتا تھا لیکن کم و بیش وقت سی دفع ہوجاتا تھا۔ ہندوستانی اہل فوج مین رشتہ ہمجنسی بہت مستحکم تھا اور چالیس ہزار سپاہی اودھکی اونکی شریک تھی انکی سبب سے ایک اور رشتہ ذات اور قومیت کا رشتہ ہمجنسی ہی جوڑ گیا غرض کہ تمام سپاہ ہند گویا ایک جان و قالب تھی اور جو حرکت اونکے افسرون کی ایک پلٹن کے خلاف ہوتی تھی وہ ساری فوج کو شاق گذرتی تھی اور افسرونکو کچھ قوت و حکومت نہ تھی اور جو بدانتظامی و بیضابطگی اودن زمانہ مین سپاہ ہند مین تھی وہ سب جانتے ہین۔ اگرچہ ہندوستانی سپاہی اپنا معمولی کام

یہ سنکر باوجودیکہ جسیم اور تجسیم اور معمر آدمی تھا بچون کیطرح رونے لگا اور کہنے لگا
کہ جو مرضی سرکار کی ہو وہ کرو پر مین دستخط اس کاغذ پر نکرونگا اگر میرا انصاف یہان نہوگا
مین ولایت کو چلا جاؤنگا اور ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریا کی قدمون پر گر پڑونگا رزیڈنٹ نے
عرض کیا کہ حسب الحکم ملکہ معظمہ یہ تجویز ہوئی ہے اب اس مین کچھہ نہوگا غرضکہ بادشاہ
نے نمانا اور اوس اقرارنامہ پر اپنے دستخط نہکیے لیکن کسیطرح کا فساد بھی نکیا جب
میعاد معین گذر گئی انگریزون نے منادی کرادی کہ اب سرکار کمپنی بہادر کی عملداری لکھنؤ
مین ہوگئی ہے سب رعایا کو اسبات کی اطلاع رہے۔ پادشاہ نے کلکتہ کو کوچ کیا اور وہان
جاکر دریا ہوگلی پر قریب کلکتہ کے ایک مکان وسیع پسند کرکے رہنا اختیار کیا اور
اپنی والدہ اور بیٹے اور بھائی کو بخدمت ملکہ معظمہ انگلستان روانہ کیا وہان جاکر
نواب کی والدہ فوت ہوگئین اور سب لوگ جو ساتھ گئے تھے بے نیل مرام پھر آئے ۹ تاریخ
فروری ۱۸۵۶ء کو لارڈ ڈلہوسی صاحب نے بسبب اسکے کہ وہ بیمار ہوگئے تھے استعفا دیا
اور اونکی جگہہ لارڈ کیننگ صاحب بہادر گورنر ہند مقرر ہوکر کلکتہ مین آئے
انکے وقت مین ایک انقلاب عظیم ہندوستان مین ہوا وہ یہ تھا کہ سپاہ
ہندوستانی سرکار انگریزی سے باغی ہوگئی اور سرکار کمپنی بہادر
کی عملداری جاتی رہی اور پھر جناب ملکہ معظمہ وکٹوریا دام ملکہا کی حکومت
ہندوستان مین ہوگئی چونکہ یہ امر ایک بڑا حادثہ اور انقلاب عظیم تھا اسلیے
اسکا مختصر بیان دوسرے باب مین علحدہ لکھا گیا +

اور یہ فقط اسواسطے کیا ہی کہ ہندو اور مسلمان کی ذات ٹوٹ جائی ساس خیال
باطل و بی اصل سی سپاہ ہند باطن مین بہت برہم اور آشفتہ خاطر ہوی آخر
علانیہ ظلم و تعدی شروع کی اور بارک پور اور رانی گنج مین ۳۴ رجمنٹ کے
سپاہیون نے اپنے بنگلے جلادیے اور لوٹ مار شروع کر دی۔
۲۶ فروری کو ۱۹ رجمنٹ کے لوگون نے برھم پور مین بلوے کیا مگر گورون کی
فوج اور توپخانہ سی وہ ٹھنڈی ہو گئی اس باغی رجمنٹ سے ہتھیار چھین کر بارک پور
مین لے گئے اور چار ہندوستانی رجمنٹون کی سامنے جنمین ۳۴ باغی رجمنٹ
بھی تھا اوسی برطرف کر دیا۔ دو ہفتہ کے بعد ۳۴ رجمنٹ نے بلوے کیا اور کئی
شخص اوسمین سے پھانسی دیے گیے کہ اونھون نے ایک افسر انگریز کو مار ڈالنا چاہا تھا
ماہ مارچ و اپریل مین انبالہ اور میرٹھ کی فوج نے افسرون کے خوف سی علانیہ تو
تشدد نہین کیا مگر خفیہ بارکون مین آگ لگادی۔ اضلاع اودھ و ممالک مغربی
و شمالی مین فقیر لوگون کو انگریزون سی بھڑکاتے پھرتے تھے۔

ناناصاحب کی بغاوت

ناناصاحب والی بٹھور بڑا بانی فساد تھا۔ انگریزون نے اسی پیشوائی معزول
کی پنشن نہ دی اسلیے اونکا دشمن ہو گیا اور پوشیدہ سازش کر کی چاہا کہ انگریزونکو
ہندوستان سی نکالدی۔ اس مقصد نے رئیسون سی اور اہل فارس اور شاہزادگان دہلی

برابر کرتی تھی مگر ادنی تغیر اونھین کمال ناگوار ہوتا تھا اور غدر و فساد کی باتین اونسے اکثر ظہور مین آتی تھین چنانچہ اونھون نے دریاسے عبور کرکے رنگون پر حملہ کرنے سے صاف انکار کیا آخر مجبور ہوکر سرکار نے سکھ کی فوج کو بھیجا یہ اون نیت فساد کی پہلی علامت تھی جو سپاہ ہندسے ١٨٥٦ء مین وقوع مین آیا — ان حالات سے اکثر افسران انگریزی کو بڑی خوف و تشویش کا محل تھا - لارڈ کیننگ صاحب کے احکام مین سے سب سے پہلا حکم سپاہ بنگالہ کے بہت خلاف گذرا - مندراس اور بمبئی کی فوج تو خدمت عام کے واسطے نوکر تھی کہ جہان لڑائی ہوتی تھی وہان جانا پڑتا تھا مگر سپاہ بنگالہ فقط ہندوستان کے واسطے تھی اب لارڈ کیننگ صاحب نے حکم دیا کہ خدمت عام کا قاعدہ سپاہ بنگالہ اور اور تمام فوج مین جاری ہو جائے اس قاعدۂ جدید نے نائرۂ فساد کو اور زیادہ بھڑکایا — فقیر تمام سپاہ ہندوستانی مین جھوٹی اور بغض و عناد کی باتین مشہور کرتے پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ انگریز چاہتے ہین کہ ہندوون کی ذات کو مٹا دین اور سرکار کے ہر حکم کو وہ سلسلہ ظلم و تعدی کا ایک جزو ٹھہراتے تھے +

چربی کی کارتوسون کی کیفیت

ابتدای ١٨٥٧ء مین ان مفسد فقیرون نے بڑی مشقت جابجا سے یہ لغو اڑایا کہ یہ کارتوس جو اب جاری ہوئے ہین ان مین سور اور گائے کی چربی لگی ہے

صاحب کمشنر اور فوج کا پادری اور اور انگریز افسرون کو چن چن کر قتل کیا
اور ۴۵ و ۷ و ۳۰ رجمنٹ نے ظلم و تعدی مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا
مگر نو انگریز افسرون نے میگزین کو بڑی جوانمردی سے بچایا آخر جب دیکھا کہ اب
مقابلہ بیکار ہے تو اوسمین آگ لگادی اور دو افسر خود اوڑ گئے جو انگریز زندہ بچے
وہ شہر کو چھوڑ کر جنگلون مین بھاگ گئے اور اونمین سے اکثر یا ہندوستانیون کے
ہاتھ سے مارے گئے یا شدت حرارت فصل سے مر گئے کچھ اونمین سے میرٹھ مین بھی
پہونچے کہ فوج باغی اوس شہر سے چلی گئی تھی۔ غرض ہندوستان کا قدیم پایہ تخت
فوج باغی و بدست کے دست ناحق پرست مین آگیا +

فساد فیروز پور

فیروزپور مین ۴۵ و ۵۷ رجمنٹ نے چاہا کہ قلعہ کو لے لین لیکن گوری کی ۶۱ رجمنٹ نے اونکا
مقابلہ کیا اور مار کر نکالدیا پس اونھون نے شہر کو لوٹ لیا اور آگ لگادی
اور رات بھر عجب انتشار کا عالم رہا دوسرے دن گوری کے رسالہ نے قلعہ سے
نکل کر بدمعاشون کو مار کر جنگل مین نکالدیا +

بغاوت لاہور

جو نہین حکام لاہور نے میرٹھ اور دہلی کی اخبار وحشت آثار سنی اوسی وقت

اور شاہ معزول اودھ سے سازش کی اور اب جو یہ چربی کی کارتوسون سے فساد
ہوا اسکو غنیمت سمجھکر فوج باغی کا شریک ہو گیا +

بغاوتِ لکھنؤ

۲۴- اپریل ۱۸۵۷ء مین لکھنؤ مین ۴۸ رجمنٹ اور تیسرا رسالہ اور ۷ رجمنٹ نے
بلوے کیا لیکن سر ہنری لارنس صاحب نے بڑی ہمت سے اس فساد کو دفع کیا اور
گورے کی فوج کو مقابلہ کو بھیجا آخر تلنگے بھاگ گئے سوارون نے اونکا تعاقب
کیا اور اکثر کو پکڑ لائے اور چھاونی مین قید کیا +

غدرِ میرٹھ

اس طوفان عظیم کی ابتدا میرٹھ سے ہوئی - ۱۱ اور ۲۰ ہندوستانی رجمنٹ نے
انگریزون پر حملہ کیا اور افسرون کو گولیون سے مار ڈالا سارے شہر مین آگ
لگادی اور جو میم اور بچہ اونکے ہاتھ آیا اوسے قتل کرکے دہلی کو چلے گئے +

فساد دہلی

بعض بدمعاش گھوڑے دوڑا کے راتون رات میرٹھ سے دہلی مین پہونچ گئے بس اونکے
جانے کے ساتھہ ہی سب فوج دہلی کی بگڑ گئی اور قتل و نہب شروع کیا

اطراف و جوانب سی فوج سمٹ کر گئی رجمنٹ ولایتی گوری کی اس مقام پر جمع
ہوئی جنرل انسن صاحب اونکی سردار تھے اونکا یہ قصد تھا کہ سب ملکر
باغیون سے لڑین ❊

شملہ

اس پہاڑ پر بہت سی صاحبان انگریز مع عیال و اطفال کی بسبب موسم گرما کے
جمع تھی اور بڑا خوف تھا کہ مبادا فوج باغی اسپر بھی حملہ کرے مگر فضل خدا سی وہان
بلوے نہین ہوا اور ہر صاحب کا دل اسمین لگا تھا کہ جنرل انسن صاحب فوج لیکر
دہلی پر چڑھائی کرین ــ ۲۵ مئی کو فوج قلیل بسرداری جنرل صاحب موصوف
انبالہ سی باشتیاق تمام دہلی کو روانہ ہوئی ــ انسن صاحب ۲۷ تاریخ وہاں
مر گئے اور اونکی مقام پر سر ہنری برنرڈ صاحب آئی اور ۷ مئی کو ایک گروہ فوج
گورہ کا بسرداری جنرل ولسن صاحب میرٹھ سی آکر اونسے ملا راہ مین باغیون سے
کچھ لڑائی ہوئی کہ ایک انبوہ کثیر لشکر بغاوت اثر کا وہان جمع تھا اور اکٹھے
لڑنے کا سامان کر رہا تھا ❊

بغاوت دیگر بلاد

جب نائرہ فساد تمام ہندوستان مین پھیل گیا تھا اور بیس مقامات پر سپاہیون
نے یکبارگی بلوے کردیا اور جو انگریز مرد عورت طفل اونکی ہاتھ لگ گیا اوسی قتل کر ڈالا

اونھون نے ہندوستانی سپاہیون سے ہتھیار رکھوالینے کی فکر کی اور قواعد عام کا حکم دیا جب آٹھوین رسالہ اور ۱۶ و ۲۶ و ۴۹ پلٹنون کے لوگ پریڈ پر جمع ہوئے تو گورون کی فوج نے چپکے سے آکر اونھین گھیر لیا اور جنرل کاربٹ صاحب نے حکم کیا کہ ہتھیار رکھدو اون لوگون نے جب یہ دیکھا کہ گورے کی فوج مع توپخانہ چارطرف سے گھیرے ہے اور فیر کرنے پر مستعد ہے تو جبراً و قہراً ہتھیار رکھدیے +

فوج پیشاور و بغاوت نوشہرہ و مردان

۲۰ مئی کو پیشاور کی فوج یعنی ۲۴ و ۶۴ و ۵۵ و ۳۹ رجمنٹ سے بھی اوسی طرح ہتھیار رکھوالیے جس طرح لاہور کی فوج سے رکھوالیے تھے اور اوسپر شدید پہرا کردیا باقی گورے کی فوج اور چند نمک حلال سکھ نوشہرہ اور مردان کی بچانے کو روانہ ہوئے ہنوز وہ وہان نہ پہونچے تھے کہ باغی متفرق ہوکر دیہات مین بھاگ گئے مگر اونھون نے اپنے اعمال بد کی سزاے معقول پائی اور کرنیل نکلسن صاحب نے سواے ساتھ لیکر اونکا تعاقب کیا اور بہتون کو مار ڈالا اور جو اونمین سے باقی رہے اونھین سپاہیون نے پارہ پارہ کرڈالا بعضون کو پہاڑیون نے پکڑ کے بیچ ڈالا +

انبالہ

انبالہ کی بڑی چھاونی افسرون کی چالاکی اور بہادری سے بچ گئی آخر ماہ مئی مین

اور بارکون کا محاصرہ کر لیا جہان سب انگریز مرد و زن و طفل نے بھاگ کر
پناہ لی تھی ۶ جون کو محاصرہ شروع ہوا اور ۲۱ دن تک رہا اس عرصہ مین
بیچارے محصورین قلعہ نے جو مصائب و آلام آتش زدگی اور گولہ اندازی اور
فاقہ کشی اور حرارت آفتاب سے اوٹھائی وہ بیان نہین ہو سکتی مگر انھون نے
زندگی سے مایوس ہو کر بڑی شجاعت و جوانمردی سے قلعہ کو بچایا اور کئی مرتبہ باغیون
نے دھاوا کیا لیکن سر نہوے عورتون نے بھی ایسی جرأت ظاہر کی کہ سبحان اللہ
مگر یہ سب بیکار تھا محصورین قلعہ کو دمبدم یاس بڑھتی گئی چھبیسوین ۲۶
تاریخ نانا صاحب نے اقرار کیا کہ کانپور ہمین دیدو اور تم سب چلے جاؤ کوئی
تم سے نہ بولیگا سر ہیو وھیلر صاحب نے بمجبوری ان شروط کو منظور کر لیا اور
۲۷ جون کو کوئی چارسو آدمی بقیہ اہل قلعہ سے کشتیون پر سوار ہو کر دریا سے
روانہ ہوے ہنوز تھوڑی دور وہ نہ گئی تھی کہ اوس شقی راجہ تھور نے اونپر توپین
فیر کرا دین اور دونون طرف سے اون مظلومون پر گولیون کی بوچھار
کردی خلاصہ یہ کہ فقط ایک کشتی بچی لیکن آگے بڑھکے اوسپر بھی حملہ کیا اور
تمام اہل قلعہ مین سے فقط چار شخص اس حال جان گنوا کھونے کو بچ گئے ایک اور کشتی
دریا کے کنارے بالو مین پھنس گئی تھی اسمین بہت سی عورتین اور بچے
بھرے تھے ان سبکو کانپور لیجا کر قید شدید مین رکھا دو ہفتہ کے عرصہ
مین اور بہت سے انگریزون کو فتحگڑھ سے لاکر ان قیدیون کے ساتھ قید کیا

اگرہ و بریلی و مراد آباد مین بلاز قتل و قمع و نہب و غارت خوب گرم تھا۔ اس زمانہ مین ہر انگریز کے دل مین ہندوون پر جوش غضب تھا مگر بعض وفادار اور جوانمرد رعایان ہند کی شرکت سے آتش غضب اہل فرنگ کسیقدر فرو ہو گئی تھی چنانچہ سیندھیہ سرکار انگریزی کا مطیع رہا اگرچہ اوسکی فوج باغیون کی شریک ہو گئی اور مہاراجہ پٹیالہ نے بہت سی فوج انگریزون کی کمک کو بھیجی +

مین پوری

مین پوری مین ایک نوجوان افسر ڈپٹی کلکٹر کو تامی نے بڑی جوانمردی سے خزانہ اور قلعہ کو باغیون کے شر سے بچا لیا +

کانپور

اس شہر مین انگریزون پر بڑی خوف کا مقام تھا اسواسطے کہ یہان تین رجمنٹ ہندوستانی فوج کی تھی اور تین رسالے تھے اور فقط ایک توپخانہ ولایتی گورہ کا تھا۔ سر ہیو وہیلر صاحب نے جو وہان کی فوج کے افسر تھے لکھنؤ اور کلکتہ سے فوج منگوائی اور کچھ تھوڑی سی کمک پائی لیکن پندرہ ہی میل کے فاصلہ پر نانا صاحب کا جو بٹھور تھا اور اب اوسنے علانیہ فوج کی سرداری اختیار کی اور فوج باغی بھی کانپور سے آکر اوسکی شریک ہوئی اور ان سب نے ملکر قلعہ

بہتون کو بال بچے سمیت جنگلون مین نکال دیا تھا سو وہ فاقہ کش و نیم جان لکھنؤ یا داناپور مین پہونچے +

الہ آباد

یہان ۶ جون تک خیر و عافیت رہی لیکن چھٹی تاریخ جسدن کانپور کا محاصرہ شروع ہوا تھا الہ آباد کی فوج بگڑی اور اپنے افسرون کو مع زن و بچہ تہ تیغ بیدریغ کیا اور چاہا کہ قلعہ کو چھین لین مگر کرنیل سمپسن صاحب نے چاردن تک قلعہ کو بڑی بہادری سے بچایا اور ۵ جون کو کرنیل نیل صاحب کلکتہ سے مندراسی فوج لے کر اونکی کمک کو پہونچ گئے +

کرنیل نیل صاحب کا آگے بڑھنا

یہ سوار کلکتہ سے کوچ کرکے بنارس مین پہونچے اور وہان ۳۷ پلٹن کو شروع بغاوت مین شکست دی اور ٹکسال بلکہ تمام شہر کو بربادی و ہلاکت سے بچالیا اور بدمعاش سب بھاگ گئے جب بنارس مین امن ہو گیا تو سوار موصوف کرنیل سمپسن صاحب اور اہل قلعہ کی کمک کو الہ آباد کو روانہ ہوئے اور فوراً قلعہ مین داخل ہوئے اور سب سکھون کو نکال کر فقط گورون کی فوج وہان رکھی اور الہ آباد کو اونھون نے صدر جنگ قرار دیا کہ یہان چارطرف سے فوج چلی آتی تھی اور منظور یہ تھا کہ محصورین کانپور کو کمک بھیجین +

لیکن اس عرصہ مین انگریزی فوج جمع ہو گئی تھی اور جا بجا باغیون سی لڑنے کو روانہ ہوئی تھی

کلکتہ مین سامان جنگ ہونا

پایۂ تخت ہندوستان مین بڑا خوف اور انتشار چھایا ہوا تھا اور سب حیران تھے کہ خداوندا کیا کرین اس نئی دشمن کا کیا علاج کرین لیکن لارڈ کیننگ صاحب نے ایک مرتبہ اس بلائی عظیم کو خوب تحقیق کر لیا پھر اسکے دفع کرنے مین ہمہ تن مصروف ہوئی اور فوراً مندراس اور بمبئی اور سیلون سی فوجین طلب کین چنانچہ مندراس کی فوج بسرداری نیل صاحب ۲۳ مئی کو وارد کلکتہ ہوئی اور بمبئی کی فوج دریای سندھ سی ہو کر لاہور کی سمت گئی اور ۱۷ مئی کو سر پیٹرک گرنیٹ صاحب جو جنرل انسن صاحب کے مقام پر اب کمانڈر ان چیف مقرر ہوئے تھے اور جنرل ہئیولاک صاحب کلکتہ مین داخل ہوئی اور ترتیب و تعبیۂ لشکر مین مصروف ہوئے

بغاوت لکھنؤ

اس اثنا مین سارا اودھ باغی ہو گیا تھا اور سر ہنری لارنس صاحب بڑی ہمت اور دانائی سی بدمعاشون کی حملہ کو روز ٹالتے تھے لیکن اونھون نے قتل وغیرہ اور آگ لگانا شروع کر دیا تھا اور ہر روز اونکی حملہ کا خوف تھا

فیض آباد اور سیتاپور اور سلطانپور مین بہت سے افسرون کو مار ڈالا اور

کو مین مین پھکوادیا بعد اوسکے اوسنے میگزین کو اوڑادیا اور شہر سے نکل گیا۔ دوسرے دن فوج انگریزی شہر مین داخل ہوئی اور جو حال جان کرلا اونھون نے دیکھا خدا دشمن کو بھی نہ دکھائی پس کیا تعجب ہے کہ شجاعان لشکر فرنگ نے قسم شرعی کھائی کہ جن شیاطین مکارون نے یہ ظلم عظیم کیا ہے اونسے ضرور انتقام لینگے +

تسخیر بٹھور

ہیولوک صاحب نے چاہا کہ جس باغی شقی نے اس قتل عام کا حکم دیا تھا وہ لکھنو نہ پہونچنے پائے پیشتر ہی اوسے سزاے معقول بجاے غرض سردار موصوف بٹھور کو روانہ ہوئے اور بلا مقابلہ و مزاحمت اوسے لے لیا راجہ کے محل کو تباہ کردیا قلعہ کو اوڑادیا اور پھر کانپور کو مراجعت کی اور وہان کرنیل نیل صاحب کو قلعہ کی حفاظت کے واسطے چھوڑکر خود جنرل ہیولوک صاحب محصورین لکھنو کی کمک کو روانہ ہوئے ۔ اب اوس شہر کے کچھ وقائع بیان کرنا ضرور ہے +

محاصرۂ لکھنو و وفات سر ہنری لارنس صاحب بتاریخ ۲ جولائی ۱۸۵۷ء

سر ہنری لارنس صاحب نے بہت کوشش کی کہ فساد مٹجاے لیکن لکھنو سے فساد بڑھتا ہی گیا تا اینکہ تمام شہر بجز رزیڈنسی کے باغیون کے قبضہ مین آگیا۔ ۲۸ جون کو خبر آئی کہ باغیون کی فوج قریب شہر کے پڑی ہے لارنس صاحب نے مناسب جانا

ہیولوک صاحب کا کوچ کرنا ماہ جولائی

۲۰ جون کو جنرل ہیولوک صاحب فوج کے افسر مقرر ہوئے اور کئی ہزار ولایتی گورے کا لشکر لے کر کانپور کی جانب روانہ ہوئے - ۱۲ جولائی کو بوقت صبح ہیولوک صاحب فتحپور مین پہونچ گئے اور وہان دشمن کے لشکر کے کئی ہزار جوان سے پہلی مرتبہ مقابلہ ہوا دونون طرف سے خوب برابر گولیون کی مار ہوئی لیکن انگریزی لشکر مین ایک آدمی کو بھی گولی نہین لگی آخرکار دشمن کی فوج منہزم ہوئی اور کچھ نقصان اوٹھایا اور سپاہ انگریزی بارہ توپین اور چھین کر آگے بڑھی راہ مین کچھ لڑائیان ہوئین اور ایک لڑائی مین سردار جرار میجر رنشڈ صاحب کام آئے غرض ۱۶ - جولائی کو فوج انگریزی مضافات کانپور تک پہونچ گئے +

جنگ کانپور ۱۶ جولائی و قتل و قمع اسیران انگریز

اس شہر مین باغیون کی بڑی مجمع تھی مگر ہیولوک صاحب نے اپنی دانائی اور چالاکی سے اونکی کمینگاہ پر حملہ کیا اور دو گھنٹے مین اونھین بھگا دیا لیکن دن بہت کم رہ گیا تھا اس سبب سے جنرل صاحب موصوف نے قلعہ مین داخل ہونا مناسب نجانا شب کو نانا صاحب نے انگریز مردون اور عورتون اور بچون غرض سبکی سب قیدیون کو پکڑ کر ذبح کر ڈالا اور اونکی جثون کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے

دشمن کے لوگ جمع ہوئے تھے اوڑادیا اور محافظین قلعہ کو اس سے بڑا فائدہ ہوا۔

ہیلی گارد میں کمک پہونچنا

آخر ماہ اگست مین محصورین ہیلی گارد کو مدد سی بالکل یاس ہوگئی تھی کہ اتنے مین ایک ہندو نے یہ خبر فرحت اثر سنائی کہ تین ہفتے مین ہیولوک صاحب یہان پہونچ جائینگے اس سے اونکی جان مین جان آئی۔ ۵ ستمبر کو فوج باغی نے بہت سخت دھاوا کیا مگر پسپا ہوکر اپنے مورچونپر پھر آئی۔ ۲۳ ستمبر کو اہل قلعہ دور سے توپون کی آواز سنکر بہت خوش ہوئے ہیولوک صاحب عالم باغ پر حملے کر رہے تھے دوہی دن کے بعد اونکی فوج لکھنؤ کے دھسوں کے اندر داخل ہوگئی اور ہیلی گارد کو بچا لیا +

نہضت ہیولوک صاحب بسوی لکھنؤ

سابق مین بیان ہوا کہ ہیولوک صاحب نیل صاحب کو کانپور مین چھوڑکر ۲۵۔ جولائی کو مع فوج لکھنؤ کو روانہ ہوئے تھے اور گنگا سے عبور کرکے اناؤ مین باغیون سے لڑائی ہوئی مگر وہان اونکی فوج بسبب بیماری کے بہت کم ہوگئی آخر وہ منگلور کو پھری اور کمک کی منتظر رہی اب ہیولوک صاحب فقط ۱۹ کوس کے فاصلہ پر لکھنؤ سے تھے اسپر بھی دو مہینے کے بعد وہان پہونچے ۴۔ اگست کو

کہ تمام فوج قلعہ کو اونکی مقابلہ پر لیجائین مگر حسب اتفاق لشکر باغی کی صحیح تعداد
نہ معلوم تھی کہ کتنے آدمی ہین آخرکار لکھنؤ سی چار کوس کے فاصلہ پر چنہٹ مین لڑائی ہوئی فوج
باغی سے کہ بہت کثرت سی تھی سپاہ انگریزی کو شکست دی اور اونھون نے مچھی بھون چھوڑی
بیلی گارد مین پھر پناہ لی باغیون کے دل کے دل شہر مین گھس آئے اور بیلی گارد
کا محاصرہ کرلیا سر ہنری لارنس صاحب نے کئی ہفتہ تک کی لڑائی کا سامان کیا
۲ جولائی کو ایک گولے کے پھٹنے سے اونھین زخم کاری لگا اوسکے صدمہ سے
دو دن کے بعد اونھون نے انتقال کیا۔ بعد اونکی وفات کے اہل قلعہ بسرداری
کرنیل انگلس صاحب لڑے اور تین مہینے وہ فوج جو سپاہ مخالف سے جو اوس سے
بہت زیادہ تھی مصروف جدال و قتال رہی اور بقیہ مصائب اور آلام اوٹھائے
دن بھر اوپر آگ برستی تھی رات بھر بازار قتال گرم رہتا تھا اون مین سے
ہر شخص ہر ایک کام کرتا تھا کبھی سرنگ کھودتا تھا کبھی توپ کا کام کرتا تھا
کبھی بیمار اور زخمیون کی خبرگیری کرتا تھا اور مُردون کو دفن کرتا تھا
غرض اون لوگون کی محنت طاقت بشری سے باہر تھی عورتین بھی دم نہ لیتی
تھین اور اونکی خوش مزاجی اور جرأت سے سپاہیون کو مشقت روزمرہ اور مصائب
و آلام مین بڑی مدد ملتی تھی کئی بار ایسا ہوا کہ دشمن نے سرنگ لگائی اور اہل قلعہ نے
یکبارگی اوسمین سی نکل کر سرنگ لگانے والون کو نکالدیا اور قلعہ کو بچالیا اور کئی دفعہ
ایسا ہوا کہ اہل قلعہ نے بڑی جوانمردی سے مورچون کے باہر کے مکانات جن مین

اندرکو وپڑی لکھا ہی کہ جب اس ملکی فوج نے دیکھا کہ ہر شخص اہل قلعہ مین سے اپنی مقام پر جا ہوا ہی حالانکہ یہ چاہیے تھا کہ ہر شخص اپنے بچانیوالونکی استقبال کو آتا تو اونھین بڑا تعجب ہوا — اس لڑائی مین کرنیل صاحب ماری گئی اور راٹرم صاحب کے شانہ پر زخم کاری لگا — سپاہ قلعہ اور یہ فوج جدید جو اونکی کمک کو آئی تھی دو مہینے تک ہیلی گارد مین محصور رہی ٭

محاصرۂ دہلی

اب ہم کچھ دہلی کا حال لکھتے ہین کہ یہ فساد کی جڑ تھی بادشاہ دہلی کے پاس باغی جمع ہوے جاتے تھے اور یہ ظاہر تھا کہ اس بلوی کا انجام بھی دہلی مین ہوگا ۲۵ مئی کو سر ہنری برنرڈ صاحب انبالہ سے چلے اور ۷ جون کو دہلی کے قریب اونسے کچھ فوج میرٹھ کی ملی ۸ جون کو اونھون نے دہلی کے قریب کی پہاڑی جسپر علم لشکر شقاوت اثر نصب تھا چھین لی اور وہان مورچے باندھ لئے مگر دہلی کی شہر پناہ بہت مضبوط تھی اور سات میل تک ندی اور دمدمے بنے ہوئے تھے اور فوج باغی محاصرین سے بمراتب زیادہ تھی اس سبب سے برنرڈ صاحب اپنی مورچہ پر منتظر رہی کہ موقع ملی تو ایک ہی ضرب مین انکا فیصلہ کردیجیے اور کلکتہ سے کمک آنے کی بھی اونھین امید تھی — ہر روز باغی اونپر حملے کرتے تھے لیکن پسپا ہوتے تھے

جنرل صاحب موصوف نے فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دیا مگر اناؤ کی کیچڑ پانی کے سبب سے پھر منگلور کو بھر آئے ۱۱- اگست کو پھر وہی معرکہ تیسری بار ہوا اور اب فوج انگریزی ایسی تھکی ماندی تھی کہ ہیولوک صاحب نے یہ مناسب جانا کہ کانپور کو پھر جائیں بوقت عبور دریای گنگ سات لڑائیاں باغیون سے ہوئین مگر سپاہ انگریزی کانپور پہونچ گئی اور وہان مہینے بھر تک آرام کیا اس عرصہ مین سر جیمس اوٹرم صاحب بہت سی فوج لیکر اونسے ملے اور اکثر اضلاع باغیہ سے پلٹنین اور رسالے آکر کانپور مین اونکی کمک کی واسطے جمع ہوئے اور اب فوج انگریزی کثیر ہو گئی - ۱۹ ستمبر کو تمام فوج انگریزی نے بسرداری جنرل ہیولوک صاحب و اوٹرم صاحب و کرنیل نیل صاحب دریای گنگ سے عبور کیا ۲۰ ستمبر کو منگلور مین پہونچ گئی ۲۱ کو سانئی کی پار آئی اور ۲۳ ستمبر کو اونھون نے عالم باغ لے لیا جو سلاطین اودھ کا عشرت گاہ تھا اور لکھنؤ سے چار کوس کے فاصلہ پر واقع ہے ۲۴ ستمبر کو فوج خستہ نے استراحت کی اور ۲۵ تاریخ سب نے ملکر دھاوا کیا تھوڑی دور تک تو باسانی بڑھی چلی گئی لیکن پھر دو میل تک سڑکون پر دو طرفہ مکانات مین لوگ ہتھیار باندھے بیٹھے تھے اور کئی جگہہ پر دھسام رندے بنی ہوئی تھی فوج انگریزی پر ہر طرف سے آگ برستی تھی لیکن وہ بہادر گھسے چلے جاتے تھے پانچ سے آدمی اونمین سے مارے گئے آخر وہ بیلی گارد کے پھاٹک تک پہونچ گئے اور دیوارون پر چڑھ چڑھ کے

۱۳- ماہ مذکور کو گورنمنٹ کو خبر ہوی کہ کشمیری دروازہ کا دھس دھاوا کرنے کے قابل ہے یہ سنکر فوج نے دھاوی کی تیاری کی - ۱۴ ماہ اگست کو علی الصباح فوج انگریزی دھاوی کی واسطے تیار ہوئی تو زبجرد صدور حکم بسرعت تمام سوانہ ہوئی جانگیان تو باسانی چھین لین اب یہ منظور ہوا کہ کشمیری دروازہ کو اوڑا دین تاکہ فوج باسانی شہر مین داخل ہوجای یہ امر نہایت دشوار تھا آخر ۱۴ شخص آگے بڑھے اونمین سے فقط چار آدمی بچی مگر اونھون نے اپنے کام کو انجام دیا اور کشمیری دروازہ کو اوڑا دیا اور اب ساری فوج شہر کے اندر گھس گئی - وہنی جانب کا حملہ کارگر ہوا اور بہت سی لوگ انگریزی فوج کی مارے گئے اور نکلسن صاحب بھی عین فتح کے وقت مارے گئے +

تسخیر دہلی

انجام الامر ۱۹ - اگست کو سپاہ انگریزی نی دہلی کو فتح کیا کسی باغی کو امان نہ دی اور جن افسرون کی احباب ۱۸۵۷ع کانپور اور لکھنؤ مین مارے گئی تھی اب اونھون نے اونکے خون ناحق کا انتقام شدید باغیون سے لینا شروع کیا غرض چھ دن کی لڑائی کی بعد دہلی فتح ہوئی

افسران انگریزی کا سلوک شاہ دہلی اور شاہزادگان تیموریہ سے

چنانچہ ۱۹ جون کو بہت سے باغی اوس پہاڑی کی پشت پر سے چڑھ آئے مگر جنرل ہوپ گرینٹ صاحب کے سواروں نے اونھیں شکست دی ۲۳ تاریخ چار اور رجمنٹ سپاہ باغی کی جالندھر سے آکر بدمعاشان دہلی کی شریک ہوئی اور ان سب نے ملکر بڑا شدید حملہ اوس پہاڑی پر کیا مگر شکست کھائی ۳ جولائی تک فوج انگریزی مین قریب ۷۰۰۰ آدمی کے ہوگیا اور محصورین قلعۂ دہلی کی کمک کو چھ رجمنٹ اور رہیل کھنڈ سے آئی ۴ جولائی کو سرہنری برنرڈ صاحب ہیضہ سے مر گئے اور جنرل ریڈ صاحب اور چیمبرلین صاحب سردار ہوے ۹ و ۱۴ و ۲۳ جولائی کو فوج باغی نے متواتر حملے کئے مگر شکست کھائی اور دن بھر شہر اور پہاڑی کے درمیان آگ برسائی بعد اسکے جنرل ولسن صاحب سپاہ انگریزی کے سردار ہوئے اور ۱۴ اگست کو جنرل نکلسن صاحب جہیلم اور امرتسر اور سیالکوٹ کے باغیون کو مغلوب کرکے ۲۰۰۰ فوج لیکر ولسن صاحب سے دہلی مین آکر ملے گئی توپین محاصرین دہلی کی مدد کو آتی تھین بہت سے باغیون نے شہر سے نکل کر چاہا کہ راہ مین اونھین چھین لین پس نکلسن صاحب ۲۰۰۰ آدمی ساتھ لیکر گئے کہ لوٹن توپون کو بحفاظت پہاڑی پہلے آئین متخاصمین مین مقام نجف گڑھ پر مقابلہ ہوا باغیون نے شکست کھائی اور بہت سے مارے گئے ۵ توپین ۷ ستمبر کو انگریزی لشکر مین پہونچین اور اب محاصرہ کامل شروع ہوا

و میجر انگلش صاحب و پیل صاحب و شورش صاحب باغیون کو اعظم گڑھ
و چھترہ و ہزاری باغ و کجوہ مین شکست دی ان متواتر شکستون سے
باغیون کا زور ٹوٹ گیا +

سر کالن کیمبل صاحب نے پھر فوج کشی کی ۱۸۵۷ء مین

سر کالن کیمبل صاحب ۹ اکتوبر مین کلکتہ سی روانہ ہوی ۱۲ - نومبر کو سر ہوپ گرنٹ صاحب
آکر اون سی ملی اور یہ دونون افسر فوج کثیر لیکر محصورین لکھنؤ کی کمک کیواسطی
عالم باغ مین پہونچی - دوسری دن سر موصوف نے دلکشا اور مارٹنیر کالج پر
حملہ کرکے باغیون سی چھین لیا اور ۱۹ - کو سکندر باغ کو کہ نہایت مضبوط و
مستحکم تھا لی لیا اور بیلی گارڈ مین پہونچ گئے - یہ لکھنا کیا ضرور ہی کہ بیلی گارڈ
کی تھکی ماندی فوج اس کمک کے آنے سے کسقدر خوش ہوئی - اوس محاصرہ عظیم و
شدید مین جو بہادر زندہ رہ گئی تھے وہ فاقہ کشی اور بیماری اور مشقت جنگ سی
نہایت خستہ دل اور پژمردہ ہو گئی تھی جب ان بہادرون نے اپنے دوستون کو دیکھا
کہ کیسی سخت لڑائی لڑکی ہماری کمک کو آئی ہین تو فرط خوشی سی رونی لگے
اور کس بیقراری سی نعرے مارتے ہوئے اونکی لینی کو دوڑی کہ معاذ اللہ القصہ
۲۲ نومبر کو محصورین بیلی گارڈ اوس بلا و مصیبت سی نجات پاکر دلکشا کے
رمنی مین پہونچ گئی مگر سردار عظیم الشان سر ہنری ہیولوک صاحب کے مارے جانے کی

ہڈسن صاحب مع اپنے نامو سواروں کے عین قلب لشکر مین اتر رہے تھے جب فتح ہوئی تو وہ حرم سرای سلطانی مین دفعتاً گھس گئے اور بادشاہ اور اونکی بی بی زینت محل کو گرفتار کر لیا اور اونپر شدید پہرہ کرکے شاہزادون کے ڈھونڈھنے کو گئے اور اونھین اپنے ہاتھہ سے گولی ماردی بعد اسکے بادشاہ اور زینت محل کو قیدخانہ مین بند کیا اور اونکے باب مین لارڈ کیننگ صاحب کے فیصلہ کے منتظر رہے اور دہلی کے قلعہ مین پہرہ بٹھادیا اور لوٹ مار موقوف کردی۔

ولایت سے فوج کا مدد کو آنا

اس اثنا مین ولایت سے برابر فوجین مدد کو چلی آتی تھین اور یہان بھی فوج بھرتی ہو رہی تھی اور پیل صاحب کی فوج بحری اور برفی بن صاحب اور فین صاحب کے رسالے عازم میدان کارزار تھے۔ سر کالن کیمبل صاحب ماہ اگست مین سپاہ انگریزی کے سردار کلکتہ مین مقرر ہوئے اور اونھون نے لڑائی کے بڑے سامان کئے اور بہت سی فوج جمع کی۔ بعد تسخیر دہلی کرنیل گریتھڈ صاحب یہان سے آگرہ کو روانہ ہوئے اور اس شہر کے قریب ایک گروہ عظیم کو باغیون کے جو ہلکر کے پایہ تخت اندور سے آئے تھے شکست دی۔ ۱۰- اکتوبر کو سرکار موصوف آگرہ مین پہونچے اور وہان سے بعجلت تمام کانپور کو روانہ ہوئے اور ۲۶- اکتوبر کو وہان پہونچ گئے۔ اس اثنا مین افواج انگریزی زیر سرداری کپتان پیل صاحب

رسالہ نے اونکا تعاقب کیا اور سیکڑون کو کاٹ کر پھینکدیا - اس معرکہ کے
چند روز کے بعد پٹیالے اور رمین پوری مین باغیون نے کئی شدید
شکستیں کھائیں اور ان لڑائیون مین کرنیل سٹین صاحب اور میجر
ہڈسن صاحب نے بڑا نام کیا - علاوہ برین اور کئی مقامات پر فوج ظفر موج
انگریزی سرخرو و کامیاب ہوئی اور باغیان شکست نصیب خائب و خاسر ہوئے

شاہ دہلی رنگون کو بھیجدیگئی ۱۸۵۸ء

۱۸۵۸ء مین ہندوستان مین آثار نیک ظاہر ہوئے اور باغیونکی قوت بالکل
ٹوٹ گئی اور بہت سے بدمعاش گرفتار ہوکر قتل کیے گئے اور ۲۵ جنوری کو
شاہ دہلی کو مکروہ دغا و بغی و فساد کی تحقیقات افسران جنگی نے کی - ہڈسن صاحب
اور عہدہ داران فوج اس مقدمہ مین حاکم تھے - الغرض جس دہلی مین خاندان
مغلیہ نے ۱۵۲۶ء سے سلطنت کی تھی اوسی دہلی مین رئیس خاندان
سلاطین مغلیہ و بروسعت اران دولت جلیلہ برطانیہ کے صفوف مجرمین مین
مثل ایک ذلیل و خابار ملزم باغی کے کھڑا کیا گیا اور خون ناحق و بدخواہی
سرکار انگلشیہ کے جرم مین محکوم بہ عقوبت موت ہوا مگر پھر یہ سزا مبدل
بہ حبس دوام بعبور دریای شور ہوئی اور آخر ۱۸۵۸ء مین بادشاہ کو اوس کے
مع چند رفقا و ملازمین کے رنگون کو لیگئے اور حکم کیا کہ اگر پھر ہندوستان

اونکی خوشی ہبدل برنج ہوگئی سردار موصوف کو بعد اس جد و کد اور جدال و
قتال کی فقط اتنا دیکھنا نصیب ہوا کہ محصورین قلعہ صحیح سلامت دلکشا مین
پہونچ گئی اور ۲۴ - نومبر کو اونھون نے دلکشا کی لشکر مین انتقال کیا - ۲۵ ماہ
مذکور کو سر کالن کیمبل صاحب نے بقیہ محصورین پہلی گارڈ کی ساتھ لیکر کانپور کو
مراجعت کی اور اس شہر کو جنرل ونڈہم صاحب کی سپرد کرکے خود لکھنؤ کو پھر آئے
- ہزارہا باغی گوالیر اور اور مقامات سے بھاگ کر کانپور پر ٹوٹ پڑی اور
ونڈہم صاحب کو شکست دیکر نکالدیا پھر جو سر کالن کیمبل صاحب لکھنؤ سے
آئی تو کانپور کو باغیون کی قبضہ مین پایا - سردار موصوف نے مع فوج فورًا
گنگا سے عبور کیا اور بقیۃ السیف محصورین لکھنؤ کو بحفاظت تمام کلکتہ
روانہ کیا اور دشمن سے مقابلہ پر بڑی استحکام سے مستعد ہوئی +

جنگ دوم کانپور ۵ دسمبر ۱۸۵۷ع

۶ - ماہ مذکور کو سر کالن کیمبل صاحب نے فوج باغی سے کانپور مین لڑائی شروع کردی
باغیون نے نہرون کی اوس طرف مورچہ باندھی تھی لہذا فوج انگریزی کو کئی پل
طی کرنے پڑی جس سبب سے لڑائی ممکن ہوئی القصہ یہ مرحلہ عظیم اونھون نے
بڑی جوانمردی سے آگ کی دریا مین پیر کی طی کیا اور باغیون کو ہر مقام پر
شکست فاش دی اور وہ شہر کو چھوڑ کر بے تحاشا بھاگے سر ہوپ گرینٹ صاحب نے

ساگر کو جو کئی مہینے سے باغیون مین گھری ہوئی تھے بچا لیا۔ اس ماجری سے کئی روز پیشتر ناگپور مین بلوہ ہُوا تھا مگر مسٹر الس صاحب ڈپٹی کمشنر کی ہوشیاری اور چالاکی سے یہ فساد رُک گیا۔ سر ہیو روز صاحب نے ساگر کو فتح کر کے گڑاکوٹ کے مضبوط قلعہ کو چھین لیا۔ ۲۱ جنوری کو محاصرین بیلی گارڈ نے اٹرم صاحب پر پھر حملہ کیا مگر پھر شکست کھائی۔ ۲۳ ماہ مذکور کو سر ہوپ گرینٹ صاحب نے قصبۂ میان گنج پر دھاوا کر کے چھین لیا اور اوسی دن جنرل فرینکس صاحب سلطانپور مین دریای گومتی پر ۲۵۰۰۰ فوج باغی سے بڑے معرکہ کی لڑائی لڑی اس لڑائی مین بھوٹیون نے اونکی بڑی مدد کی اور اونھون نے فتح کامل حاصل کی اور باغیون کو ہر جگہ سے مار کر نکالدیا۔ سلطان پور کو فتح کر کے جنرل فرینکس صاحب بعجلت تمام لکھنؤ کو روانہ ہوئے۔ اس اثنا مین کپتان سوتھبی صاحب کی فوج نے کئی قلعے قریب فیض آباد کے مسخر کر لیے تھے اور بھوٹیون کی فوج نے قلعۂ بیروزپور فتح کر لیا تھا۔ جب یہ سب مقامات فتح کر چکے تب فوج انگریزی بسرداری سر کالن کیمبل صاحب کانپور سے لکھنؤ کو روانہ ہوئی اونکی آنے سے باغیون کے دل ٹوٹ گئے اور محصورین بیلی گارڈ کے حوصلے بڑھے اونھین بڑی تمنا تھی کہ دشمن سے میدان مین نکلکر مقابلہ کرین اور کسیدن اونھین ایسی خوشی نہین ہوئی جیسی اوسدن ہوئی جبکہ اونھین آگے بڑھنے کا حکم ہوا +

آنے کا قصد کرو کے تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھو فاعتبروا یا اولی الابصار۔ شعر بیک گردش چرخ نیلوفری ۔ نہ نادر بجا ماند و نی نادری

سر کالن کیمبل صاحب نے پھر فوج کشی کی ۱۸۵۸ء

۲ جنوری کو سر کالن کیمبل صاحب نے فرخ آباد اور فتح گڑھ لے لیا اور کانپور میں جا کر مقیم ہوے اور حکم کیا کہ سب فوج اور میگزین اور توپین وہان جمع ہون اور خاتمہ کی لڑائی کا سامان ہو۔ لکھنؤ کو اردگرد بد معاشون کے بڑے جمگھٹے تھے اور سر جیمس اٹرم صاحب وہان کی فوج کے سردار تھے وہ بڑی بہادری سے باغیون کو روکے رہے اور ہر حملہ کو اونکے رد کیا۔ اور بہت سے مقامات پر فوج انگریزی ظفر یاب ہوئی چنانچہ روہیل کھنڈ مین مقام ہلدوانی پر میجر ریمزی صاحب نے ایک گروہ عظیم کو باغیون کی شکست دی۔ ۱۲ جنوری کو لکھنؤ مین باغیون نے بیلی گارڈ پر بڑا شدید حملہ کیا اٹرم صاحب نے اونھین ہٹا دیا اس معرکہ سے چھہ روز پیشتر راجہ جنگ بہادر بھوٹیون کی فوج لیکر انگریزون کی مدد کو آئے تھے اور گورکھپور کو چھین لیا تھا۔

۲۴ ماہ مذکور کو جنرل فرینکس صاحب کانپور کو روانہ ہوے اور بڑی بڑی پلٹنون کو باغیون کی شکست دی اور دو تین دن کی بعد بھوٹیون کی فوج اونکی کمک کو آئی۔ ۲۹ کو سر ہیو روز صاحب نے قلعہ راتھ گڑھ کو مسخر کیا اور اہل قلعہ

انگریزی نے لیے مگر اس مجلس آرائی شاہی کو ایسی سی جو خوشی ہوئی تھی وہ سب
ہر صلح جب کے مارے جانے سے مبتلائے رنج ہو گئی یہ بہادر دلاور کہ ہنگام میں بیسوں کے
اندر گولے سے مارے گئے بعد اسکے دو دن تک اوٹرم صاحب اور کیمبل صاحب دونوں
سردار ہمہ تن جدال و قتال میں مصروف رہے اور آصف الدولہ کا امام باڑہ اور
قیصر باغ لے لیا اور ۱۶ تاریخ کو شام تک سب بڑی بڑی مورچے باغیوں کی فوج
انگریزی نے چھین لیے۔ جب یہ سب مقامات لے چکے تو انگریزی سپاہیوں نے
بڑا قتل و قمع اور نہب و غارت شروع کیا بڑی بڑی خزانے صنائع و بدائع مشرق
کی اس شہر لکھنؤ میں جمع تھی یہ سب انھوں نے خوب دل کھولکر لوٹے۔ ۱۵ مارچ کو
ایک قلعہ جو باغیوں پاس رہ گیا تھا وہ بھی سپاہ انگریزی نے چھین لیا اور پھر
لکھنؤ لشکر ظفر پیکر انگلشیہ کے ہاتھ آیا اور بدمعاش مخبرین وغیرہ چھوڑ کر سب طرف
سرپٹ بھاگ گئے مگر ۲۱ تاریخ تک لڑائی موقوف نہیں ہوئی اس عرصہ میں جو مقامات
مستحکم بیرون شہر تھے اور وہان باغیوں نے پناہ لی تھی انھیں بھی برباد و مسمار
کردیا ۲۳ مارچ کو لکھنؤ میں آخری توپ چلی اور سال گذشتہ ماہ جون سے اب
اوس شہر میں توپ اور بندوق کی آواز موقوف ہوئی +

فتح بریلی در ماہ اپریل و مئی

لکھنؤ کو فتح کرکے فوج ظفر موج انگریزی نے بریلی کو مغلوب کیا جہاں باغیوں نے

لکھنؤ پر فوج انگریزی کی چڑھائی

یہ واقعہ آخر ماہ فروری مین ہوا۔ سپاہ انگریزی کی چار ٹکڑی تھی ایک ٹکڑی کے سردار اور منتظم آوٹرم صاحب تھے ایک کے لیوگرڈ صاحب ایک کے والپول صاحب اور ایک کی فرینکس صاحب۔ سوار رسالہ ولایتی گوری کے تھے انکی سرداری سر ہوپ گرینٹ صاحب تھے۔ الغرض ۲ مارچ کو پہلے کچھ تھوڑی سی لڑائی ہوئی بعد اوسکے بھیڑ کی بھیڑان بہادر کار آزمودہ سپاہیون کی دلکشا کی رمنہ مین پہونچی اور وہان خوب مورچہ بندی کر لی۔ فوج مخالف مین کوئی اسی ہزار باغی تھے

آخری لڑائی لکھنؤ کی ۵ مارچ مین

۵ ماہ مذکور کو سر جیمس اوٹرم صاحب نے گومتی سی عبور کیا اور دریا کی اوتر ہی اوتر چلے تاکہ جو دھس باغیون نے اودھر کیطرف بنائی تھی اونھین توڑ ڈالین ۹ کو خاتمہ کی لڑائی شروع ہوئی۔ سر جیمس اوٹرم صاحب نے شہر پر اور مارٹینیر کالج کے باہر کی دھسونپر برابر توپین مارنی شروع کین اور ایک اور مضبوط مورچہ یعنی چکر والی کوٹھی باغیون سی چھین لی۔ غرض صاحب موصوف ہر حملہ مین کامیاب ہوئے اور رات کو اونکی فوج مین بڑی خوشیان ہوئین۔ دوسرے دن دونون طرف سے بم کا گولہ برسا کیا اور ۱۱ کو سکندر باغ اور بیگم کوٹھی محلسرای خاص محل فوج

اونکے لوٹ مار شروع کی اور سپاہ انگریزی کو کہ وہ بھی جابجا منتشر تھی بہت
تکلیف دی۔ اب ان لٹیری باغیون کا مجمع بیگم باغیہ اور شاہزادۂ دہلی اور
ناناصاحب کے علم بغاوت شیم کے گرد ہوئے +

سر ہیوروز صاحب کے کار نمایان ممالک متوسطہ ہند مین ۱۸۵۸ء

ماہ مئی و جون مین سر ہیوروز صاحب نے ممالک متوسطہ ہند کے معرکۂ عظیم مین فوج باغی پر
ایسی ضرب لگائی کہ بالکل خاتمہ کردیا +

فتح جھانسی کا ماہ اپریل ۱۸۵۸ء

سر موصوف نے ماہ جنوری مین قلعۂ راتھہ گڑھ کو مسخر کیا اور فروری مین ساگر
اور گڑا کوٹہ کو مغلوب کیا اور ان سب مقامات کو فتح کر کے جھانسی پر چڑھائی کی
کہ وہان کی رانی برسر مقابلہ تھی سر ہیوروز صاحب نے دیکھا کہ دشمن کی جگہہ
بہت محفوظ و مضبوط ہے مگر اونھون نے اتنی توپین لگا دین کہ گڑھی مین گھس جانے کی
جگہہ ہو گئی قبل حملۂ آخری کے تانتیا ٹوپی سے جو ناناصاحب کا چچا زاد بھائی تھا
سخت لڑائی ہوئی یہ مفسد یعنی تانتیا صاحب یکم اپریل کو کالپی سے جھانسی کو
بچانے آیا تھا انجام یہ ہوا کہ تانتیا ٹوپی نے شکست فاش کھائی اور تین دن کے بعد
جھانسی انگریزون نے لے لی۔ مگر اب بھی دو مستحکم قلعے باغیون کے باقی تھے

شکست کھاکر پناہ لی تھی اب اونکے سرگروہ فیروز شاہ شاہزادہ دہلی اور نانا صاحب راجہ ٹھوبرا اور مولوی فیض آباد اور حضرت محل بیگم باغیہ اودھ تھی کیمبل صاحب نے بقصد قمع بقیۃ السیف سپاہ باغی لکھنؤ سے کوچ کیا اور والپول صاحب کی فوج کو ہمراہ لیکر بریلی پر چڑھائی کی ۔ ۲۵ اپریل کو شاہجہان پور تو بات کہتے میں چھین لیا ۔ ۲ مئی کو قریب شہر مذکور کے باغیون نے سپاہ ظفر پناہ انگریزی پر حملہ شدید کیا مگر شکست فاش کھائی اور نقصان عظیم اٹھایا ۶ مئی کو بریلی پر توپونکی باڑھ پڑنے لگی اور جنرل جونس صاحب مرادآباد کو فتح کرکے دوسری طرف بریلی کے پہونچے انجام کار نانا صاحب اور اونکے ساتھی سرپٹ بھاگے اور بریلی فتح ہو گئی ۔ اس اثنا میں بعد کوچ کرنے کالن کیمبل صاحب کے دشمن نے شاہجہان پور کا محاصرہ کر لیا تھا مگر جب جنرل جونس صاحب کمک کو پہونچے تو باغی متفرق و پریشان ہو گئے ۔ جب لیوگرڈ صاحب کی فوج نے لکھنؤ سے کوچ کیا تو راہ میں ایک گروہ باغی نے جسکا سردار گورسنگہ تھا اوسپر شدید حملے کیے اور بہت ضرر پونہچایا مگر اودھر سے ہوپ گرینٹ صاحب نے بیگم باغیہ کو شکست دی اور تھوڑے عرصہ میں فیض آباد کا مولوی باغی بھی مارا گیا اور بیگم باغیہ گھاگرہ کیطرف بھاگ گئی اور وہان فوج کو جمع کرکے یکبارگی حملہ کرنیکا ارادہ کیا ۔ پس اس طرح سے ۱۵ ۔ ۱۰ جون تک باغیون نے مقامات مختلف پر شکست کھائی اور اب اکٹھے لڑنے کے قابل نہ رہے مگر متفرق ہو کر ایک ایک گروہ

باغی ہو گئی تھی۔ القصہ ۲ جون کو جو بدمعاش کالپی سے شکست کھا کے آئے تھے اونھون نے سیندھیا کو بعد جنگ شدید کے گوالیر سے نکالدیا اور وہ اپنی جان بچانے کو آگرہ مین بھاگ آیا۔ سرہیو روز صاحب فوراً روانہ ہوئے کہ شکستہ دل باغیون کی اس آخری جای پناہ کو بھی برباد و تباہ کر دین۔ ۱۹ جون کو سپاہ باغی نے بسر کردگی رانی جھانسی و تانتیا ٹوپی فوج انگریزی سے لشکر سہاڑی پر جو گوالیر کے سامنے واقع ہے مقابلہ کیا رانی ماری گئی اور ساری فوج منتشر ہو گئی اور ہزارون ماری گئی۔ آخر گوالیر بھی انگریزون کے ہاتھ آیا اور یہ باغیون پر آخری ضرب شدید تھی کہ اسکے بعد پھر اونھون نے سر نہین اوٹھایا۔ باغیون کی فوج پھر پھنڈ ہو گئی اور تمام ملک مفتوح مین جا بجا انگریزی سپاہیون کے پہرے ہو گئے۔ اب ان بہادرون کو ذرا دم لینے کی مہلت ملی اور انھون نے تعب و مشقت جنگ سے استراحت کی۔ جب ہندوستان مین امن و امان ہو گئی تو ایسٹ انڈیا کمپنی معزول ہو گئی اور سلطنت ہند خود جناب ملکہ معظمہ انگلستان نے لیلی یہ حال آیندہ عرض کیا جائیگا یہان اس انقلاب عظیم کا انجام بیان کرنا مناسب ہے۔

آخری معرکہ۔ ماہ نومبر

جولائی اور اگست اور ستمبر ان شدید گرمی کے مہینون مین سر کالن کیمبل صاحب اور سرہوپ گرینٹ صاحب اور جنرل والپول صاحب یہ سب افسران نامور شہر نامی

یعنی کالپی اور گوالیر انکے غارت کرنیکو سر ہیو روز صاحب بہت جلد سوانہ ہوئے

فتح کالپی - ماہ مئی

تانتیا ٹوپی اور جھانسی کی رانی کالپی مین سپاہ انگریزی کے منتظر تھے - سر ہیو روز صاحب ۷ مئی کو اوس شہر کیطرف روانہ ہوئے راہ مین ایک گروہ عظیم سے فوج مخالف کے قصبہ کونہ مین مقابلہ ہوا اونھون نے شکست فاش کھائی - ۲۰ مئی سردار موصوف قریب کالپی کے پہونچ گئے اور دو دن تک باغیون کے مورچونکا محاصرہ کیے رہے ۲۲ - ماہ مذکور کو بدمعاشون نے یکبارگی حملہ کردیا مگر شکست فاش کھائی اور بڑی پریشانی سے بھاگے سر ہیو روز صاحب کی تھکی ماندی فوج نے شہر کالپی پر قبضہ کرلیا - پس اس طرحسے ۲۳ مئی کو کالپی بھی فتح ہوگئی بعد اختتام جنگ کے سر ہیو روز صاحب نے اپنی فوج کو آرام کرنے دیا کہ وہ بسبب متواتر لڑائیون کے اور شدت گرمای ہند کے بہت خستہ و پژمردہ ہوگئی تھی مگر گوالیر کا حال سنکر اونھین اپنے لشکر سے پھر کام لینا پڑا +

تسخیر گوالیر - ماہ جون

سابق مین بیان کیا گیا کہ سیندھیا مہاراجہ گوالیر نے اس کٹھن وقت مین انگریزون سے بڑی وفاکی اور بڑی شجاعت ظاہر کی مگر اسکی تمام فوج

...ن کو اپنے اعمال زشت کی بہت سخت سزا ملی - لارڈ کیننگ صاحب
... ملک کی زمین سرکار کے اختیار مین بلا شرکت غیرے رہی مگر جو ہندوستانی
کہ دفع غدر و فساد مین سرکار کے ممد و معاون ہوئے تھے اونھین انعامات معقول
عطا کئے - سر رابرٹ مونٹ گمری صاحب بجای سر جیمس اوٹرم صاحب کے
چیف کمشنر اودھ مقرر ہوئے انھون نے بڑی لیاقت سے اپنا کام کیا - پس یہ واقعات
عہد حکومت کمپنی مین یادگار رہین اب کمپنی کی معزولی کا حال سنئے

معزولی ایسٹ انڈیا کمپنی ۱۸۵۸ء

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اکثر مواقع پر ایسا ہوا کہ جب معاملات ہندوستان کی نسبت
پارلیمنٹ مین تقریر و مباحثہ ہوا تو اکثر ممبرون نے بکمال اصرار و الحاح کہا
کہ اگر اس ملک کا انتظام کمپنی کے اختیار سے نکل کر بالکل بادشاہ اور پارلیمنٹ
سے متعلق ہو جاے تو بہت بہتر ہو چنانچہ ۱۷۸۴ء سے اس امر کی گفتگو ہو رہی
تھی اور جبھی ولیم پٹ صاحب وزیر اعظم نے فرمایا تھا کہ اس تغیر سلطنت سے
انگریزون اور ہندوون دونون کو فائدہ ہوگا پس اب یہ امر آسانی سے
سمجھ مین آسکتا ہے کہ ۱۸۵۷ء اور ۱۸۵۸ء کی ہولناک واقعات نے اہل انگلستان کو
حکومت کمپنی سے بالکل مخالف و منحرف کر دیا - آخر الامر بعد مباحثہ و مناظرہ
کمپنی سے انتزاع حکومت کو دونون محکمون نے پارلیمنٹ کے مسلم و مقبول کیا

بدمعاشون کو رگید رگید کر مار رہی تھی اور قلعی مسخر کر رہی تھی۔ بیگم باغیہ بعد چند ضعیف مقابلون کی ناناصاحب کے ساتھ راپٹی سی عبور کرکے جنگل راجۂ نیپال کی عملداری مین بھاگ گئی۔ راجۂ مذکور نی انگریزون کو اجازت دیدی کہ اوسکی ملک مین باغیون کا تعاقب کرین۔ القصہ جو چند گروہ بدمعاشون کے باقی رہگئی تھی وہ بھی متفرق و منتشر ہوگئی۔ ناناصاحب اور بیگم باغیہ پہاڑ مین عافیت گزین ہوئی اور اونکی ساتھیون نی ہتھیار رکھدیئے*

سرداران باغی کا انجام ۱۸۵۹ء

ابتدای ۱۸۵۹ء مین تانتیا راو کی چھپنی کی جگہہ معلوم ہوگئی اور اوس سرگروہ مفسدین کو بعد تحقیقات کی پھانسی دیدی۔ ناناصاحب کو لوگ کہتی ہین کہ نیپال مین مرگیا۔ خان بریلی کو پکڑکر پھانسی دیدی اور ممو خان مدارالمہام بیگم باغیۂ لکھنؤ کو حبس دوام بعبور دریای شور سزا ملی باقی افسران باغی یا دائم الحبس ہوئی یا مختلف میعادون پر مقید ہوئی اور اکثر سپاہ باغی نی ہتھیار رکھدیئے اور بکمال ذلت و خواری وردیان اوتار ڈالین اور رعایا کا لباس اختیار کیا۔ بیگم باغیہ شہر کٹمنڈو پای تخت نیپال مین گمنام پڑی ہی*

فرق ہونا زمینداری اودھ کا ۱۸۵۹ء

فہرست نام [illegible] گورنر جنرل
بحیثیت سنہ تقرری و برخاستگی مختصر واقعات ہند

کیفیت	سنہ برخاستگی	سنہ تقرری	نام گورنر جنرل
	۱۷۸۵ء	۱۷۷۲ء	وارن ہیسٹنگز
یہ شخص کونسل کلکتہ کا ممبر اول تھا ڈیڑھ برس تک قائم مقام گورنر جنرل کا	۱۷۸۶ء	۱۷۸۵ء	میکفرسن
	۱۷۹۳ء	۱۷۸۶ء	کورنوالس
تین برس تک گورنر جنرل رہا اور پھر تھوڑے عرصہ تک کوئی	۱۷۹۸ء	۱۷۹۳ء	سر جان شور
نیا گورنر جنرل نہیں آیا آخر ۱۷۹۸ء میں مارنگٹن گورنر جنرل مقرر ہوا	۱۸۰۵ء	۱۷۹۸ء	مارنگٹن مخاطب بہ مارکویس آف ولزلی
	اکتوبر ۱۸۰۵ء میں مر گیا	۳۰ جولائی ۱۸۰۵ء	کورنوالس
کونسل کلکتہ کا ممبر اول تھا گورنری کا کام بطور قائم مقام انجام کرتا رہا	۱۸۰۷ء	۱۸۰۵ء	سر جارج بارلو
	۱۸۱۳ء	۱۸۰۷ء	منٹو
	۱۸۲۳ء	۱۸۱۳ء	مارکویس آف ہیسٹنگز
	۱۸۲۸ء	۱۸۲۳ء	امہرسٹ
	۱۸۳۴ء	۱۸۲۸ء	ولیم بنٹنک
	۱۸۴۲ء	۱۸۳۵ء	آکلنڈ
	۱۸۴۴ء	۱۸۴۲ء	النبرا
	۱۸۴۷ء	۱۸۴۴ء	ہارڈنگ
	فروری ۱۸۵۶ء	۱۸۴۷ء	ڈلہوزی
	۱۸۶۲ء	۱۸۵۶ء	کیننگ
	۲۰ نومبر ۱۸۶۳ء کو	۱۲ مارچ ۱۸۶۲ء	ایلجن

اور ۲ - اگست ۱۸۵۸ء مین اسی ملکہ معظمہ نے منظور فرمایا اور اب اوسے
قوت قانونی حاصل ہو گئی - پس اس تاریخ سے ایسٹ انڈیا کمپنی قطعاً معزول ہو گئی
اور سلطنت مغلیہ دولت جلیلۂ برطانیہ کے توابع و متعلقات مین داخل ہو گئی
- اب حکومت ہند سکرٹری آف سٹیٹ اور پندرہ آدمیون کی کونسل کے
سپرد ہی اور انھین کل مقدمات ہندوستان کا اختیار کلی ہی اور اونکے
محکوم و ماتحت گورنر جنرل ہندوستان ہین اونکے زیر حکم اور سب حکام ہین فقط



712